المقدّمۃ

تفسیر ارشدی

مرتب

ڈاکٹر حافظ ارشد بشیر عمری مدنی وفقہ اللہ

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

COPYRIGHT جمیع حقوق محفوظ
All Rights Reserved 2025

المقدمة

تفسیر ارشدی

مرتب

ڈاکٹر حافظ ارشد بشیر عمری مدنی وفقہ اللہ

SHAIKH Dr. ARSHAD BASHEER UMARI MADANI waffaqahullah
Hafiz and Aalim, Fazil (Madina University, K.S.A), M.B.A
Founder & Director of AskIslamPedia.com
Chairman: Ocean the ABM School, Hyderabad, TS,INDIA
+91 92906 21633 (WhatsApp only)
www.abmqurannotes.com| www.askislampedia.com| www.askmadanicom

ASKISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

بسم الله الرحمن الرحيم

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی

إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ

"یقیناً یہ قرآن وہ راستہ دکھاتا ہے جو بہت ہی سیدھا ہے"۔

سُورَۃُ الإِسْرَاء

قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم

إِنَّ اللهَ يَرْفَعُ بِهَذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ آخَرِينَ

"اللہ تعالیٰ اس کتاب (قرآن) کے ذریعے بہت سے لوگوں کو اونچا کر دیتا ہے اور بہتوں کو اس کے ذریعے سے نیچا گراتا ہے"۔

رَوَاهُ مُسْلِم

فہرست المقدّمۃ تفسیر ارشدی

عنوان	صفحہ نمبر
❋مقدمہ (1)	1
❋خصوصیاتِ تفسیر ارشدی	1
❋تفسیر ارشدی کے مصادر و مستفادات	5
❋ہدیۂ تشکر:	7
❋مقدمہ (2)	8
الباب الاول (علوم القرآن)	
1) قرآن کا لغوی معنی	10
2) قرآن مجید کی جامع ومانع تعریف	10
3) موضوع قرآن کیا ہے؟	10
4) قرآن مجید کیا ہے؟	11
5) قرآن کریم کے مختلف نام	14
6) وحی کا معنی	18
7) قرآن اور حدیث قدسی کے درمیان فرق	18
8) وحی کی اقسام	19
9) نزول وحی کے طریقے	19
10) قرآن کی سورتیں باعتبار مکی اور مدنی	19

ASKISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

11) مکی سورتوں کی بعض علامات ____ 19
12) مدنی سورتوں کی بعض علامات کیا ہیں؟ ____ 22
13) مکی اور مدنی سورتوں کی خصوصیات ____ 22
14) قرآن کریم کی سورتوں کی چار قسمیں ہیں ____ 23
15) مفصل سورتوں کی تین قسمیں ہیں ____ 24
16) قرآن سمجھ کر پڑھنا چاہیے یا سمجھے بغیر پڑھنا کافی ہے؟ ____ 24
17) تدوین قرآن ____ 24
18) عثمان نے سات نسخے بھیجے اس میں سے تین نسخے آج بھی موجود ہے ____ 29
19) نزولِ قرآن کے مقاصد کیا ہیں؟ ____ 29
20) مراحل نزول قرآن ____ 31
21) بیت عزت میں نزول قرآن کی حکمتیں ____ 33
22) قرآن کے مرحلہ وار نزول کی وجوہات ____ 34
23) قرآن کی طباعت ____ 35
24) نسخ ____ 35
25) نسخ کی شرائط ____ 35
26) نسخ کی حکمت ____ 36
27) آیات منسوخہ کی تعداد ____ 37
28) نسخ کی اقسام ____ 37
29) محکمات اور متشابہات ____ 40
30) تفسیر کی دو بڑی اقسام کیا ہیں؟ ____ 42
31) تفسیر بالماثور ____ 42

AskIslamPedia
Gateway for Islamic Information
Free Online Islamic Encyclopedia

32) تفسیر بالرائے — 42
33) بعض صحیح اصول تفسیر — 44
34) بعض غلط اصول تفسیر — 46
35) مفسر کے لیے بعض شرائط کا ذکر بعض علماء کے مطابق — 47
36) تفسیر اور مفسرین — 47
37) تفسیر اور تاویل مباح اور تاویل باطل کا لغوی اور شرعی معنی مع احکام — 48
38) اسرائیلی روایات کا مطلب — 50
39) قرآن مجید میں امثال کا فائدہ — 51
40) قرآن کریم میں مذکورہ قصوں کے فوائد — 52
41) ایک ہی واقعے کو قرآن کریم میں مختلف مقامات پر دہرائے جانے — 53
42) قرآن مجید میں حروف مقطعات کا مطلب کیا ہے؟ — 53
43) اسباب نزول — 53
44) قرآن مجید کی نئے نظریات کے ساتھ تفسیر کا حکم — 54
45) قرآن مجید کی بعض اردو تفاسیر جو فی الحال مارکٹ میں دستیاب ہیں — 56
46) سبعۃ احرف — 56
47) سات مشہور قراء، جن کے نام سے قرائتیں مشہور ہیں — 58
48) قرآن فہمی کے آٹھ مراحل — 58
49) قرآن سے دوری کے چند اسباب ذکر کریں؟ — 65
50) ہجر قرآن کی چند شکلیں بیان کریں؟ — 65
51) حقوق قرآن کیا کیا ہیں؟ — 66
52) تلاوت قرآن کے آداب — 67

AskIslamPedia Gateway to Islamic Information — Free Online Islamic Encyclopedia

53) بچوں میں قرآن سے شغف پیدا کرنے کے ذرائع کیا ہیں؟ ______ 68

54) قرآن کیسے حفظ کیا جائے؟ ______ 69

55) قرآن کریم کے کسی حکم کو ناپسند کرنے یا کسی آیت کا مذاق اڑانے..... ______ 71

56) قرآن کریم سے روگردانی کی سزا ______ 72

57) قرآن کریم روز قیامت باعمل انسان کے حق میں گواہی دے گا ______ 72

58) قرآن کی فریاد ______ 72

59) رموز او قاف (punctuation) ______ 73

60) تجوید کے بعض قواعد ______ 74

61) قرآن مجید کی موجودہ ترتیب توقیفی ہے ______ 76

62) مفید قرآنی معلومات ______ 76

63) پاروں کے نام ______ 78

64) سوروں کے نام ______ 79

65) قرآن کے مضامین (علوم پنجگانہ) کیا ہیں؟ ______ 84

66) قرآن کریم سیکھنے والے لوگ بہترین ہیں ______ 86

67) رمضان میں روزہ دار کے لیے سارا قرآن ختم کرنے کا حکم ______ 86

68) قرآن پڑھنے کے لیے قبلہ رخ ہونا اور اسے پشت نہ کرنا ______ 86

69) کتاب اللہ سے خیر خواہی کا مفہوم ______ 86

70) قرآن کریم کا احترام ______ 87

71) قرآن کتنے دن میں ختم کرنا چاہیے؟ ______ 87

72) بے وضو قرآن کی تلاوت ______ 87

73) بے وضو کا قرآن کو چھونا ______ 88

AskIslamPedia
Gateway for Islamic Information
Free Online Islamic Encyclopedia

74) حالت حیض میں قرآن کا چھونا ____ 88
75) قرآن کی آیتوں اور سورتوں کو لکھ کر گھر.........لٹکانا کیسا ہے؟ ____ 88
76) قرآن کے اختتام پر صدق اللہ العظیم کہنا؟ ____ 89
77) سجدہ تلاوت کرنے کا حکم؟ ____ 90
78) قرآن کریم کے پھٹے پرانے اوراق کا حکم ____ 91
79) قرآن کو زمین پر رکھنا ____ 91
80) قرآن اگر زمین پر گر جائے تو صدقہ دینا ____ 92
81) قرآن کی قسم اٹھانا ____ 92
82) قرآنی تعویذ لٹکانا ____ 92
83) ذکر افضل ہے یا تلاوت قرآن؟ ____ 93
84) قرآن پڑھنا افضل ہے یا سننا؟ ____ 93
85) کیا ریڈیو یا ٹی وی وغیرہ سے قرآن سننے میں اجر ہے؟ ____ 93
86) گانے کے انداز میں قرآن کی تلاوت کرنا ____ 94
87) تبرک کے لیے کار یا دکان وغیرہ میں قرآن رکھنا یا آیات لٹکانا ____ 94
88) قرآن خوانی اور ایصال ثواب ____ 94
89) آیات سکینہ ____ 95
90) آیات الشفاء ____ 97
91) رقیہ شرعیہ ____ 98
92) علوم القرآن صدی بصدی ____ 101
93) فہم قرآن کے لیے بعض معاون نکات ____ 104
94) تشبیہ ____ 107

AskIslamPedia
Gateway to Islamic Knowledge
Free Online Islamic Encyclopedia

95) استعارہ ____ 110
96) مجازمرسل ____ 113
* "کیا قرآن میں مجاز ہے...؟ ____ 116
97) کنایہ ____ 117
98) وجوہ اعجاز القرآن ____ 120
99) دعوت وتبلیغ کی غرض سے غیر مسلموں کو ترجمہ قرآن دینا ____ 121
100) فضائل قرآن مجید ____ 121
101) وہ چار صحابہ کون ہیں جن کے بارے میں......... ____ 121
102) کیا محمد ﷺ نے اس قرآن کی تالیف کی تھی؟ ____ 122
103) قرات قرآن سے قبل بسم اللہ پڑھنے کا حکم ____ 122
104) قرآن مجید کا ترجمہ پڑھنے کا اجر وثواب ____ 124
105) مستشرقین کا اعتراف حقانیت قرآن ____ 125
106) قرآن کی سند (ارشد بشیر مدنی سے جبرئیل علیہ السلام تک) ____ 125

الباب الثانی (تفسیر کے طریقے کتاب: "مساعد الطیار" سے خلاصہ)

(1) قرآن کی تفسیر قرآن سے ____ 137
(2) قرآن کی تفسیر سنت سے (اس کی اقسام) ____ 137
(3) قرآن کی تفسیر صحابہ کے اقوال سے (تفسیر میں صحابہ کے مصادر) ____ 137
(4) قرآن کی تفسیر تابعین کے اقوال سے (تفسیر میں تابعین کے مصادر) ____ 137
(5) قرآن کی تفسیر لغت سے ____ 137
(6) قرآن کی تفسیر رائے اور اجتہاد سے ____ 137
* قرآن کی تفسیر قرآن سے ____ 138

AskIslamPedia
Free Online Islamic Encyclopedia

✻تفصیلی مقالہ مع دلائل، حوالہ واقوال علماء(قرآن کی تفسیر قرآن سے) ______ 142
✻تفسیر قرآن بالقرآن کی اقسام(اولاً: طریقِ حصول کے اعتبار سے) ______ 145
✻تفسیر قرآن بالقرآن کے اہم ترین ضوابط میں سے ______ 148
✻وہ تفاسیر جنھوں نے تفسیر قرآن بالقرآن کا خاص اہتمام کیا ______ 149
✻وہ کتب ومصادر جنھوں نے علم تفسیر قرآن بالقرآن کا اہتمام کیا ______ 149
✻قرآن کی تفسیر قرآن سے کی مثالیں ______ 150
✻ثانیاً: قرآن کی تفسیر سنت نبوی سے ______ 153
✻رسول اللہ ﷺ کی قرآن کی تفسیر سے متعلق مستنبط اقسام ______ 153
✻ان اقسام کی مثالیں...... ______ 154
(1)آیت یا لفظ کی تفسیر کا اعلان، دو اسلوبوں کے ساتھ ______ 154
(2)صحابہ کو کسی آیت کی سمجھ میں دشواری ہو تو اس کی وضاحت فرمانا ______ 154
(3)اپنی گفتگو میں ایسی بات بیان کرنا جو آیت کی تفسیر کے طور پر کام دے ______ 155
(4)قرآن کی تاویل کرنا اور اس کے احکام پر عمل کرنا ______ 155
✻قرآن کی تفسیر صحابہ کے اقوال سے ______ 157
✻صحابہ کی تفسیر کو اہمیت دینے کی وجوہات ______ 158
✻صحابہ کے تفسیر میں مصادر ______ 158
✻تفسیر قرآن بالصحابہ سے متعلق مسائل ______ 161
✻قرآن کی تفسیر تابعین کے اقوال سے ______ 169
✻تابعی کی تفسیر کا حکم ______ 172
✻تابعین کی تفسیر کی اہمیت ______ 173
✻تابعین کی تفسیر پر مشتمل کتب ______ 173

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

❋تفسیر کی مثالیں ______ 173
❋تعارض کا حکم ______ 173
❋تابعین کی تفسیر کے بارے میں تنبیہات ______ 174
❋مفھومہ، حکمہ، أنواعہ ______ 180
❋تفسیر میں محمود رائے کے شروط (جاری) ______ 191
❋مفسر کے لیے ضروری علوم ______ 191
❋تفسیر میں رائے کی اہمیت اور غلطیوں کی مثالیں ______ 194
❋"صحابہ و تابعین کی تفسیر کو نظر انداز کرنا مذموم رائے کی سب سے بڑی وجہ ہے۔" 195
❋تفسیر بالرائے کی مذموم صورتیں (جاری) ______ 196
❋غلطی کی اقسام ______ 196
❋تفسیر: اثر (نقل) اور رائے کے درمیان ______ 197
❋تفسیری کتب پر تنقیدی نظر ______ 197
❋مکی سورتیں ______ 199
❋مدنی سورتیں ______ 199

الباب الثالث (قواعد التفسیر: خالد السبت - مترجم ' ارشد بشیر مدنی)

❋الکتاب: مختصر في قواعد التفسیر ______ 202
❋القسم الأول: في القواعد المتعلقة بأسباب النزول پہلا حصہ..... ______ 202
❋القسم الثاني: الزیادة - دوسرا حصہ: زیادتی ______ 214
❋القسم الثالث: التقدیر والحذف - تیسرا حصہ: تقدیر اور حذف ______ 215
❋القسم الرابع: التقدیم والتأخیر - چوتھا حصہ: تقدیم و تاخیر ______ 216
❋فہرس المحتویات: (فہرست مضامین) ______ 246

الباب الرابع (شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ–71 قواعد [مترجم' ارشد بشیر مدنی])

* شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ–71 قواعد (مترجم' ارشد بشیر مدنی) 249
* القواعد الحسان لتفسير القرآن 249
* فهرس المحتويات فہرست مضامین 249

الباب الخامس

(الكتاب:انوارالهلالين فى التعقبات على الجلالين)

(المؤلف: محمد بن عبد الرحمن الخميس)

* الكتاب: أنوار الهلالين في التعقبات على الجلالين: 260
* المبحث الأول - التأويلات في بعض آيات الصفات: 261
* المبحث الثاني: القصر في بعض أفراده: 271
* المبحث الثالث: في الإسرائيليات: 273

الباب السادس

(التعليق على المخالفات العقدية في تفسير البيضاوي أنوار التنزيل وأسرار التأويل)

(المؤلف: عبدالعزيز بن عبدالله الراجحي)

* سورة الفاتحہ 277
* سورة الانفال 283
* سورة التوبة 284
* سورة یونس 285
* سورة ھود 286
* سورة الرعد 286

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

❋سورۃ الحجر ________ 287
❋سورۃ النحل ________ 288
❋سورۃ الکھف ________ 289
❋سورۃ طٰہٰ ________ 289
❋سورۃ النور ________ 290
❋سورۃ الملک ________ 293

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

مُقّدمه 1

بسم اللہ الرحمن الرحیم

إِنَّ الحَمْدَ للهِ، نَحْمَدُهُ، وَنَسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَسَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلاَ هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ، وَسَلَّمَ تَسْلِيماً كَثِيراً، أَمَّا بَعْدُ:

قرآن اللہ کا کلام ہے جسے کتاب ہدایت کہا گیا ہے، انسان اگر نجات اور کامیابی چاہتا ہو تو اسے قرآن سے اپنا تعلق مضبوط کر لینا چاہیے۔ قرآن عروج وزوال کی ضامن کتاب ہے، جو شخص قرآن و صحیح احادیث کو تھام لے وہی سرخرو ہو سکتا ہے۔

معاشرے کو قرآن سے قریب کرنے کے لیے ہماری کافی کوششیں رہی ہیں، ہم نے "قرآنک عربک گرامر کورس" کے ذریعے اپنی ذمہ داری ادا کرنے کی کوشش کی، اس کے بعد علوم القرآن کے ذریعے اس ذمہ داری کو مزید آگے بڑھایا، ہماری کتاب "اہداف واسباق قرآن" کے ذریعے سے الحمدللہ ہم نے اپنی ذمہ داری کو حتی المقدور ادا کرنے کی باذن اللہ کوشش کی۔ اس بار تفسیر ارشدی کے ذریعہ قرآن فہمی کی تمام تر کوششیں آپ کے سامنے رکھ رہے ہیں؛ اللہ ہماری کاوشوں کو قبول فرمائے۔ آمین!

خصوصیاتِ تفسیر ارشدی

اس تفسیر کی چند خصوصیات ملاحظہ فرمائیں

1- ہمہ جہت انداز:

قرآن کریم کی اس تفسیر میں کتابِ الٰہی کے تمام پہلوؤں پر مفصل روشنی ڈالی گئی ہے۔ کوئی بھی شعبہ تشنہ نہیں چھوڑا گیا، بلکہ ہر گوشے کو مدلل انداز میں واضح کیا گیا ہے۔

2-سورتوں کا اجمالی جائزہ :

ہر سورت کے آغاز میں اس کا تعارفی خلاصہ، اہم موضوعات، اور سورت کے مقاصد ذکر کیے گئے ہیں۔

3-سیاق و سباق کا ربط :

ہر آیت اور سورت کو اس کے ماقبل اور مابعد مضامین سے جوڑتے ہوئے قرآن کے داخلی ربط اور ترتیب کو اجاگر کیا گیا ہے۔

4-موضوعات کی نشان دہی :

ہر سورت کے نمایاں موضوعات کو اجاگر کیا گیا ہے تاکہ قاری کو مضمون فہمی میں آسانی ہو۔

5-مقاصد سورت کی وضاحت :

ہر سورت کے بنیادی پیغام اور مقصد کو مختصر اور واضح انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

6-تربیتی نکات واسباق :

ہر سورت سے حاصل ہونے والے اخلاقی، روحانی، اور عملی اسباق کو ترتیب وار بیان کیا گیا ہے۔

7-لغوی تحقیق :

قرآنی الفاظ کی لغوی اور نحوی تحقیق کی گئی ہے تاکہ اصل مفہوم تک رسائی ممکن ہو۔

8-آیت بہ آیت وضاحت :

قرآن کریم کا ترجمہ اور ہر آیت کی تشریح جامع مگر سادہ انداز میں کی گئی ہے۔

9-اقوالِ صحابہ و تابعین :

آیات کی تفہیم میں اقوالِ صحابہ و تابعین کا بھرپور حوالہ دیا گیا ہے، جو تفسیر کو مضبوط بنیاد فراہم کرتے ہیں۔

10-مستند عربی تفاسیر سے استفادہ :

مشہور عربی تفاسیر (مثلاً: تفسیر طبری، قرطبی، ابن کثیر، ابن ابی حاتم الرازی وغیرہ) سے مستند نکات اخذ کیے گئے ہیں۔

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

11- تفسیری انداز کی جامعیت :

- تمام معتبر طرزہائے تفسیر کو شامل کیا گیا ہے:
- تفسیر بالقرآن (قرآن کی تفسیر قرآن سے)
- تفسیر بالحدیث (قرآن کی تفسیر احادیثِ نبویہ سے)
- تفسیر بأقوال الصحابہ والتابعین
- تفسیر بالرأی المحمود (علمی و اعتدال پسند رائے)

12- اسبابِ نزول کی وضاحت :

صحیح اسباب (شانِ نزول) ذکر کیے گئے ہیں تاکہ پسِ منظر واضح ہو۔

13- فقہی فوائد :

آیات سے حاصل ہونے والے فقہی احکام اور ان پر ائمہ فقہاء کا موقف بھی مختصر طور پر ذکر کیا گیا ہے۔

14- موجودہ دور سے ربط :

آیات کے پیغام کو عصرِ حاضر کے حالات و مسائل پر منطبق کر کے سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے۔

15- شبہات کا ازالہ :

مخالفین یا غیر مسلم اسکالرز کی طرف سے اٹھائے گئے اعتراضات کا علمی اور مدلل جواب بھی شامل کیا گیا ہے۔

16- ادبی نکات :

بلاغت، فصاحت، نظمِ کلام، اور اسلوبِ قرآنی کے ادبی حسن کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے۔

17- سائنس اور قرآن :

جہاں مناسب ہو وہاں سائنسی حقائق کو قرآن کی آیات سے ہم آہنگ کر کے پیش کیا گیا ہے، اور یہ بھی خیال رکھا گیا ہے کہ وہاں علمی مبالغہ نہ ہو۔

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

18- خلاصہ و نکات برائے تکرار و حفظ :

ہر سورت آخر میں خلاصہ اور اہم نکات دیے گئے ہیں تاکہ قاری کے لیے دہرانا اور یاد رکھنا آسان ہو۔

19- منظم اسلوبِ ترتیب :

تفسیر ارشدی کی نمایاں خصوصیت اس کا مہذب، منظم اور مربوط اندازِ پیشکش ہے۔ ہر موضوع کو واضح عنوانات، ذیلی عنوانات اور مربوط سیگمنٹ کی صورت میں ترتیب دیا گیا ہے، تاکہ قاری کو یہ معلوم ہو کہ کب، کہاں، اور کون سا موضوع زیرِ بحث آرہا ہے۔ دیگر تفاسیر کی طرح غیر متعین اور اچانک موضوعاتی تبدیلی کا احساس نہیں ہوتا۔

20- اجمال و تفصیل کا امتزاج :

اس تفسیر میں اجمال (خلاصہ) اور تفصیل (تشریح) دونوں انداز اختیار کیے گئے ہیں۔ خلاصہ سے قاری کو عمومی فہم حاصل ہوتا ہے، جبکہ تفصیل سے گہرائی و گیرائی میسر آتی ہے۔ اس طرح ہر قاری اپنی علمی ضرورت اور ذوق کے مطابق فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

21- خصائص میں یہ امور شامل ہیں

1) کثرت جمع حدیث مع ترجمہ اور تخریج میں عرق ریزی۔
2) کثرت جمع آیات مع ترجمہ۔
3) لغوی تحقیق کی آسان فہم میں وضاحت اور ایک فارمیٹ کے ساتھ۔
4) قدیم و جدید تفاسیر اور مرادی معنی میں مختلف صحیح اقوال کو جمع کرنے اور عربی سے اردو میں اقتباسات کے ترجمہ میں عرق ریزی۔
5) قرآن کا آسان تفسیری ترجمہ مع مختصر وضاحت۔
6) اقوال صحابہ اور تابعین کے ترجمہ میں عرق ریزی۔
7) 4000 اسباق۔
8) 500 اہداف۔
9) مناسبات سورے۔

10) مناسباتِ مقاطع سورے وآیات۔

11) بچوں اور ماں باپ کو قرآن سے جوڑنے کے لئے 3 اسائنمنٹ ہر سورہ سے۔

12) عمومی معلومات ورد ضعیف غیر منجبر أحادیث وموضوع أحادیث و مردود اسرائیلی روایات وخرافاتِ معترضین۔

13) رد اعتراضات وشبہات۔

14) ذکر محاسن قرآن ومعجزاتی نکات۔

15) صحیح اسباب نزول ورد غیر مقبول اسباب نزول۔

16) حالات وقت نزول واحوال مویدین (صحابہ) ومخالفین مع سیرت مکی ومدنی۔

17) ہدایاتی وتذکیری وتدبری نکات۔

18) رد غیر معتبر تاویلات در تفاسیر منجانب تفسیر ابن عثیمین وسعدی وتلامیذ۔

19) اسماء وصفات میں رد فرق ضالہ منجانب تفسیر ابن عثیمین وسعدی وتلامیذ۔

20) رد عصری افکارِ الحاد وفتن وتحصین نوجوانان۔

21) تفاسیر پر تعقبات علمیہ کی جمع وتدوین۔

22) کلیدی 1000 موضوعات کی تجمیع 22- ہر جزء کا مختصر تعارف یونٹ ومقاطع ومحور موضوعات کی حسین ومنطقی تقاسیم کی روشنی میں۔

23) تبویب أحادیث کی طرح تبویب آیات برائے تسہیلِ حفاظ۔

24) طویل مقدمہ میں مذکور ہے علوم القرآن کے (100) نکاتی معلومات (100) صفحات پر۔

25) مقدمہ میں مذکور ہے قواعد تفسیر سعدی وخالد السبت 26- مقدمہ میں مذکور ہے طرق تفسیر میں شیخ مساعد الطیار کے مقالات کا اردو ترجمہ میں عرق ریزی۔

تفسیر ارشدی کے مصادر و مستفادات

لغت کے لئے

1) کتاب "السراج" سے الفاظ کا مجموعہ اور لغوی تشریح تین زبانوں میں (یہ کتاب مؤسس الوکہ ویب سائٹ کی تیار کردہ ہے)

2) امام راغب اصفہانی کی کتاب

3) المعانی ویب سائٹ سے خلاصہ اور لسان العرب، القاموس المحیط، مختار الصحاح, الرائد المعجم الوسیط, تفسیر قرطبی, الجلالین, البیضاوی، اور تفسیر ابن عاشور وغیرہ کے ساتھ غیر معتبر تاویلات پر سلفی علماء کے تعقبات علمیہ کا خیال رکھا گیا ہے

تفاسیر کے لئے

حصہ اول۔غیر تفصیلی اور مختصر تفسیر، صحابہ و تابعین کے اقوال سے (تفسیر حکمت بشیر، طبری، ابن کثیر، بغوی، ابن ابی حاتم موسوعۃ التفسیر باشراف مساعد[1] کی طرف رجوع کیا گیا ہے) سارے اقوال صحابہ، تابعین و تبع تابعین جو یہاں مذکور ہیں وہ شیخ حکمت بشیر (جو میرے مدینہ یونیورسٹی میں استاذ رہے ہیں) کی تحقیق کے مطابق صحیح یا حسن ہیں۔

حصہ دوم: تفصیلی تفسیر۔ تفسیر طبری، ابن ابی حاتم، بغوی، تفسیر قرطبی، ابن کثیر، الدر المنثور للسیوطی اور جدید تفاسیر جیسے تفسیر السعدی اور اسی طرح ابن کثیر کے تفسیر کے نکات اور اختصار جو "المصباح المنیر" سے موسوم ہے اس کے ساتھ دیگر ابن کثیر کی شروحات (شرح شیخ الراجحی، شرح شیخ خالد السبت و شیخ مقبل کی تخریج و شیخ حوینی و حکمت بشیر کی تحقیقِ تفسیر ابن کثیر) سے استفادہ کرتے ہوئے اور اسی طرح تحقیقات ابن تیمیہ و ابن قیم

---

[1] الكتاب: موسوعة التفسير المأثور
إعداد: مركز الدراسات والمعلومات القرآنية
المشرفون: أ. د. مساعد بن سليمان الطيار - د. نوح بن يحيى الشهري

وابن الجوزی کا خیال رکھا گیا ہے، اور تفسیر اضواء البیان، فتح القدیر للشوکانی، تفسیر شیخ نواب صدیق حسن خان، تفسیر شیخ ابن عثیمین و تلامیذہ اور الدرر السنیۃ کی موسوعۃ التفسیر سے رہنمائی حاصل کرتے ہوئے اردو قالب میں لایا گیا الحمدللہ، اس سے ہمیں روایتی اور جدید نقطہ نظر دونوں کو سمجھنے میں مدد ملے گی ان شاءاللہ۔

اور اردو میں تفسیر أحسن البیان کے مختصر خلاصہ بڑے مفید ہیں جو تفاسیر مأثور و محمود رائے پر مبنی ہے ان نکات کو آخری شامل کیا گیا ہے۔

أحادیث کے لئے

1- صحیحین کے ساتھ سنن اور اور سارے متون حدیث میں شیخ البانی و شیخ شعیب ارناووط کی تحقیقات کے ساتھ تفاسیر کی تخریج پر مبنی کتب کا اہتمام شامل ہے جیسے تخریج تفسیر ابن کثیر و تخریج تفسیر فی ظلال القرآن

2-اردو ترجمہ حدیث و تخریج کے لئے

https://www.islamicurdubooks.com/hadith/index.php?bookid=1

عربی میں حدیث و تخریج کے لئے

https://dorar.net/hadith

فہم حدیث کے لئے

Binbaz.org

https://binbaz.org.sa/

اسباب نزول کے لئے

اسباب النزول پر چند مفید کتابیں

- العجاب–امام ابن حجر (مارکٹ میں مع التخریج موجود ہے)
- لباب النقول فی اسباب النزول–الشیخ مقبل بن ہادی
- الجامع فی اسباب النزول–الشیخ ابراہیم علی
- اسباب النزول–امام الواحدی (تخریج کے ساتھ مکتبہ شاملہ میں موجود ہے)

📖 الاستیعاب- شیخ سلیم الہلالی

- عمومی معلومات کے لئے
- الدرر السنیۃ- موسوعۃ التفسیر
- الاسلام سوال وجواب
- موقع طریق الاسلام
- شاملہ اردو وعربی
- اسلام ویب
- الالوکہ
- صید الفوائد

https://www.islamicurdubooks.com/index.php

ہدیۂ تشکر:

اس موقع پر میں اپنے ساتھ دینے والے سبھی علماء اور رفقاء کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنھوں نے اس کام میں میرا ابھرپور ساتھ دیا، میں سبھی کا بے حد ممنون و مشکور ہوں، اللہ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین!

مجھے اس قابل بنانے والے جامعہ دارالسلام، عمرآباد، تمل ناڈو، ہندوستان اور جامعہ اسلامیہ مدینہ طیبہ، سعودی عرب کے تمام اساتذہ اور ذمہ داران کا میں بے حد ممنون و مشکور ہوں جن کی مسلسل محنتوں کے نتیجہ- باِذن اللہ- میں اس قابل بنا کہ قارئین کرام کی خدمت میں قرآن کی خدمت کا ایک تحفہ پیش کر سکا، اللہ تعالیٰ ہمارے اور ان سب کے میزان حسنات کو ثقیل فرمائے۔ آمین!

نوٹ: جہاں ہم نے مناسب سمجھا مختلف کتابوں سے کچھ اقتباسات استفادے کی غرض سے نقل کر دیے، اللہ تعالی سارے مؤلفین کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

مُقّدَمہ 2

اس مقدمے میں ہم نے قرآنِ مجید اور اس سے متعلقہ علوم کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے؛ اس ضمن میں علوم القرآن، علمِ تفسیر، اس کی اقسام، اور اصول و قواعد تفسیر کو بیان کیا گیا ہے تاکہ قاری قرآن فہمی میں گہرائی اور بصیرت حاصل کر سکے۔

1) **الباب الاول**: علوم القرآن کے 100 ضمنی موضوعات جو 100 سے زائد صفحات پر مشتمل ہے۔
2) **الباب الثانی**: تفسیر کے طریقے–مساعد الطیار کے علمی مقالات کی روشنی میں۔
3) **الباب الثالث**: قواعد التفسیر–خالد السبت 55 قواعد التفسیر للشیخ سعدی۔
4) **الباب الرابع**: أنوار الهلالين في التعقبات على الجلالين۔
5) **الباب الخامس** "التعليق على المخالفات العقديةفي تفسير البيضاوي أنوار التنزيل وأسرار التأويل". المؤلف: عبدالعزيز بن عبدالله الراجحي

والسّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ڈاکٹر حافظ ارشد بشیر عمری مدنی وَفّقَہُ اللہ

فاؤنڈر اینڈ ڈائریکٹر آسک اسلام پیڈیا

تاریخ: 15/ اگست/ 2025ء

مطابق: 20/ صفر/ 1447ھ

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

الباب الاول علوم القرآن

الباب الاول: علوم القرآن

1 قرآن کا لغوی معنی

علماء کی تحقیق کے مطابق لفظ قرآن الگ الگ مصدر سے مشتق ہے:

1) لفظ قرآن مشتق قراءۃ سے۔پڑھنا۔سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب۔

2) لفظ قرآن مشتق قریۃ سے۔جمع کرنا۔دنیا اور آخرت میں کامیابی کی ساری ضروری معلومات اصولی طور پر جمع کردی گئیں۔

3) لفظ قرآن مشتق قرن سے۔قریب اور سیاق وسباق۔سیاق وسباق سے قرآن کا مفہوم سمجھا جائے تو سارے مستشرقین کے اعتراضات ختم ہو جاتے ہیں۔

4) لفظ قرآن مشتق قرینۃ سے۔ملتے جلتے۔قرآن میں ملتے جلتے موضوعات سے متعلق، ایک جگہ جمع کر کے سمجھنے کی کوشش کی جائے۔

📖 قرآن کا لغوی معنی کیا ہے؟

2 قرآن مجید کی جامع ومانع تعریف

قرآن مجید اللہ رب العالمین کا وہ معجزاتی کلام ہے جو محمد ﷺ پر جبرئیل علیہ السلام کے ذریعے سے نازل ہوا، جو مصاحف میں مکتوب ہے اور تواتر کے ساتھ ہمارے پاس چلا آرہا ہے، جس کی تلاوت کرنا عبادت ہے اور جس کا آغاز سورۃ الفاتحہ سے اور اختتام سورۃ الناس پر ہوتا ہے۔

📖 قرآن کی تعریف کبار علماء نے کیا بتائی ہے؟

3 موضوع قرآن کیا ہے؟

قرآن کا موضوع بنیادی طور پر "انسان" ہے، تاکہ وہ اپنے رب وخالق کے پیغام سے آگاہ ہو اور دنیا کی بھول بھلیوں میں اتنا گم نہ ہو جائے کہ اس خالق کو بھول جائے جس کے پاس دوبارہ اسے پلٹ کر جانا ہے۔

GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

4 قرآن مجید کیا ہے؟

❖ قرآن مجید کلام اللہ ہے جسے اللہ تعالی نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا تاکہ وہ لوگوں کو گمراہی سے نور ہدایت کی طرف نکالے، جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

تَرجَمَة: وہ اللہ تعالی ہی ہے جو اپنے بندے پر واضح آیات اتارتا ہے تاکہ وہ تمہیں اندھیروں سے نور کی طرف لے جائے۔(سورۃ الحدید:9)

❖ اللہ تبارک وتعالی نے قرآن مجید میں پہلے اور آخری لوگوں اور زمین وآسمان کی پیدائش کی خبریں دی، اور اس میں حلال وحرام اور آداب واخلاق کے اصول، اور عبادات و معاملات کے احکام، انبیاء وصالحین کی سیرت، کافروں اور مومنوں کی جزاوسزا، مومنین کے گھر جنت کا وصف اور کافروں کے گھر جہنم کا تفصیلی بیان ہے اور اسے ہر چیز کے بیان کرنے والا بنایا۔

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

تَرجَمَة: اور ہم نے آپ پر یہ کتاب نازل فرمائی ہے جس میں ہر چیز کا کافی وشافی بیان ہے اور مسلمانوں کے لیے رحمت وخوش خبری ہے۔(سورۃ النحل:89)

❖ قرآن مجید میں اللہ تعالی کے اسماء وصفات اور اس کی مخلوقات اور اللہ تعالی اس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور آخرت کے دن پر ایمان کی دعوت کا بیان ہے، جیسا کہ فرمان ربانی ہے:

تَرجَمَة ہ: رسول نے اس چیز پر ایمان لایا جو اللہ تعالی کی طرف سے اس پر نازل ہوئی اور مومن بھی ایمان لائے، یہ سب اللہ تعالی اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے، اس کے رسولوں میں سے کسی میں ہم تفریق نہیں کرتے، انہوں نے کہہ دیا کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی، اے ہمارے رب ہم تیری بخشش طلب کرتے ہیں، اور تیری طرف ہی لوٹنا ہے۔(سورۃ البقرۃ:285)

❖ اور قرآن مجید میں قیامت کے دن اور موت کے بعد حشر ونشر اور حساب وکتاب کے حالات کا تذکرہ ہے، اور حوض کوثر اور پل صراط ومیزان اور نعمتوں اور عذاب اور قیامت کے دن لوگوں کے جمع ہونے کا

وصف بیان کیا گیا ہے۔

ترجمۃ : اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں وہ تم سب کو یقینا قیامت کے دن جمع کرے گا، جس کے (آنے) میں کوئی شک وشبہ نہیں، اللہ تعالی سے زیادہ سچی بات کرنے والا کون ہے؟

(سورۃ النساء:87)

❖ قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ تعالی کی آیات کونیہ (اس جہان کی نشانیوں) اور آیات قرآنیہ میں غور وفکر اور تدبر کی دعوت دی گئی ہے، اللہ تبارک وتعالی کا فرمان ہے:

ترجمۃ : کہہ دیجیے کہ تم غور وفکر کرو کہ آسمان وزمین میں کیا کیا ہے۔(سورۃ یونس:101)

اور رب ذوالجلال کا فرمان ہے:

ترجمۃ : کیا وہ قرآن پر غور وفکر نہیں کرتے؟ یا پھر ان کے دلوں پر تالے لگ چکے ہیں۔(سورۃ محمد:24)

❖ قرآن مجید میں توحید، رسالت اور آخرت کا ذکر تفصیلی طور پر ہے۔

❖ قرآن مجید میں توحید ربوبیت، توحید اسماء وصفات اور توحید الوہیت کا تفصیلی ذکر ہے اور مقصد قرآن توحید الوہیت کو ثابت کرنا ہے۔

❖ قرآنِ مجید کلامُ اللہ ہے اور حدیث اس کا بیان ہے، بیان قولی، بیان فعلی، بیان تقریری اور بیان خُلُقی۔(محمد عمر بازمول)

(سورۃ القیامہ:19، سورۃ النحل:44)

❖ قرآن وحدیث کو فہم صحابہ اور ان کے حقیقی موفق متبعین کے مطابق سمجھنا، عمل کرنا اور دعوت وتبلیغ و نفاذ حتی المقدور کرنا ایمان کی علامت ہے اور صراط مستقیم کا تقاضا ہے۔

❖ قرآن مجید میں غیر مسلموں کے پانچ معروف سوالات کے جوابات تفصیل سے ہیں:

1) میں کون ہوں؟

2) میں کہاں سے آیا ہوں؟

3) مجھے کس نے پیدا کیا ہے؟

4) مجھے کیا کرنا ہے؟ کس طرح زندگی گزارنا ہے؟

5) مرنے کے بعد میرا کیا ہوگا؟

(مزید تفصیل کے لیے ہماری کتاب "قرآن کے اہداف اور مقاصد" کا مطالعہ کیجیے)

- ❖ قرآن مجید سب لوگوں کی طرف اللہ تعالی کی کتاب ہے، اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

تَرجَمَة : ہم نے آپ پر لوگوں کے لیے یہ کتاب حق کے ساتھ نازل فرمائی ہے پس جو شخص ہدایت پر آجائے تو اس کا اپنا ہی نفع ہے اور جو گمراہ ہو جائے اس کی گمراہی کا وبال بھی اس پر ہے اور آپ ان پر ذمہ دار نہیں ہیں۔(سورۃ الزمر:41)

- ❖ نزول قرآن کے بعد یہی (قرآن مع مقبول احادیث کی تشریحات) ایک ایسی کتاب ہے جو بشریت کے لیے تا قیامت کتاب رہے گی، اب جو بھی اس پر ایمان نہ لائے وہ کافر ٹھہرا اور وہ روز قیامت سزا سے دوچار ہوگا، جیسا کہ رب ذوالجلال کا فرمان ہے:

تَرجَمَة : اور جو لوگ ہماری آیات کو جھٹلائیں ان کو عذاب پہنچے گا اس لیے کہ وہ نافرمانی کرتے ہیں ۔(سورۃ الانعام:49)

- ❖ قرآن کریم کی عظمت اور جو کچھ اس میں فصاحت وبلاغت اور معجزات ونشانیاں اور امثال و عبرتیں ہیں اس کی بنا پر اللہ تعالی نے فرمایا:

تَرجَمَة : اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر اتارتے تو آپ دیکھتے کہ وہ خشیت الہی سے پست ہو کر ریزہ ریزہ ہو جاتا اور ہم ان مثالوں کو لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ غور وفکر کریں۔(سورۃ الحشر: 21)

- ❖ اللہ تعالی نے جن وانس کو یہ چیلنج کیا ہے کہ وہ اس کی مثل لائیں یا پھر اس کی مثل ایک سورت ہی لے آئیں ، لیکن وہ نہیں لا سکے اور نہ وہ اس کی طاقت ہی رکھتے ہیں، جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

تَرجَمَة : کہہ دیجیے کہ اگر تمام انسان اور کل جنات مل کر اس قرآن کی مثل لانا چاہیں تو ان سب سے اس کی مثل لانا ناممکن ہے گو وہ آپس میں ایک دوسرے کے مددگار بھی بن جائیں۔(سورۃ بنی اسرائیل:

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

88)

❖ تو جب قرآن کریم آسمانی کتب میں سب سے عظیم، کامل اور آخری کتاب ہے، تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کتاب لوگوں تک پہنچانے اور اس کی تبلیغ کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

تَرجَمَة: اے رسول جو کچھ بھی آپ کے رب نے آپ کی طرف نازل فرمایا ہے لوگوں تک پہنچا دیں، اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ اللہ کا پیغام پہنچانے میں قاصر رہے (یعنی پیغمبری کا فرض ادا نہ کیا)۔ (سورۃ المائدۃ:67)

❖ اس کتاب کی اہمیت اور امت کو اس کی ضرورت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ ہماری تکریم کرتے ہوئے ہم پر نازل فرمائی اور اس کی حفاظت اپنے ذمے لیتے ہوئے فرمایا:

تَرجَمَة: بے شک ہم ہی نے قرآن کو نازل فرمایا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ (سورۃ الحجر:9)

- قرآن مکمل، ابدی، آفاقی و ہمہ جہت ہونے کے اعتبار سے مکمل ضابطۂ حیات ہے جو اللہ کی طرف سے آخری کتاب ہے اور حدیث مقبول اس کی تشریح ہے۔
- قرآن کے متعلق آپ نے کیا سمجھا ہے؟
- قرآن نے اپنی دعوت کو کیسے پیش کیا؟ قرآن کا اسلوب دعوت کیا ہے؟

5 قرآن کریم کے مختلف نام

القرآن (سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب):

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ (سورۃ البقرۃ:185)

تَرجَمَة: ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا۔

الفرقان (فرق کرنے والا):

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَىٰ عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا ۔﴿سورۃ الفرقان:10﴾

تَرجَمَة: بہت بابرکت ہے وہ (اللہ تعالیٰ) جس نے اپنے بندے پر فرقان اتارا تاکہ وہ تمام لوگوں کے

لیے آگاہ کرنے والا بن جائے۔

البرهان (دلیل):

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُم بُرْهَانٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِينًا۔﴿سورۃ النساء:174﴾

تَرجَمَۃ: اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے سند اور دلیل آپہنچی اور ہم نے تمہاری جانب واضح اور صاف نور اتار دیا ہے۔

الکتاب (لکھا ہوا):

ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ۔﴿سورۃ البقرۃ:2﴾

تَرجَمَۃ: اس کتاب (کے اللہ کی کتاب ہونے) میں کوئی شک نہیں۔

الحق (حق، سچ):

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ لِتُنذِرَ قَوْمًا مَّا أَتَاهُم مِّن نَّذِيرٍ مِّن قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ۔﴿سورۃ السجدۃ:3﴾

تَرجَمَۃ: کیا یہ کہتے ہیں کہ اس نے اسے گھڑ لیا ہے۔ (نہیں نہیں) بلکہ یہ آپ کے رب کی طرف سے حق ہے تاکہ آپ انہیں ڈرائیں جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تاکہ وہ راہ راست پر آجائیں۔

الذکر (نصیحت):

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ۔﴿سورۃ الحجر:9﴾

تَرجَمَۃ: ہم نے ہی اس نصیحت (قرآن) کو نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

التنزیل (نازل کیا ہوا):

وَإِنَّهُ لَتَنزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ .﴿سورۃ الشعراء:192﴾

تَرجَمَۃ: اور بے شک یہ (قرآن) رب العالمین کا نازل فرمایا ہوا ہے۔

احسن الحدیث (بہترین بات):

اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ ۔ ﴿سورۃ الزمر:23﴾

تَرجَمَة : اللہ نے بہترین کلام نازل فرمایا ہے۔

العظیم (عظمت والا):

وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ ۔ ﴿سورۃ الحجر:87﴾

تَرجَمَة : یقیناً ہم نے آپ کو سات آیتیں دے رکھی ہیں کہ دہرائی جاتی ہیں اور عظیم قرآن بھی دے رکھا ہے۔

الکریم (عزت والا):

إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ ۔ ﴿سورۃ الواقعہ:77﴾

تَرجَمَة : کہ بے شک یہ قرآن بہت بڑی عزت والا ہے۔

العزیز (بلند مرتبہ):

وَإِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِيزٌ ۔ ﴿سورۃ حم السجدہ:41﴾

تَرجَمَة : یہ بڑی باوقعت کتاب ہے۔

المجید (بڑی شان والا):

ق وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ۔ ﴿سورۃ ق:1﴾

تَرجَمَة : ق! بہت بڑی شان والے اس قرآن کی قسم ہے۔

الحکیم (حکمت والا): العلی (بلند مرتبہ):

إِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۔ وَإِنَّهُ فِي أُمِّ الْكِتَابِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيمٌ۔ ﴿سورۃ الزخرف:3-4﴾

تَرجَمَة : کہ ہم نے اس کو قرآن عربی بنایا ہے تاکہ تم سمجھو، یقیناً یہ لوح محفوظ میں ہے اور ہمارے نزدیک بلند مرتبہ حکمت والی ہے

الموعظۃ(نصیحت):الشفاء(شفاء):الھدی(ہدایت):الرحمۃ(رحمت):

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُم مَّوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ .﴿سورۃ یونس:57﴾

ترجمة :اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو نصیحت ہے اور دلوں میں جو روگ ہیں ان کے لیے شفا ہے اور رہنمائی کرنے والی ہے اور رحمت ہے ایمان والوں کے لیے۔

المصدق(تصدیق کرنے والا):المھیمن(نگہبان):

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ۔ ﴿سورۃ المائدۃ:48﴾

ترجمة :اور ہم نے آپ کی طرف حق کے ساتھ یہ کتاب نازل فرمائی ہے جو اپنے سے اگلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور ان کی محافظ ہے۔

مبین(کھول کر بیان کرنے والا):

الر تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ وَقُرْآنٍ مُّبِينٍ۔﴿سورۃ الحجر:1﴾

ترجمة :الر، یہ کتاب الٰہی کی آیتیں ہیں اور کھلے اور روشن قرآن کی۔

مبارک(بابرکت):

وَهَٰذَا كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ فَاتَّبِعُوهُ وَاتَّقُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ.﴿سورۃ الأنعام:155﴾

ترجمة :اور یہ ایک کتاب ہے جس کو ہم نے بھیجا بڑی خیر و برکت والی، تو اس کا اتباع کرو اور ڈرو تاکہ تم پر رحمت ہو۔

بشیر(بشارت دینے والا):نذیر(ڈرانے والا):

كِتَابٌ فُصِّلَتْ آيَاتُهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ . بَشِيرًا وَنَذِيرًا.﴿سورۃ حم السجدہ:3-4﴾

تَرجَمة: (ایسی) کتاب ہے جس کی آیتوں کی واضح تفصیل کی گئی ہے، (اس حال میں کہ) قرآن عربی زبان میں ہے اس قوم کے لیے جو جانتی ہے، خوش خبری سنانے والا اور ڈرانے والا ہے۔

نور (روشنی):

قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللّٰهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ. ﴿سورۃ المائدۃ:15﴾

تَرجَمة: تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور اور واضح کتاب آچکی ہے۔

نوٹ: ان ناموں میں سے پانچ نام مشہور ہیں: القرآن، الفرقان، الذکر، التنزیل اور الکتاب۔

- باقی کو صفاتی نام سے تعبیر کیا گیا ہے۔
- ایک قول کے مطابق 55 نام تک ملتے ہیں۔

قرآن مجید کے مختلف نام حوالے کے ساتھ لکھیں؟

6 وحی کا معنی

وحی کے لغوی معنی "خفیہ طور پر جلدی سے اشارہ کرنے" کے ہیں۔

اصطلاح میں وحی سے مراد وہ پیغام ہے جو اللہ تعالی اپنے کسی نبی یا رسول کی طرف بھیجتا ہے، اور آخری وحی و شریعت محمد ﷺ پر ختم ہوئی۔

7 قرآن اور حدیث قدسی کے درمیان فرق

1) قرآن مجید اللہ کا کلام ہے اور اس کے الفاظ و معانی اللہ کی طرف سے ہیں-جب کہ حدیث قدسی میں مفہوم اللہ تعالی کی طرف سے ہوتا ہے اور الفاظ اللہ کے نبی ﷺ کے ہوتے ہیں۔

2) قرآن کی تلاوت کرنا عبادت ہے جب کہ حدیث قدسی کا پڑھنا عبادت نہیں ہے (ویسے نیکی کا کام ہے)۔ گویا قرآن وحی متلو ہے اور حدیث قدسی وحی غیر متلو ہے۔

3) قرآن کے ثبوت کے لیے امت کا اتفاق اور تواتر کا ہونا شرط ہے مگر حدیث قدسی کے لیے یہ شرط نہیں

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION

ہے۔

4) قرآن مجید جبرئیل علیہ السلام کے ذریعے نازل ہوا ہے مگر حدیث قدسی میں اس فرشتے کا واسطہ اور ذریعے ہونا ضروری نہیں۔

5) قرآن معجزہ ہے اور حدیث قدسی معجزہ نہیں ہے۔

- وحی غیر متلو کا اطلاق احادیث قدسی کے علاوہ اور کس پر ہوتا ہے؟
- حدیث قدسی سے کیا مراد ہے؟ اور آیات قرآن و احادیث شریفہ کے درمیان کیا فرق ہے؟

8 وحی کی اقسام

وحی کی تین قسمیں ہیں:

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ۔(سورۃ الشوری:51)

ناممکن ہے کہ کسی بندہ سے اللہ تعالیٰ کلام کرے مگر وحی کے ذریعے یا پردے کے پیچھے سے یا کسی فرشتے کو بھیجے اور وہ اللہ کے حکم سے جو وہ چاہے وحی کرے، بے شک وہ برتر ہے حکمت والا ہے۔

1. وحی قلبی: اس قسم میں باری تعالی براہِ راست نبی کے قلب کو مسخر فرما کر اس میں کوئی بات ڈال دیتا ہے۔
2. کلام الہٰی: اس دوسری قسم میں باری تعالیٰ براہ راست رسول کو اپنی ہم کلامی کا شرف عطا فرماتا ہے۔
3. وحی مَلَکِی: اس تیسری قسم میں اللہ تعالیٰ اپنا پیغام کسی فرشتے کے ذریعے نبی تک بھیجتا ہے۔

9 نزول وحی کے طریقے

محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر مختلف طریقوں سے وحی نازل ہوتی تھی۔

صلصلة الجرس: صحیح بخاری کی ایک حدیث میں مروی ہے:

ASKISLAMPEDIA GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION

1. عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کے ایک مرتبہ حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ آپ پر وحی کس طرح آتی ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کبھی تو مجھے گھنٹی کی سی آواز سنائی دیتی ہے، اور وحی کی یہ صورت میرے لیے سب سے زیادہ سخت ہوتی ہے، پھر جب یہ سلسلہ ختم ہو جاتا ہے تو جو کچھ اس آواز نے کہا ہوتا ہے مجھے یاد ہو چکا ہوتا ہے۔ اور کبھی فرشتہ میرے سامنے ایک مرد کی صورت میں آجاتا ہے، پھر مجھ سے بات کرتا ہے، جو کچھ وہ کہتا ہے میں اس کو یاد کر لیتا ہوں۔

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے سخت سردی کے دن میں آپ پر وحی نازل ہوتے دیکھا ہے (ایسی سردی میں بھی) جب وحی کا سلسلہ ختم ہو جاتا تو آپ کی پیشانی مبارک پسینے سے شرابور ہو چکی ہوتی تھی۔ (صحیح بخاری:2)

2. تمثل ملک: فرشتہ کسی انسانی شکل میں آپ کے پاس آکر اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیتا تھا، ایسے مواقع پر عموماً جبرئیل علیہ السلام مشہور صحابی دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں تشریف لایا کرتے تھے۔ (مصنف بن ابی شیبہ:32325)

3. فرشتہ کا اصلی شکل میں آنا: جبرئیل علیہ السلام کسی انسانی شکل اختیار کیے بغیر اپنی اصل صورت میں دکھائی دیتے تھے۔

4. رؤیائے صادقہ: آپ کو نزول قرآن سے قبل سچے خواب نظر آیا کرتے تھے جو کچھ خواب میں دیکھتے بیداری میں ویسا ہی ہو جاتا، عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: آپ پر وحی کی ابتدا نیند کی حالت میں سچے خوابوں سے ہوئی اس وقت جو آپ خواب میں دیکھتے وہ صبح کی روشنی کی طرح سچا نکلتا۔ (صحیح بخاری:3)

5. کلام الٰہی: موسیٰ علیہ السلام کی طرح آپ ﷺ نے بھی اللہ تعالیٰ سے براہ راست ہم کلامی کی۔

6. نفث فی الروع: جبرئیل علیہ السلام کسی بھی صورت میں سامنے آئے بغیر آپ کے قلب مبارک میں کوئی بات القاء (ڈالنا) کر دیتے تھے اسے اصطلاح میں "نفث فی الروع" کہتے ہیں۔

- محمد ﷺ پر وحی کا نزول کیسے کیسے ہوتا تھا؟ ہر ایک کی حدیث بیان کریں۔

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

10 قرآن کی سورتیں باعتبار مکی اور مدنی

❖ قرآن کی سورتوں کی تقسیم مکی اور مدنی کے اعتبار سے کی گئی ہے۔
❖ مکی: قرآن کریم کی جو آیتیں یا سورتیں رسول ﷺ پر ہجرت سے پہلے اتریں وہ مکی ہیں۔
❖ مدنی: جو سورتیں یا آیتیں رسول اللہ ﷺ پر ہجرت کے بعد اتریں وہ مدنی ہیں۔
❖ مکی اور مدنی سورتوں کی تعداد مصحف مدنی [باشراف صالح ال الشیخ] کے اعتبار سے
❖ مدنی سورتوں کی تعداد 28 ہیں اور مکی سورتوں کی تعداد 86۔

مندرجہ ذیل سورتیں مدنی ہیں:

(1) سورۃ البقرۃ، (2) سورۃ آل عمران، (3) سورۃ النساء، (4) سورۃ المائدۃ، (5) سورۃ الانفال، (6) سورۃ التوبہ، (7) سورۃ الرعد، (8) سورۃ الحج، (9) سورۃ النور، (10) سورۃ الاحزاب، (11) سورۃ محمد، (12) سورۃ الفتح، (13) سورۃ الحجرات، (14) سورۃ الرحمن، (15) سورۃ الحدید، (16) سورۃ المجادلہ، (17) سورۃ الحشر، (18) سورۃ الممتحنہ، (19) سورۃ الصف، (20) سورۃ الجمعہ، (21) سورۃ المنافقون، (22) سورۃ التغابن، (23) سورۃ الطلاق، (24) سورۃ التحریم، (25) سورۃ الدھر، (26) سورۃ البینہ، (27) سورۃ الزلزال، (28) سورۃ النصر۔

مذکورہ بالا سورتوں کے علاوہ جتنی سورتیں ہیں وہ سب کی سب مکی ہیں۔

11 مکی سورتوں کی بعض علامات

1) ہر وہ سورت جس میں لفظ (کلّا) آیا ہو۔
2) ہر وہ سورت جس میں سجدہ آیا ہو۔
3) ہر وہ سورت جس میں حروف مقطعات آئے ہوں سوائے سورۃ البقرۃ اور سورہ آل عمران کے۔
4) ہر وہ سورت جس میں آدم علیہ السلام اور ابلیس کا واقعہ مذکور ہو سوائے سورۃ البقرۃ کے۔
5) ہر وہ سورت جس میں نبیوں اور امم ماضیہ کے حالات اور واقعات مذکور ہوں سوائے سورۃ البقرۃ کے۔

(دیکھئے مباحث فی علوم القران للشیخ مناع القطان)

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION

بعض علماء کے مطابق مکی سورتوں کا بنیادی مضمون توحید، رسالت اور آخرت ہے، اور دیگر مضامین جیسے اخلاقیات وغیرہ کا ذکر بھی موجود ہے۔

- مکی سورتوں سے کیا مراد ہے اور اس کی کیا علامتیں ہیں؟

12 مدنی سورتوں کی بعض علامات کیا ہیں؟

1) جس سورت میں حدود و فرائض کا ذکر ہو۔
2) جس سورت میں جہاد کی اجازت اور جہاد کے احکام بیان کیے گئے ہوں۔
3) جس سورت میں منافقین کا ذکر آیا ہو سوائے سورہ عنکبوت کے۔

نوٹ: مدنی سورتوں کا بنیادی مضمون مسائل اور احکام شریعت کا تفصیلی بیان ہے بنسبت مکی سورتوں کے۔

13 مکی اور مدنی سورتوں کی خصوصیات

1) ابتدائی مکی سورتوں کی نمایاں خصوصیات یہ ہیں کہ ان میں وارد شدہ آیات نہایت چھوٹی چھوٹی ہیں کیوں کہ ان میں حد درجہ اختصار سے کام لیا گیا ہے اور آیات کے آخری الفاظ (فواصل) ہم وزن و ہم قافیہ ہیں۔ واضح رہے کہ ان میں عجیب قسم کا صوتی تناسب پایا جاتا ہے۔
2) دوسرے مرحلے کی مکی سورتوں اور پہلے مرحلے کی مکی سورتوں کا اسلوب و انداز تقریباً یکساں ہے، مقاطع و فواصل ملتے جلتے ہیں، رنگ آمیزی کی وہی فراوانی ہے جو ابتدائی مرحلہ کی سورتوں میں ہے، صوتی حسن و جمال بھی بڑی حد تک یکساں نوعیت کا ہے۔
3) تیسرے مرحلے کی مکی سورتوں کا رنگ ڈھنگ بالکل نیا ہے، اس مرحلے کی لمبی سورتیں مکی وحی کے آخری دور اور مدنی وحی کی ابتداء کے درمیان سنگم اور نقطہ اتصال کی حیثیت رکھتی ہیں، اس مرحلے کی متعدد سورتیں لمبی لمبی ہیں بعض سورتوں کا آغاز حروف مقطعات سے کیا گیا ہے، جب کہ بعض سورتوں میں جلیل القدر انبیاء کے قصص وواقعات بیان کیے گئے ہیں۔
4) مدینہ طیبہ میں جو سورتیں نازل ہوئی تھیں ان کے مراحل کی تعیین نہایت آسان ہے کیوں کہ اس وقت

اسلام پھیل چکا تھا اور لوگ عام طور پر سورتوں کے نزول سے آگاہ تھے، جب کہ مدنی سورتوں کا طرۂ امتیاز یہ ہے کہ ان میں عبادات و معاملات، حلال و حرام، شخصی احوال، سیاسی و اقتصادی قوانین، صلح و جنگ کے حالات، غزوات کی تفصیلات اور اس قسم کے دیگر شرعی حقائق مذکور ہیں۔

- مکی اور مدنی سورتوں کی کبار علماء نے اور کیا خصوصیات بیان کی ہیں؟ حوالے کے ساتھ نقل کریں۔

14 قرآن کریم کی سورتوں کی چار قسمیں ہیں

(1) طوال۔ (2) مئون۔ (3) مثانی۔ (4) مفصل

قال رسول الله – صلى الله عليه وسلم -: ((أعطيتُ مكان التوراة السبعَ، وأعطيتُ مكان الزبور المِئِين، وأعطيتُ مكان الإنجيل المثاني، وفضِّلت بالمفصَّل.[2]

1. طوال: سات لمبی سورتوں کو کہتے ہیں جیسے البقرۃ، آل عمران، النساء، المائدہ، الانعام، الاعراف اور ساتویں میں اختلاف ہے کہ وہ الانفال اور براءت (التوبہ) ہے جس کے درمیان بسم اللہ کے ذریعے فصل نہیں کیا گیا۔
2. مئون: وہ سورتیں جن کی آیات کی تعداد سو سے زیادہ یا سو کے لگ بھگ ہو۔
3. مثانی: وہ سورتیں جن کی آیات کی تعداد دو سو کے لگ بھگ ہو۔
4. مفصل: سورۃ الحجرات یا سورۃ ق سے آخر قرآن تک کی سب سورتوں کو مفصل کہتے ہیں۔

(دیکھئے مباحث فی علوم القران للشیخ مناع القطان)

---

[2] حديث حسن: رواه أحمد (17023)(4/107)، وفي مسند الشاميين (2734)(4/63،62)، والطبراني في الكبير (8003)(8/258)،(186)(22/75)،(187)(22/76)، والطيالسي في مسنده(1012)(1/136).

15 مفصل سورتوں کی تین قسمیں ہیں

(1)طوال مفصل(2)وساط مفصل(3)قصار مفصل۔

طوال مفصل سورۃ ق یا سورۃ الحجرات سے سورۃ النبأ یا سورۃ البروج تک کی سورتوں پر طوال مفصل کا اطلاق ہوتا ہے۔

وساط مفصل سورۃ النبأ سے لے سورۃ الضحی سے آخر قرآن تک کی سورتوں پر قصار مفصل کا اطلاق ہوتا ہے۔

16 قرآن سمجھ کر پڑھنا چاہیے یا سمجھے بغیر پڑھنا کافی ہے؟

قرآن صرف علماء کو سمجھنے کے لیے نہیں بلکہ یہ تمام انسانوں کے لیے کتاب ہدایت ہے۔

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ (سورۃ القمر:17)-اور بے شک ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لیے آسان کر دیا ہے۔ تو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے؟

ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کی روشنی میں اس کا جواب ملاحظہ ہو۔

قرآن کی آیات چار طرح کی ہیں:

1. وہ آیتیں جو عرب کے لوگ سمجھ سکتے ہیں کیوں کہ وہ ان کی مادری زبان ہے۔
2. وہ آیتیں جو جاہل بھی سمجھ پاتے ہیں اور ان کی جہالت رکاوٹ نہیں بنتی۔
3. وہ آیتیں جو عالم ہی بہتر سمجھ پاتے ہیں۔
4. وہ آیتیں جنہیں اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔(بحوالہ: تفسیر طبری، ج:1، ص:70)

17 تدوین قرآن

تدوین قرآن کے تین مراحل ہیں:

1-عہد نبوی:

((قالَ عُثمانُ كانَ رسولُ اللَّهِ صلَّى اللَّهُ عليهِ وسلَّمَ مِمَّا يأتي عليهِ الزَّمانُ وَهوَ

تنزلُ علَيهِ السُّوَرُ ذواتُ العددِ فَكانَ إذا نزلَ علَيهِ الشَّيءُ دعا بعضَ مَن كانَ يَكْتُبُ فيقولُ ضعوا هذِهِ الآيةَ الَّتي يُذكَرُ فيها كذا وَكَذا))[3]

عثمان نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب زمانہ گزشتہ گنتی کی سورتیں نازل ہوئیں تو جب کوئی چیز نازل ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کاتبینِ وحی میں سے کسی کو بلاتے اور اسے کہتے کہ یہ آیات اس سورت میں لکھو جس میں ایسے ایسے مذکور ہے۔ پھر جب کوئی آیت نازل ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ اسے فلاں سورت میں لکھو۔

مندرجہ بالا حدیث کے ضعف کی بنیاد پر عہد نبوی ﷺ میں تدوین (کتاب بشکل مصحف) کا ثبوت نہیں مل پا رہا ہے، لیکن تدوین بمعنی کتابت کا ثبوت مل رہا ہے کئی قرائن سے، جن سے یہ پتا چلتا ہے کہ عہد نبوی ﷺ میں لکھنے کا رواج تھا، جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث شاہد ہے:

((قال زيدٌ : قال أبو بكرٍ : إنك رجلٌ شابٌّ عاقلٌ لا نتَّهِمُك ، وقد كنتَ تَكتُبُ الوحيَ لرسولِ اللهِ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم . . . فتتبعت القرآن أجمعه من العسب والرقاع واللخاف وصدور الرجال))[4]

زید رضی اللہ عنہ نے بیان یا کہ مجھ سے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم جوان ہو، عقلمند ہو اور ہم آپ پر کسی طرح کی تہمت نہیں لگاتے تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی بھی لکھتے تھے۔۔۔ چنانچہ میں نے قرآن مجید کی تلاش شروع کی۔ اسے میں کھجور کی چھال، چمڑے وغیرہ کے ٹکڑوں، پتلے پتھر کے ٹکڑوں اور لوگوں کے سینوں سے جمع کرنے لگا۔

کاتبین وحی:

الخلفاء الأربعة أبو بكر وعمر وعثمان وعلي بن أبي طالب رضي الله

---

[3] (سنن الترمذي: 3086، ضعفه الالباني)

[4] (صحیح بخاری:7191)

عنهم.... ثم ذكر: أبان بن سعيد بن العاص، وأبي بن كعب، وزيد بن ثابت، ومعاذ بن جبل، وأرقم بن أبي الأرقم واسمه عبد مناف، وثابت بن قيس بن شماس، وحنظلة بن الربيع، وخالد بن سعيد بن العاص، وخالد بن الوليد، والزبير بن العوام، وعبد الله بن سعد بن أبي سرح، وعامر بن فهيرة، وعبد الله بن أرقم، وعبد الله بن زيد بن عبد ربه، والعلاء بن الحضرمي، ومحمد بن مسلمة بن جريس، ومعاوية بن أبي سفيان، والمغيرة بن شعبة رضي الله عنهم أجمعين. (البداية والنهاية)

أقرَأني جبريلُ على حرفٍ ، فراجَعتُه ، فلم أزَلْ أستَزيدُه ويَزيدُني ، حتى انتهى إلى سبعةِ أحرُفٍ .

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرائیل علیہ الصلاۃ والسلام نے مجھ کو (پہلے) عرب کے ایک ہی حرف پر قرآن پڑھایا۔ میں نے ان سے کہا (اس میں بہت سختی ہو گی) میں برابر ان سے کہتا رہا کہ اور حرفوں میں بھی پڑھنے کی اجازت دو اور وہ مجھے اجازت دیتے رہے یہاں تک کہ سات حرفوں کی اجازت دی۔[5]

إنَّ هذا القرآنَ أُنزل على سبعةِ أحرفٍ .

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ قرآن سات قراتوں میں نازل ہوا ہے لہذا تمہیں جس طرح آسانی ہو پڑھو۔[6]

2-عہد صدیقی-بارہ ہجری، جنگ یمامہ کے بعد

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جنگ یمامہ میں (صحابہ کی بہت بڑی تعداد کے) شہید ہو جانے

---

[5] (صحیح بخاری:4991)

[6] (صحیح بخاری:6936)

کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھے بلا بھیجا۔ اس وقت عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ یمامہ کی جنگ میں بہت بڑی تعداد میں قرآن کے قاریوں کی شہادت ہو گئی ہے اور مجھے ڈر ہے کہ اسی طرح کفار کے ساتھ دوسری جنگوں میں بھی قراء قرآن بڑی تعداد میں قتل ہو جائیں گے اور یوں قرآن کے جاننے والوں کی بہت بڑی تعداد ختم ہو جائے گی۔ اس لیے میرا خیال ہے کہ آپ قرآن مجید کو (باقاعدہ کتابی شکل میں) جمع کرنے کا حکم دیں۔ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ ایک ایسا کام کس طرح کروگے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنی زندگی میں) نہیں کیا؟ عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا جواب یہ دیا کہ اللہ کی قسم یہ تو ایک کار خیر ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات بار بار مجھ سے کہی۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے اس مسئلے میں میرا بھی سینہ کھول دیا اور اب میری بھی وہی رائے ہو گئی جو عمر رضی اللہ عنہ کی تھی۔ زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ (زید رضی اللہ عنہ) جوان اور عقلمند ہیں، آپ کو معاملہ میں متہم بھی نہیں کیا جا سکتا اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی بھی لکھتے تھے، اس لیے آپ قرآن مجید کو پوری تلاش اور محنت کے ساتھ ایک جگہ جمع کر دیں۔ اللہ کی قسم! اگر یہ لوگ مجھے کسی پہاڑ کو بھی اس کی جگہ سے دوسری جگہ ہٹانے کے لیے کہتے تو میرے لیے یہ کام اتنا مشکل نہیں تھا جتنا کہ ان کا یہ حکم کہ میں قرآن مجید کو جمع کر دوں۔ میں نے اس پر کہا کہ آپ لوگ ایک ایسے کام کو کرنے کی ہمت کیسے کرتے ہو جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود نہیں کیا، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا، اللہ کی قسم، یہ ایک عمل خیر ہے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ یہ جملہ برابر دہراتے رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ بھی ان کی اور عمر رضی اللہ عنہ کی طرح کھول دیا۔ چنانچہ میں نے قرآن مجید (جو مختلف چیزوں پر لکھا ہوا موجود تھا) کی تلاش شروع کر دی اور قرآن مجید کو کھجور کی چھلی ہوئی شاخوں، پتھروں سے، (جن پر قرآن مجید لکھا گیا تھا) اور لوگوں کے سینوں کی مدد سے جمع کرنے لگا۔ سورۃ التوبہ کی آخری آیتیں مجھے ابو خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس لکھی ہوئی ملیں، یہ چند آیات مکتوب شکل میں ان کے سوا اور کسی کے پاس نہیں تھیں لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم سے سورۃ براۃ (توبہ) کے خاتمہ تک۔ جمع کے بعد قرآن مجید کے یہ صحیفے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس محفوظ تھے۔ پھر ان

کی وفات کے بعد عمر رضی اللہ عنہ نے جب تک وہ زندہ رہے اپنے ساتھ رکھا پھر وہ ام المؤمنین حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کے پاس محفوظ رہے۔[7]

3-عہد عثمانی-چوبیسویں ہجری کے اواخر اور پچیسویں ہجری کے اوائل میں:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اس وقت عثمان رضی اللہ عنہ ارمینیہ اور آذربیجان کی فتح کے سلسلے میں شام کے غازیوں کے لیے جنگ کی تیاریوں میں مصروف تھے، تاکہ وہ اہل عراق کو ساتھ لے کر جنگ کریں۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ قرآن مجید کی قرآت کے اختلاف کی وجہ سے بہت پریشان تھے چنانچہ آپ نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ امیر المؤمنین اس سے پہلے کہ یہ امت (مسلمہ) بھی یہودیوں اور نصرانیوں کی طرح کتاب اللہ میں اختلاف کر بیٹھے، آپ اسے سنبھال لیجیے۔ چنانچہ عثمان رضی اللہ عنہ نے حفصہ رضی اللہ عنہا کے یہاں کہلایا کہ صحیفے (جنہیں زید رضی اللہ عنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے حکم سے جمع کیا تھا اور جن پر مکمل قرآن مجید لکھا ہوا تھا") ہمیں دے دیں تاکہ ہم انہیں مصحفوں میں (کتابی شکل میں) نقل کرا لیں۔ پھر اصل ہم آپ کو لوٹا دیں گے حفصہ رضی اللہ عنہا نے وہ صحیفے عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیئے اور آپ نے زید بن ثابت، عبد اللہ بن زبیر، سعد بن العاص، عبد الرحمن بن حارث بن ہشام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ وہ ان صحیفوں کو مصحفوں میں نقل کر لیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس جماعت کے تین قریشی صحابیوں سے کہا کہ اگر آپ لوگوں کا قرآن مجید کے کسی لفظ کے سلسلے میں زید رضی اللہ عنہ سے اختلاف ہو تو اسے قریش ہی کی زبان کے مطابق لکھ لیں کیوں کہ قرآن مجید قریش ہی کی زبان میں نازل ہوا تھا۔ چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اور جب تمام صحیفے مختلف نسخوں میں نقل کر لیے گئے تو عثمان رضی اللہ عنہ نے ان صحیفوں کو واپس لوٹا دیا اور اپنی سلطنت کے ہر علاقہ میں نقل شدہ مصحف کا ایک ایک نسخہ بھجا دیا اور حکم دیا کے اس کے سوا کوئی چیز اگر قرآن کی طرف منسوب کی جاتی ہے خواہ وہ کسی صحیفہ یا

---

[7] (صحیح بخاری:4986)

مصحف میں ہو تو اسے جلا دیا جائے۔[8]

18 عثمان رضی اللہ عنہ نے سات نسخے بھیجے اس میں سے تین نسخے آج بھی موجود ہے

1. لندن کے میوزیم میں
2. ترکی توپ خانہ، استانبول
3. تاشقند میں

عثمان رضی اللہ عنہ نے سات نسخہ کہاں کہاں روانہ کیے؟ تاریخی حوالہ دیں۔

قرآنِ مجید محمد ﷺ کے زمانے میں جمع کیوں نہیں ہوا؟

- قرآن کامل محفوظ تھا صحابہ کے دلوں میں اور اس کے بعض نسخے لکھے ہوئے بھی موجود تھے۔
- نبی ﷺ کا زمانہ قرآن کے نزول کا زمانہ تھا اور احکام میں نسخ وارد ہونے کے امکانات موجود تھے اگر اس وقت قرآن مدون ہو جاتا تو پھر ناسخ منسوخ میں اختلاط واختلاف ہو سکتا تھا۔
- علاوہ ازیں جہاں کاتبین ووسائل کتابت کی قلت وہیں قوت حافظہ کی وجہ سے لکھنے کا رواج کم تھا۔
- عہد نبوی ﷺ میں لکھنے کی ضرورت نہیں پیش آئی تھی کیونکہ قرآن مکمل طور پر نازل نہیں ہو گیا تھا بلکہ وقتاً فوقتاً نازل ہوتا گیا اور صحابہ اسے یاد اور حفظ کر لیا کرتے تھے، اسے ایک جگہ جمع کرنے کی ضرورت عہدِ نبوی ﷺ کے بعد پیش آئی۔

لگ بھگ چالیس کاتبین وحی موجود تھے، جس سے پتا چلا کہ لکھنے کا رواج موجود تھا۔

19 نزولِ قرآن کے مقاصد کیا ہیں؟

متعدد آیات ہیں جو نزول قرآن کے مقاصد ومراحل کو واضح کرتی ہیں۔

← آپ ﷺ اللہ کے احکام لوگوں تک کھول کھول کر پہنچا دیں اور انہیں متنبہ کر دیں:

---

[8] (صحیح بخاری:4987)

﴿ وَإِنَّهُ لَتَنزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٩٢﴾ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ ﴿١٩٣﴾ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ ﴿١٩٤﴾ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ ﴿١٩٥﴾ وَإِنَّهُ لَفِي زُبُرِ الْأَوَّلِينَ ﴿١٩٦﴾ ﴾(سورۃ الشعراء:192-196)

اور بے شک یہ رب العالمین کا نازل کردہ ہے۔ اس کو روح الامین نے آپ ﷺ کے قلب پر نازل کیا ہے تاکہ آپ ﷺ متنبہ کرنے والوں میں سے ہوں۔ واضح عربی زبان میں اور بلاشبہ اس کا ذکر پہلی کتابوں میں بھی ہے۔

← انسانوں کو اچھے اور برے انجام سے متنبہ کیا جائے:

إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا . (سورۃ بنی إسرائیل:9)

یقیناً یہ قرآن وہ راستہ دکھاتا ہے جو بہت ہی سیدھا ہے اور ایمان والوں کو جو نیک اعمال کرتے ہیں اس بات کی خوش خبری دیتا ہے کہ ان کے لیے بہت بڑا اجر ہے۔

← ... متقی افراد کی راہنمائی کی جائے۔

﴿ ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ﴾ (سورۃ البقرۃ:2)

یہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں، متقیوں کے لیے باعث ہدایت ہے۔

← ... محدود وقت، علاقے اور مخصوص قوموں کی بجائے قرآن مجید تمام بنی نوع انسان کے لیے بلا قید رنگ ونسل اور زمان ومکان نازل کیا گیا۔

﴿ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا --- ﴾(سورۃ الاعراف:158)

کہہ دیجئے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

﴿ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا --- ﴾(سورۃ سبا:28)

اور ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لیے خوش خبری دینے والا، اور متنبہ کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔

← ... گزشتہ الہامی کتب میں شریعت کے احکام وقتی اور علاقائی ضرورت کے اعتبار سے تھے۔ قرآن کو ابدی،

AskIslamPedia GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

دائمی اور آفاقی ہونے کا شرف حاصل ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے دین کی تکمیل کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا ---﴾(سورۃ المائدہ:3)

آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا۔

➔ ... گزشتہ کتب میں نزول کے بعد، بعد کے ادوار میں احکام الٰہی ہونے کے باوجود ان پر عمل کرنا ممکن نہ رہا تھا کیوں کہ ان میں تحریف کر دی گئی تھی۔ لہٰذا قرآن کو نازل کیا گیا جس میں بغیر کسی تحریف یا تبدیلی کے عمل کرنا آسان و ممکن رہے اور قیامت تک محفوظ رکھنے کا ذمہ اللہ نے خود لے لیا۔(سورۃ الحجر:9)

﴿... وَإِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِيزٌ. لَّا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ ...﴾(سورۃ حمٓ السجدہ:41-42)

بے شک یہ زبردست کتاب ہے، باطل اس پر آگے اور پیچھے سے نہیں آسکتا ہے۔

➔ ... یہود و نصاریٰ سے امامت چھین کر امت مسلمہ کو دی جا رہی تھی۔ اس لیے خاتم النبیین محمد ﷺ کو بنی اسرائیل کی بجائے بنی اسماعیل سے مبعوث کیا گیا۔ امامت کی مکمل منتقلی کے لیے یہ بھی ضروری تھا کہ ایک کتاب بھی نازل کی جائے۔(سورۃ البقرۃ:146، اشارۃ النص سے سمجھا جا سکتا ہے)

➔ ... نبی اکرم ﷺ آخری نبی کے طور پر آ رہے تھے۔ آپ ﷺ کے بعد وحی کا سلسلہ قیامت تک کے لیے رک جانا تھا۔ لہٰذا یہ ضروری تھا کہ ایک کتاب ایسی بھی ہو جو قیامت تک ہدایت و راہنمائی کا کام دے۔(سورۃ الاحزاب:40)

20 مراحل نزول قرآن

اَنْزَلَ اور نَزَّلَ کے درمیان فرق یہ ہے کہ لفظ اَنْزَلَ میں ایک ہی وقت اتار دینے کا معنی، جب کہ نَزَّلَ میں تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کرنے کا معنی پایا جاتا ہے۔

تورات اور انجیل کے لیے انزل کا لفظ آیا ہے۔(سورۃ آل عمران:3)، جب کہ قرآن مجید کے لیے انزل

اور نزّل دونوں کا لفظ آیا ہے۔ قرآن جو نازل ہوا بیت العزۃ میں وہ انزل ہے اور پہلی وحی جو نازل ہوئی وہ بھی انزل ہے۔ لیکن جو تیئیس سال میں تھوڑا تھوڑا کر کے نازل ہوا وہ نزّل ہے۔

(اسی لیے کہتے ہیں عربی لغت سیکھنے میں بہت لطف آتا ہے۔ اور یہ بھی حکمت سمجھ میں آتی ہے کہ قرآن عربی لغت میں کیوں نازل ہوا کیوں کہ عربی زبان میں تعبیر کی دقت کی وسیع گنجائش ہے۔ الفاظ کی اتنی وسعت اور ہمہ گیری کسی اور زبان میں کم دیکھنے میں آئی ہے۔ واللہ اعلم)

1۔ پہلا مرحلہ:

نزول کے پہلے مرحلے میں قرآن مکمل طور پر لوح محفوظ میں لکھا گیا۔ یہ مرحلہ کتنے عرصے میں مکمل ہوا اور اس کی تاریخ کیا ہے؟ اس بارے میں قرآن و حدیث دونوں خاموش ہیں۔ کیوں کہ یہ سب غیبی امور ہیں۔ البتہ قرآن کے لوح محفوظ میں ہونے کے بارے میں شہادت موجود ہے۔ مثلاً:

﴿ بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيدٌ فِي لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ ﴾(سورۃ البروج:21-22)

بلکہ وہ قرآن مجید ہے جو لوح محفوظ میں ہے۔

2۔ دوسرا مرحلہ:

اس مرحلے میں پورے قرآن مجید کو لوح محفوظ سے "آسمان دنیا" میں موجود بیت العزت میں منتقل کیا گیا۔ اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿ وَالطُّورِ ﴿١﴾ وَكِتَابٍ مَّسْطُورٍ ﴿٢﴾ فِي رَقٍّ مَّنشُورٍ ﴿٣﴾ وَالْبَيْتِ الْمَعْمُورِ ﴿٤﴾ ﴾(سورۃ الطور:1-4)

قسم ہے طور کی، اور لکھی ہوئی کتاب کی، جو جھلی کے کھلے ورق میں ہے، اور آباد گھر کی۔

مزید فرمایا: فَلَا أُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُومِ ﴿٧٥﴾ وَإِنَّهُ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُونَ عَظِيمٌ ﴿٧٦﴾ إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ ﴿٧٧﴾ فِي كِتَابٍ مَّكْنُونٍ ﴿٧٨﴾ لَّا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ ﴿٧٩﴾ (سورۃ الواقعہ:75-79)

پس نہیں! میں قسم کھاتا ہوں ستاروں کے مواقع کی، اور اگر تم سمجھو تو یہ قسم ہے بہت بڑی۔ بے شک

قرآن ہے بلند پایہ، ایک محفوظ کتاب میں ثبت، جسے مطہرین کے سوا کوئی نہیں چھو سکتا۔

3-تیسرا مرحلہ:

- اس نزول کے لیے قرآن مجید میں لفظ تنزیل استعمال ہوا ہے۔ جس کے معنی ہیں تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کرنا۔ جب کہ انزال کے معنی کسی چیز کو ایک ہی دفعہ نازل کر دینا۔ قرآن مجید میں لفظ انزال جہاں استعمال ہوا ہے اس سے مراد عموماً وہ نزول ہے جو لوح محفوظ سے بیت العزۃ کی طرف ہوا۔ اور تنزیل سے مراد وہ نزول جو بیت العزۃ سے آپ ﷺ پر بتدریج ہوا۔ اس تیسرے مرحلے میں جبریل علیہ السلام نے بیت العزۃ سے قرآن کو نبی ﷺ کے قلب مبارک پر نازل کیا۔ پہلے دونوں مرحلوں کی بہ نسبت اس مرحلے میں قرآن مجید کو تھوڑا تھوڑا نازل کیا گیا۔
- نزول قرآن کے اس مرحلے کا آغاز صحیح روایات کے مطابق رمضان میں اس وقت ہوا جب نبی اکرم ﷺ کی عمر چالیس برس تھی۔ جس رات اس نزول کا آغاز ہوا وہ شب قدر تھی۔ (الرحیق المختوم)
- قرآن کریم کے بتدریج نازل ہونے کے بارے میں واضح آیات بھی موجود ہیں مثال کے طور پر:

وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَنَزَّلْنَاهُ تَنزِيلًا (سورۃ بنی اسرائیل:106)

اور قرآن کو ہم نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تاکہ آپ بھی ٹھہر ٹھہر کر اسے لوگوں کے سامنے پڑھیں اور ہم نے اسے تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا۔

21 بیت عزت میں نزول قرآن کی حکمتیں

قرآن مجید کو لوح محفوظ سے آسمان دنیا کے بیت عزت میں اتارنے کی بظاہر درجِ ذیل حکمت نظر آتی ہے:

1) الوح محفوظ سے بیت المعمور میں اسے نازل فرما کر اللہ تعالی نے فرشتوں کو باور کرایا کہ میں ہی علام الغیوب ہوں۔ جس سے کوئی شے چھپی نہیں۔ کیوں کہ اس قرآن میں کچھ ایسی چیزوں کا ذکر بھی تھا جو ابھی واقع نہیں ہوئی تھیں۔

2) خاتم المرسلین ﷺ کا مقام اور فضیلت بیان کر دی جائے۔ نیز امت محمد ﷺ کی تکریم اور اس کی تعظیم

باور کرائی جائے۔اس نزول کا اعلان عام فرشتوں میں کر دیا گیا کہ یہ آخری کتاب ہے اور جسے خاتم المرسلین پر ان کی امت وسط کے لیے نازل کیا جارہاہے۔گویا اللہ تعالی اس امت کی تعریف کررہاہے کہ میری ان پر ایک خاص رحمت یہ بھی ہے۔

3) کتاب کو یکبارگی اتارنے میں آپ ﷺ اور موسیٰ کے درمیان برابری ہو جائے۔مگر فضیلت محمد ﷺ بھی بیان کردی جائے کہ ان پر یہ قرآن بتدریج اتاراجائے گا تاکہ وہ اسے اچھی طرح حفظ کرسکیں۔

- قرآن مجید کو بتدریج اتارنے کی حکمتیں کیا کیاہیں؟ علماء نے اس تعلق سے کیاروشنی ڈالی ہے نقل کریں؟

22 قرآن کے مرحلہ وار نزول کی وجوہات

قرآن کو مختلف مراحل میں نازل کرنے کی کئی وجوہات ہیں جن میں سے بعض مندرجہ ذیل ہیں:

1. قرآن کی عظمت کا تقاضا تھا کہ اسے یک بارگی نازل کرنے کی بجائے مختلف مراحل میں نازل کیا جائے۔
2. نبی ﷺ کی ثابت قدمی اور حفظ کی آسانی کے لیے مرحلہ وار نازل کیا گیا، جیسا کہ فرمان ہے:

لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ ﴿١٦﴾ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ ﴿١٧﴾ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ﴿١٨﴾ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ ﴿١٩﴾(سورۃالقیامہ:16-19)

ترجمہ:(اے نبی) آپ قرآن کو جلدی(یاد کرنے) کے لیے اپنی زبان کو حرکت نہ دیں(16)اس کا جمع کرنا اور(آپ کی زبان سے) پڑھنا ہمارے ذمہ ہے(17)ہم جب اسے پڑھ لیں تو آپ اس کے بعد پڑھیں(18) پھر اس کا واضح کردینا بھی ہمارے ذمہ ہے(19)

3. ازالۂ شبہات اور رد باطل کے لیے وقتاً فوقتاً نزول مؤثر ثابت ہوتا ہے۔وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ عَلَىٰ مُكْثٍ وَنَزَّلْنَاهُ تَنزِيلًا.(سورۃ بنی اسرائیل:106) قرآن کو ہم نے تھوڑا تھوڑا اس لئے اتاراہے کہ آپ اسے بہ مہلت لوگوں کو سنائیں اور ہم نے خود بھی اسے بتدریج نازل فرمایا۔
4. مرحلہ وار اتارنے سے یہ ظاہر کرنا مقصود تھا کہ یہ کتاب ہر شک وشبہ سے بالاتر ہے۔
5. قرآن کو آسمان دنیا پر نازل کرکے ملائکہ اور دیگر مخلوق کو بھی اس بات کا گواہ بنایا گیا کہ قرآن وہ آخری کتاب ہے جو آخری رسول اور آخری امت کے لیے نازل کی جارہی ہے۔

23 قرآن کی طباعت

سترہ ویں صدی سے قرآن کی طباعت کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا، لیکن مسلم دنیا میں اس کو قبولیت حاصل نہ ہو سکی۔ 1788ء میں سلطنت عثمانیہ کی نگرانی میں طباعت سے آراستہ ہوا۔ سب سے زیادہ مقبول ترین طباعت شدہ مصحف وہ ہے جو قاہرہ سے شیخ الازہر کی سرپرستی میں 1923ء کو شائع ہوا اور پھر یہاں سے طباعت کا سلسلہ شروع ہوا اور اس کے بعد مجمع ملک فہد نے طباعت کی دنیا میں انقلاب برپا کر دیا۔ نہ صرف مصحف کی طباعت بلکہ کئی زبانوں میں عمدہ کوالٹی میں ترجمہ و تفسیر کا سہرا بھی مجمع ملک فہد کے سر جاتا ہے۔

24 نسخ

نسخ کے لغوی معنے نقل کرنے، تبدیل کرنے اور مٹانے کے ہیں لیکن شرعی اصطلاح میں ایک حکم کو بدل کر دوسرا حکم نازل کرنے کے ہیں، یہ نسخ اللہ کی طرف سے ہوا ہے، آدم علیہ السلام کے زمانے میں سگے بہن بھائیوں کا آپس میں نکاح جائز تھا بعد میں اسے حرام کر دیا گیا، اسی طرح قرآن میں بھی اللہ تعالی نے بعض احکام منسوخ فرمائے اور ان کی جگہ نیا حکم نازل فرمایا، جمہور علمائے امت کی رائے ہے کہ قرآن وحدیث میں نسخ واقع ہوا ہے۔(تفسیر احسن البیان للشیخ صلاح الدین یوسف لاہوری اور ڈاکٹر لقمان سلفی حفظہ اللہ کی تفسیر تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

نسخ فی القرآن کی تین قسمیں ہیں:

(1) تلاوت منسوخ ہو لیکن حکم باقی ہو۔(2) حکم منسوخ ہو پر تلاوت باقی ہو۔(3) تلاوت اور حکم دونوں بھی منسوخ ہو۔

نسخ کی قسموں کو آیات کے ساتھ واضح کریں۔

25 نسخ کی شرائط

علماء تفسیر وحدیث نے نسخ کے لیے درج ذیل شرائط بیان کیے ہیں:

1. منسوخ کی جانے والی چیز شرعی حکم ہو کوئی قصہ یا کہانی نہ ہو۔
2. جس دلیل سے حکم شرعی کو اٹھایا جائے وہ بھی شرعی ہو۔

3. دلیل شرعی (ناسخ) زمانے کے اعتبار سے حکم شرعی (منسوخ) کے بعد ہو۔
4. حکم شرعی (ناسخ) اور دلیل شرعی (منسوخ) کے درمیان تعارض یعنی تضاد ہو۔
5. نسخ نبی اکرم ﷺ کے دور میں اور آپ ﷺ کی ہدایت کے مطابق ہوا ہو۔

26 نسخ کی حکمت

علمائے قرآن کے مطابق، قرآن مجید میں پائے جانے والے نسخ کی بہت سی حکمتیں ہیں۔ مثلاً:

- شریعت بناتے وقت تدریج کا اصول سامنے رکھا گیا تاکہ لوگ معاشرتی رسم ورواج، اکابر کی تقلید کو آہستہ آہستہ ختم کریں، پیار و محبت سے دینی احکام کو سمجھیں اور انہیں قبول کر لیں۔ نیز عام مسلمانوں کی اجتماعی مصلحت کو بھی سامنے رکھا گیا۔ مثلاً: تحویل قبلہ میں حکمت یہ بتائی گئی کہ یہ سب کچھ بطور امتحان تھا کہ وہ الٰہی حکم کو قبول کرتے ہیں یا نہیں۔ ایک بڑی حکمت یہ بھی پوشیدہ تھی کہ جب مسلمانوں کے دلوں میں مسجد اقصیٰ اور ارض شام کی محبت وعقیدت سرایت کر گئی تو پھر تین مساجد کو ہی باہم مربوط کر کے باور کرا دیا گیا کہ امت محمدیہ ہی نبوت کی وارث اور مقدس مقامات کی رکھوالی کرنے والی ہے۔
- بعض سیاسی حالات کا تقاضا تھا۔ مثلاً: مکی دور میں مسلمان سیاسی طور پر کمزور تھے تو جہاد سے روکا گیا اور صبر کا حکم دیا گیا۔ لیکن جب مدینہ میں حالات بہتر ہو گئے تو پہلے حکم کو منسوخ کر کے جہاد کا حکم دیا گیا۔
- طوالت سے بچنے کے لیے تلاوت کو منسوخ کر کے حکم کو باقی رکھا گیا مثلاً: حکم رضاعت پر آیات کی منسوخی مگر حکم باقی۔
- کسی حکم کو منسوخ کر کے اس سے بہتر حکم لایا جاتا تھا۔ مثلاً: شراب کی حرمت وغیرہ۔ یہ اللہ تعالی کا وعدہ ہے کہ وہ جب بھی نسخ کرے گا تو یا تو اس سے بہتر حکم عطا کرے گا یا اس جیسا۔ جو بالکل سچا ہے۔
- بعض احکام کی تلاوت منسوخ کر کے حکم باقی رہنے دیا گیا۔ جس کی وجہ اللہ ہی بہتر جانتے ہیں۔ مثلاً:

الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ إِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوْهمَا أَلْبَتَّة ۔ نَكَالًا مِّنَ اللهِ

: تَرجَمَة بوڑھا مرد اور عورت جب دونوں زنا کریں تو انہیں بالکل رجم کر دو یہ اللہ تعالی کی طرف سے ایک عبرتناک سزا ہے۔

ASKISLAMPEDIA Free Online Islamic Encyclopedia

➜ رجم کا لفظ بعض طبیعتوں پر گراں تھا مگر تحویل قبلہ کی طرح یہ بھی امتحان بنادیا گیا کہ کون رسول کی اطاعت کرتا ہے؟

نوٹ: ہر چیز کی توجیہ ممکن نہیں اس کے پیچھے حکمت یہ ہے کہ "کون ہے جو بلا توجیہ محض سمعنا واطعنا کہہ کر مانتا ہے یا نہیں، یعنی عبد اللہ ہے یا عبد العقل؟ اس بات کا امتحان ہے۔

27 آیات منسوخہ کی تعداد

ابتدائی دور میں تقریباً پانچ سو آیات کو منسوخ قرار دیا گیا۔ بعد میں یہ تعداد کم ہوتی چلی گئی۔ اور امام سیوطی رحمہ اللہ کی تحقیق کے مطابق نسخ صرف اکیس آیات میں ہوا۔ (الاتقان 35/2)۔ ڈاکٹر صبحی صالح کے یہاں ان کی تعداد صرف دس ہے۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے پانچ آیات کو منسوخ قرار دیا ہے۔ منسوخ آیات کی تعداد میں یہ فرق، پہلے اور بعد کے علماء میں نسخ کی اصطلاحی تعریف میں فرق کرنے کی وجہ سے ہے۔

28 نسخ کی اقسام

1) نسخ قرآن از قرآن:

علماء ایسے نسخ کے جائز ہونے اور واقع ہونے کے قائل ہیں۔ مثلاً:

﴿ وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لِّأَزْوَاجِهِم مَّتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ ﴾ (سورۃ البقرۃ:240) کو

﴿ وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ﴾ (سورۃ البقرۃ:234) نے منسوخ کیا۔ قرآن پاک میں اس قسم کے نسخ تین طرح کے ہیں۔

➜ تلاوت و حکم دونوں منسوخ:

وہ نسخ جس میں تلاوت و حکم دونوں منسوخ ہوگئے۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كَانَ فِيمَا أُنْزِلَ مِنَ الْقُرْآنِ عَشْرُ رَضَعَاتٍ مَعْلُوْمَاتٍ يُحَرِّمْنَ ، ثم نُسِخْنَ بِخَمْسٍ مَعْلُوْمَاتٍ، فَتُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَهُنَّ فِيمَا يُقْرَأُ مِنَ الْقُرْآنِ۔

"قرآن میں یہ حکم اترا تھا کہ دس بار دودھ چوسنے سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے پھر حکم منسوخ ہو گیا اور یہ پڑھا گیا کہ پانچ بار دودھ چوسنا حرمت کا سبب ہے۔ اور نبی اکرم ﷺ کی وفات کے وقت یہ قرآن میں پڑھا جاتا تھا"۔(صحیح مسلم:1452)

اس حدیث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ دس دفعے رضاعت کا حکم بھی منسوخ ہو گیا اور تلاوت بھی محو کر دی گئی اور جہاں تک پانچ رضاعت کا تعلق ہے تو اس کی تلاوت نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ کے آخری زمانے میں منسوخ ہو گئی تھی۔ لیکن اس کا حکم باقی ہے جو آپ ﷺ نے حدیث کے ذریعے امت پر واضح کر دیا۔ یا جو اسے پڑھتے تھے انہیں اس کے منسوخ ہونے کا علم نہ ہو سکا۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ جن الفاظ اور ان کے احکام تک کو اٹھا لیا گیا تو ان پر عمل کرنا یا تلاوت کرنا بے اثر تھا اس لیے لفظی و حکمی دونوں چیزیں اللہ تعالی نے منسوخ کر دیں۔

➡ حکم منسوخ تلاوت موجود:(تفسیر طبری)

اس سے مراد وہ نسخ ہے جس میں حکم اٹھ گیا لیکن تلاوت ثواب کے لیے اور مشقت کے اٹھ جانے کے بعد اخف نعمت کی یاددہانی کے لیے ابھی باقی ہے۔ مثلاً:

﴿ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ ﴾(سورۃالبقرۃ:184)

اور جو لوگ اس(روزے) کی طاقت رکھتے ہوں وہ ایک مسکین کو فدیہ کے طور پر کھانا کھلا دیں۔

یہ حکم ابتدائی حکم تھا اور سہولت کی خاطر دیا گیا تھا کہ وہ نو مسلم جو روزہ رکھنے کے عادی نہیں، انہیں آسانی ہو۔ یہ حکم تقریباً ایک سال تک نافذ رہا۔ پھر اس آیت کو منسوخ کر کے اس سے اگلی آیت میں یہ حکم دیا گیا:

﴿ فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ﴾(سورۃالبقرۃ:185)

توجو بھی اس ماہ میں موجود ہو وہ اس کے روزے ضرور رکھے۔

ابتدائی حکم منسوخ ہونے کے باوجود اس کی تلاوت ابھی تک موجود ہے۔

➡ تلاوت منسوخ حکم موجود:

وہ نسخ جس میں حکم تو ابھی موجود ہے لیکن تلاوت منسوخ ہو گئی۔ مثلاً:

قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ : وَهُوَ جَالِسٌ عَلَى مِنْبَرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ، فَكَانَ مِمَّا أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَةُ الرَّجْمِ قَرَأْنَاهَا وَوَعَيْنَاهَا وَعَقَلْنَاهَا، فَرَجَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا بَعْدَهُ، فَأَخْشَى إِنْ طَالَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ أَنْ يَقُولَ قَائِلٌ مَا نَجِدُ الرَّجْمَ فِي كِتَابِ اللَّهِ، فَيَضِلُّوا بِتَرْكِ فَرِيضَةٍ أَنْزَلَهَا اللَّهُ، وَإِنَّ الرَّجْمَ فِي كِتَابِ اللَّهِ حَقٌّ عَلَى مَنْ زَنَى إِذَا أَحْصَنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ، إِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ أَوْ كَانَ الْحَبَلُ أَوِ الِاعْتِرَافُ "۔ (صحيح مسلم: ١٦٩١)

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر بیٹھے تھے انہوں نے کہا: اللہ جل شانہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا حق کے ساتھ اور ان پر کتاب اتاری اسی کتاب میں رجم کی آیت تھی «الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ إِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوهُمَا» لیکن اس کی تلاوت موقوف ہو گئی اور حکم باقی ہے ہم نے اس آیت کو پڑھا اور یاد رکھا اور سمجھا تو رجم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ہم نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رجم کیا، میں ڈرتا ہوں جب زیادہ مدت گزرے تو کوئی یہ نہ کہنے لگے: ہم کو اللہ کی کتاب میں رجم نہیں ملتا۔ پھر گمراہ ہو جائے اس فرض کو چھوڑ کر جس کو اللہ تعالیٰ نے اتارا (یہ کہنا سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا صحیح ہوا اور خوارج نے یہی کہا اور گمراہ ہوئے) بیشک رجم حق ہے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں اس شخص پر جو محصن ہو کر زنا کرے مرد ہو یا عورت جب گواہ قائم ہوں زنا پر یا حمل نمودار ہو یا خود اقرار کرے۔

حدود میں رجم سے متعلق یہ حکم موجود ہے۔ لیکن اس کی تلاوت منسوخ ہے۔ جیسا کہ مذکورہ حدیث میں عمر رضی اللہ عنہ کے خطبے کے یہ الفاظ ہیں: قَدْ قَرَأْنَاها وَ عَقَلْنَاها وَوَعَيْنَاها۔

جو آیت رجم آپ ﷺ پر اتری تھی ہم نے اس کو پڑھا، سمجھا اور اچھی طرح یاد کیا۔

عمر رضی اللہ عنہ کے اس خطبہ عام کو سننے والے بے شمار جلیل القدر صحابہ تھے۔ کسی نے ان کی اس وضاحت

پر اعتراض نہیں کیا۔ اس طرح یہ حدیث صحابہ کے دور میں بھی اور بعد میں بھی متواتر ٹھہری۔

29 محکمات اور متشابہات

محکمات لغۃ بمعنی واضحات:

- ❖ ان آیات کو کہتے ہیں جن میں اوامر و نواہی، احکام و مسائل اور قصص و حکایات ہیں، جن کا مفہوم واضح اور اٹل ہے اور ان کے سمجھنے میں کسی کو اشکال پیش نہیں آتا۔
- ❖ متشابھات ان آیات کو کہتے ہیں جو محکمات کے بالکل بر عکس ہوں۔
- ❖ مجمل، مؤول اور مشکل سب متشابہات کی قسمیں ہیں۔ (الاتقان للسیوطی ج ۲ ص ۵)
- ❖ احکام: متشابہات میں دو معنی اور مطلب نکلتے ہیں، لہذا یہ آزمائش ہے کہ آدمی نفسانی خواہش کے مطابق چلتا ہے یا محکمات کی روشنی میں متشابہات کا وہ معنی لیتا ہے جو محکمات کے موافق ہو!!

هُوَ الَّذِي أَنزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّـهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِّنْ عِندِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ.

وہی (اللہ تعالیٰ) ہے جس نے تجھ پر کتاب اتاری جس میں واضح مضبوط آیتیں ہیں جو اصل کتاب ہیں اور بعض متشابہ آیتیں ہیں۔ پس جن کے دلوں میں کجی ہے وہ تو اس کی متشابہ آیتوں کے پیچھے لگ جاتے ہیں، فتنے کی طلب اور ان کی مراد کی جستجو کے لئے، حالانکہ ان کے حقیقی مراد کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا اور پختہ و مضبوط علم والے یہی کہتے ہیں کہ ہم تو ان پر ایمان لا چکے، یہ ہمارے رب کی طرف سے ہیں اور نصیحت تو صرف عقلمند حاصل کرتے ہیں۔ (سورۃ آل عمران:7)

متشابہات کی تین اقسام:

امام راغب اصفہانی رحمہ اللہ نے ایک معتدل راستہ اختیار کیا اور متشابہات کو تین قسموں میں تقسیم کیا:

1) ایک قسم وہ ہے جن کا جاننا کسی بھی طرح ممکن نہیں ہے۔ مثلاً قیامت کا وقت، دابۃ الأرض کا نکلنا، اللہ کی صفتوں کی کیفیات۔

2) ایک قسم وہ ہے جس سے آگاہ ہونے کے لیے انسان کے پاس وسائل موجود ہیں۔ مثلاً الفاظ غریبہ (مشکل الفاظ) اور احکام مغلقہ (پیچیدہ مسائل) وغیرہ۔

3) تیسری قسم وہ ہے جو دونوں کے درمیان ہے۔ اس سے بعض علماء راسخین واقف ہوتے ہیں۔ دوسرے لوگ اس کی حقیقت تک رسائی حاصل نہیں کرسکتے۔ رسول اللہ ﷺ نے مندرجہ ذیل ارشاد میں اسی کی طرف اشارہ کیا تھا۔ آپ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا کی: اَللّٰھُمَّ فَقِّهْهُ فِيْ الدِّيْنِ وَعَلِّمْهُ التَّأْوِيْلَ. (اے اللہ اس کو دین کی سمجھ عطا کر اور اس کو تاویل سکھا دے۔)[الاتقان]

اس میں شبہ نہیں کہ امام راغب کا نقطۂ نگاہ اعتدال سے قریب تر ہے۔ (علوم القرآن از ڈاکٹر صبحی صالح)

محکمات اور متشابھات کے قرآن مجید میں مختلف معنوں میں استعمالات:

اگر قرآن کے محکم ہونے سے یہ مراد لیا جائے کہ اس کی آیات میں اس حد تک ضبط و اتقان اور اس کے نظم میں اس قدر حسن و جمال پایا جاتا ہے کہ اس کے الفاظ و معانی میں ضعف کے پیدا ہونے کا کوئی احتمال باقی نہیں رہتا۔ تو اس کی تائید مندرجہ ذیل آیت سے ہوتی ہے۔ قرآن میں فرمایا:

كِتَابٌ أُحْكِمَتْ آيَاتُهُ . یہ وہ کتاب ہے جس کی آیات محکمات ہیں۔ (سورۃ ھود:1)

اس اعتبار سے سارا قرآن محکم ہے۔

اور اگر متشابہات سے مراد یہ ہو کہ آیات قرآنیہ اعجاز و بلاغت میں باہم ملتی جلتی ہیں اور اس کے اجزاء میں تقابل نہیں کیا جاسکتا۔ تو سارا قرآن متشابہ ٹھہرے گا۔ اس کا ثبوت مندرجہ ذیل آیت میں ملتا ہے، قرآن میں فرمایا گیا:

اللّٰـهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا مُّتَشَابِهًا

تَرجَمَة: اللہ نے بہترین کلام کو ملتی جلتی کتاب کی صورت میں اتارا۔ (سورۃ الزمر:23)

دونوں آیتوں میں جس محکم و متشابہ کا ذکر کیا گیا ہے وہ ہمارے موضوع بحث سے خارج ہے۔

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

30 تفسیر کی دو بڑی اقسام کیا ہیں؟

تفسیر کی دو بڑی قسمیں ہیں:

1) تفسیر بالماثور

2) تفسیر بالرائے

31 تفسیر بالماثور

تفسیر لکھنے کا یہ وہ طریقہ ہے جس میں کسی آیت کی تفسیر میں احادیث کے علاوہ صحابۂ کرام، تابعین اور تبع تابعین کے اقوال نقل کیے جائیں۔ گویا تفسیر کے اس انداز میں زیادہ تر روایات اور آثار کی روشنی میں تفسیر بیان کی جاتی ہے۔

اس طریقۂ تفسیر کی نمایاں کتب تفاسیر یہ ہیں:

1) تفسیر ابن جریر طبری از امام طبری۔

2) تفسیر ابن کثیر از امام ابن کثیر۔

3) تفسیر ابن ابی حاتم الرازی۔

ان میں سے صرف ایک تفسیر ابن کثیر کا اردو میں ترجمہ ہوا ہے۔

32 تفسیر بالرائے

تفسیر کا ایک اور طریقہ بالرائے کہلاتا ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں:

1) پسندیدہ (محمود) تفسیر بالرائے

2) ناپسندیدہ (مذموم) تفسیر بالرائے

اگر تفسیر بالرائے قرآن وسنت کی ہدایت اور عقل سلیم کے مطابق ہو تو ہی درست اور پسندیدہ تفسیر بالرائے ہے اور اگر وہ قرآن وسنت کی ہدایت سے دور ہو تو پھر وہ ناپسندہ (مذموم) تفسیر بالرائے ہے اور وہ ہرگز صحیح نہیں ہے۔

تفسیر بالرأی کے بارے میں علماء نے مختلف افکار و آراء کا اظہار کیا ہے۔ بعض اس کو حرام قرار دیتے ہیں اور بعض جائز۔ مگر ان کے اختلاف کا حاصل یہ ہے کہ تفسیر بالرأی کی وہ قسم حرام ہے جس میں بلا دلیل و برہان و

ثوق کے ساتھ کہا جائے کہ خدا کی مراد یہ ہے۔ یا یہ کہ مفسر قواعد لغت اور اصول شرعیہ سے بے گانہ ہونے کے باوجود تفسیر قرآن کی جسارت کرے یا بدعات واہواء کی تائید میں توڑ موڑ کر قرآنی آیات کو پیش کرے۔

مفسرین میں تفسیر کے لیے ضروری شرائط پائی جاتی ہوں تو تفسیر بالرای میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ بلکہ اس سے بڑھ کر ہم یہ کہتے ہیں کہ قرآن بذات خود تدبر آیات اور تعلیمات کے فہم وادراک میں اجتہاد کی دعوت دیتا ہے۔

قرآن کریم میں فرمایا:

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا (سورۃ محمد:24)

ترجمۃ آیا قرآن میں غور نہیں کرتے یا دلوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں۔

كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِّيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ (سورۃ ص:29)

ترجمۃ یہ بابرکت کتاب ہے جس کو ہم نے آپ کی طرف اتارا تاکہ وہ اس کی آیات پر غور وفکر کریں۔

امام سیوطی نے علامہ زرکشی کی کتاب البرہان سے وہ شرائط نقل کی ہیں جن کا پایا جانا تفسیر بالرای کی اباحت کے لیے ضروری ہے۔ (علوم القرآن-ڈاکٹر صبحی صالح)

تفسیر بالرائی کی اباحت کے لیے حسب ذیل چار شرطیں ہیں

1) رسول ﷺ سے منقول ہو، مگر انتہائی ضعیف اور موضوع روایت نہ ہو۔

2) صحابہ سے منقول ہو اس لیے کہ قول صحابی (تفسیر کے باب میں یا غیبیات میں) کو بھی مرفوع کا درجہ حاصل ہے۔

3) لغت پر اعتماد کیا جائے، مگر آیات سے وہ معنی مراد نہ لیا جائے جو عرب میں کثیر الاستعمال نہ ہو۔

4) مقتضیات کلام سے استدلال کیا جائے بشرطیکہ شرعی قانون اس پر دلالت کرتا ہو۔ رسول ﷺ نے ابن عباس کے لیے یہی دعا فرمائی تھی کہ "اے اللہ اس کو دین کی فہم عطا کر اور قرآن کی تاویل سکھا دے۔"

پسندیدہ تفسیر بالرائے کے طریقے پر جو عربی تفسیریں لکھی گئیں ان میں سے چند ایک یہ ہیں

(یاد رہے مندرجہ ذیل تفاسیر کے بعض مقامات پر علماء نے مؤاخذہ بھی کیا ہے، مثال کے طور پر اسماء وصفات کی

غیر مقبول تاویلوں کے باب میں۔لہذا اسماء وصفات کے باب میں یہ تفسیریں غیر معتبر ہیں۔عقیدہ اسماء وصفات کے باب میں ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی کتابیں جیسے العقیدۃ الواسطیۃ، العقیدۃ الحمویۃ وغیرہ معتبر ومقبول ہیں)

1) تفسیر کبیر (مفاتیح الغیب)–امام فخر الدین رازی
2) فتح القدیر–امام شوکانی
3) تفسیر قرطبی–امام قرطبی رحمہ اللہ

نوٹ: تفسیر بالماثور میں تصحیح وتضعیف کا خیال رکھنا ضروری ہے اور تفسیر بالرائے میں سلیم اور سقیم رائے کا فرق ضروری ہے۔اس کے لیے ابن کثیر رحمہ اللہ کی طرح نقاد روایت ودرایت سے مالا مال مفسر کی ضرورت تھی، لہذا اللہ تعالیٰ نے اس امت کو تفسیر ابن کثیر کی نعمت عطا فرمائی، جس میں کافی حد تک روایات حدیث، اسرائیلی روایات، فنِ قراءات اور سلیم وسقیم رائے کی چھان بین مد نظر رکھتے ہوئے کامیاب سعی کی گئی ہے۔

موجودہ دور میں بزبان عربی "التفسیر الصحیح المسبور–حکمت بشیر" اور بزبان اردو "تفسیر احسن البیان" مختصر اور اچھی تفاسیر میں شمار ہوتی ہے۔

❖ دور جدید کی تفسیر بالرائے کی چند مثالیں بیان کریں؟
❖ تفسیر بالرائے کے لیے کن شروط کا پورا ہونا لازم ہے؟

33 بعض صحیح اصول تفسیر

قرآن مجید کی تفسیر کرنے کے صحیح اصول یہ ہیں:

1) قرآن کی تفسیر قرآن سے کی جائے۔قرآن کا بہت سا حصہ اپنی تفسیر آپ کرتا ہے۔(القرآن یفسر بعضہ بعضا)۔یہ تفسیر کا نہایت اعلیٰ درجہ ہے۔﴿أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ . سورة البقرة: ٨٥﴾، كِتَابٌ فُصِّلَتْ آيَاتُهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ . {سورۃ فصلت: 3}

2) تفسیر نبوی: قرآن کی تفسیر سنت اور احادیث صحیحہ کے مطابق کی جائے۔کیوں کہ حدیث وسنت قرآن مجید کی تشریح ہی کا نام ہے۔وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ

يَتَفَكَّرُونَ. {سورۃ النحل:44}

3) عربی زبان وادب اور صحیح لغت کی مدد سے تفسیر کی جائے اور کلام عرب سے استشہاد کیا جائے۔ {استویٰ: ارتفع بروایت ابو العالیہ، نہ کہ بعد کی محرف شدہ ڈکشنری کی معلومات جیسا کہ استولی}

4) صحابہ و تابعین کے مستند اقوال کے مطابق تفسیر کی جائے۔ {تفسیر ابن عباس جو تنویر المقباس کے نام سے ہے وہ دراصل فیروز آبادی کی طرف منسوب ہے، اس میں کافی من گھڑت باتیں ہیں لہذا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب کرنا باطل ہے۔ البتہ مدینہ یونیورسٹی میں رسائل جامعیہ میں عہد صحابہ اور عہد تابعین کی تفاسیر کی کتابوں میں موجودہ آثار وروایات کی تحقیق سامنے آرہی ہے ان سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ لیکن تنویر المقباس کو تفسیر ابن عباس کہنا درست نہیں، اردو میں جو ترجمہ ہے وہ غیر معتمد ہے۔}

5) اجماع امت کی روشنی میں تفسیر کی جائے۔ (سورۃ النساء:115)

6) جمہور مفسرین اور فقہاء کی آراء کے پیشِ نظر تفسیر کی جائے۔ (جیسے تفسیر ابن کثیر)

نوٹ: بعض کتابوں میں مراتب تفسیر کے نام سے یہ موضوع ملتا ہے، جس میں دو تصور پائے جاتے ہیں:

1) پہلے قرآن سے تفسیر کی جائے بعد میں حدیث سے تفسیر کی جائے۔ (ابن عثیمین، ابن تیمیہ)

2) قرآن اور حدیث کے پیشِ نظر تفسیر کی جائے، "پہلے قرآن اور بعد میں حدیث" کے جملے کو شیخ البانی رحمہ اللہ نے پسند نہیں فرمایا، کیوں کہ وہ حدیث معاذ کو سنداً ومتناً ضعیف مانتے ہیں۔

عن معاذ بن جبل رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال له حين أرسله إلى اليمن :

بم تحكم ؟ قال : بكتاب الله قال : " فإن لم تجد ؟ " قال : بسنة رسول الله قال : " فإن لم تجد ؟ " قال : أجتهد رأيي ولا آلو . قال : " الحمد لله الذي وفق رسول رسول الله لما يحب رسول الله "(سنن ابي داؤد: 3592، ضعفه الالباني)

اس کا جواب شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ یہ دیتے ہیں کہ ہم بھی قرآن اور حدیث کے مرتبہ کے تفریق کے قائل نہیں صرف ترتیب کے لیے پہلے قرآن دیکھتے ہیں پھر حدیث۔

➔ خلاصہ یہ ہے کہ الفاظ کے ثبوت اور تلاوت کی فضیلت کے اعتبار سے قرآن کا مرتبہ پہلے ہے بعد میں حدیث کا۔(لیکن حجت واستدلال کے اعتبار سے دونوں ایک ہی درجے میں ہیں)

[اللَّـهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ(سورۃ الزمر:23)

فإنَّ خيرَ الحديثِ كتابُ اللهِ(صحیح مسلم:867)]

لیکن مفہوم اور احکام کے اعتبار سے دونوں کا مرتبہ برابر ہے یعنی حدیث قرآن کے برابر ہے اتباع و اطاعت کے باب میں کیوں کہ دونوں یعنی قرآن وحدیث اللہ کی طرف سے ہیں۔

وَمَا أَنزَلَ عَلَيْكُم مِّنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ .(سورۃ البقرۃ:231)

ألا إني أوتيت القرآنَ ومثلَه معه.(سنن أبو داؤد:1458)

34 بعض غلط اصول تفسیر

قرآن مجید کی تفسیر کرنے کے کچھ غلط طریقے بھی ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

1) قرآن کی پیروی کرنے کی بجائے اپنی خواہش نفس کی پیروی کرتے ہوئے تفسیر کرنا–اسے من مانی تفسیر بھی کہہ سکتے ہیں۔ یہ قرآن کے مطابق خود کو بدلنے کی بجائے قرآن ہی کو بدلنے کا طریقۂ تفسیر ہے جو قابل مذمت ہے۔جیسا کہ علامہ اقبال نے کہا:

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدلتے دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق

﴿ يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا . [سورة البقرة: ٢٦]، فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ .[سورۃ آل عمران:7]}

2) اپنے کسی خاص نظریے یا اپنی مخصوص فکر کے مطابق قرآن کی تفسیر کرنا۔

3) غالی قسم کے صوفیانہ انداز میں تفسیر کرنا–مثلاً وحدت الوجود اور تصوف کے احوال کے مطابق تفسیر کرنا۔

4) فرقہ پرستی کے جذبے سے تفسیر کرنا۔

5) سائنسی حقائق کی بجائے سائنسی نظریات کے مطابق قرآن کی تفسیر کرنا۔{سائنسی حقائق کی موافقت میں احتیاط برتی جائے کیوں کہ کئی مرتبہ حقائق کا دعوی ہوتا ہے جو بعد میں سائنس رد کر دیتی ہے، لہذا واقعی سائنسی حقائق نا کہ برائے دعوی}

6) اسرائیلی روایات کے مطابق قرآن کی تفسیر کرنا۔

35 مفسر کے لیے بعض شرائط کا ذکر بعض علماء کے مطابق۔(خصوصی طور پر قرون اولیٰ کے مابعد زمانہ کے لیے)

ہر کام کے لیے اہلیت کا ہونا شرط ہے۔ قرآن کی تفسیر کا معاملہ بڑا نازک ہے۔ یہ ہر شخص کے بس کی بات نہیں۔ ہر کوئی تفسیر کرنے کا اہل نہیں، اس کام کے لیے بعض بنیادی شرطیں ضروری ہیں جن کو پورا کرنے کے بعد ہی کوئی شخص مفسر قرآن کہلا سکتا ہے۔ ایک مفسر میں درج ذیل شرائط کا ہونا ضروری ہے:

1) ایمان و توحید سے مالا مال اور شرک و کفر سے محفوظ ہو۔

2) اتباع سنت سے سرشار اور بدعات سے دور ہو۔

3) وہ نیک اور ذہین مسلمان ہو۔

4) وہ فاسق و فاجر نہ ہو۔

5) وہ عربی زبان میں مطلوبہ مہارت رکھتا ہو۔

6) وہ حدیث کا عالم ہو۔(تصحیح و تضعیف کا علم بھی رکھتا ہو)

7) وہ فقہ اور اصول فقہ سے واقف ہو۔

8) وہ قرآن کے نزول کی تاریخ، شان نزول، ناسخ و منسوخ اور دیگر علوم القرآن جانتا ہو۔

9) وہ عصر حاضر کے احوال و مسائل سے بخوبی آگاہ ہو۔(قرآن و حدیث کا صحیح علم والا ہی حالات کو بہتر جانتا ہے اللہ کی مدد سے)

36 تفسیر اور مفسرین

(1) جامع البیان فی تفسیر القرآن کے مؤلف کا نام ابو جعفر محمد بن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

(2) معالم التنزیل کے مؤلف کا نام ابو محمد حسین بن مسعود بن محمد فراء بغوی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

(3) تفسیر القرآن العظیم کے مؤلف کا نام عماد الدین ابو الفداء حافظ اسماعیل بن عمرو بن کثیر دمشقی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

(4) تفسیر فتح القدیر کے مؤلف کا نام قاضی محمد بن علی بن عبد اللہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

(5) الدر المنثور فی التفسیر بالماثور کے مؤلف کا نام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

(6) تفسیر قرطبی

(7) تفسیر ابن ابی حاتم

(8) التفسیر المسبور۔ حکمت بشیر

(9) اضواء البیان للشنقیطي

37 تفسیر اور تاویل مباح اور تاویل باطل کا لغوی اور شرعی معنی مع احکام

لغۃ: تفسیر یہ لفظ "فسر یفسر تفسیرا" باب تفعیل کا مصدر ہے اور اصل میں "فسر" سے ماخوذ ہے، جس کا لغوی معنی واضح کرنا اور کھول دینا ہے، جیسا کہ اللہ نے فرمایا:

وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا (سورۃ الفرقان:33)

"اور یہ کافر آپ کے پاس جو کوئی مثال لائیں گے ہم اس کا سچا جواب اور عمدہ تفصیل آپ کو بتا دیں گے۔"

اس آیت میں لفظ "تفسیرا" بمعنی "تفصیلا" ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی یہی معنی لیا ہے۔

اصطلاحی تعریف:

تفسیر کی مفسرین نے مختلف تعریفیں کی ہیں جن میں سے زیادہ مشہور یہ ہے:

"علم يُبحث فيه عن أحوال القرآن المجيد، من حيث دلالته على مراد الله تعالى، بقدر الطاقة البشرية" (التفسير ولمفسرون:1/5)

"تفسیر ایسا علم ہے جس میں انسانی طاقت کے مطابق قرآن مجید کے احوال کے بارے میں اس طرح بحث کی جائے کہ اس سے اللہ کی مراد معلوم کی جا سکے"۔

تاؤیل:

لغۃ: یہ لفظ "اول یؤول تاویلا" باب تفعیل کا مصدر ہے جس کے لغوی معنی رجوع کرنے اور گہرائی میں جانے کے ہیں یہاں تک کہ صحیح انجام تک پہنچ جائیں، اگر غلط انجام تک جائیں تو یہ تاویل باطل ہے۔

اصطلاحی تعریف:

تاویل کی تعریف میں متقدمین و متاخرین کا اختلاف ہے۔

متقدمین کی تعریف:

متقدمین سے دو تعریفیں منقول ہیں:

1-"تاویل اور تفسیر دونوں مترادف ہیں۔"

یعنی جو تعریف تفسیر کی ہے وہی تاویل کی ہے۔ان مفسرین نے اس آیت سے استدلال کیا ہے:

وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّـهُ۔(سورۃ آل عمران:7)

"حالانکہ ان (محکمات اور متشابہات) کا مفہوم اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا"۔

2۔"کسی کلام سے جو مفہوم اخذ کیا گیا ہو اسے تاویل کہتے ہیں"...

متاخرین کی تعریف:

((هو صرف اللفظ عن المعنى الراجح إلى المعنى المرجوح لدليل يقترن به))(التفسیر والمفسرون:1/18)

"کسی دلیل کے پیش نظر لفظ کے راجح معنی کو ترک کر کے مرجوح معنی مراد لے لینا تاویل کہلاتا ہے۔"

نوٹ: اصول فقہ اور اختلافی مسائل میں تاویل کا معنی متاخرین والا مراد لیا جاتا ہے۔ اس میں تاویل کرنے والا دو چیزوں کا پابند ہوتا ہے:

1) جو معنی وہ مراد لے رہا ہو لفظ میں اس کی گنجائش ہو۔

2) وہ دلیل یا قرینہ بیان کرے جس کی وجہ سے اس نے راجح معنی چھوڑ کر مرجوح معنی مراد لیا ہے' ورنہ وہ تاویل فاسد ہو گی بلکہ 'تحریف کے ضمن میں آئے گی۔

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

نوٹ: ابن کثیر رحمہ اللہ کے تفصیلی تحقیق کے مطابق قرآن میں تاویل دو معنوں میں آیا ہے:

1) 1۔ کسی چیز کی تہہ تک پہنچ جانا۔

2) 2۔ تفسیر یعنی وضاحت۔

تفسیر اور تاویل میں فرق:

متقدمین تو دونوں کو ایک ہی معنی میں استعمال کرتے ہیں لیکن متاخرین نے ان دونوں میں کئی اعتبار سے فرق کیا ہے، مثلاً:

امام راغب اصفہانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(الف) تفسیر عام ہے اور تاویل خاص ہے یعنی تفسیر کا لفظ عموماً الفاظ کے لیے اور تاویل کا لفظ معانی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

(ب) تفسیر کا عام طور استعمال "مفردات" میں ہوتا ہے اور تاویل کا اطلاق "جملوں" پر ہوتا ہے۔

📖 تفسیر اور تاویل میں کیا فرق ہے؟

38 اسرائیلی روایات کا مطلب

جو روایتیں اہل کتاب یعنی یہود اور نصاریٰ سے ہم تک پہنچی ہیں انہیں اسرائیلی روایات کہتے ہیں، امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسرائیلیات کی تین قسمیں ہیں:

1) وہ روایات جن کی سچائی قرآن وسنت کے دوسرے دلائل سے ثابت ہو جیسے فرعون کا غرقاب ہونا، موسیٰ علیہ السلام کا کوہ طور پر تشریف لے جانا وغیرہ، اس بارے میں حکم ہے کہ ان کی تصدیق کی جائے۔ (اور لازماً بیان کیا جائے کیوں کہ قرآن مجید ہمیں مستغنی کرتا ہے ماسبق نازل کردہ کتابوں سے۔)

2) وہ روایات جن کا جھوٹ ہونا قرآن وسنت کے دوسرے دلائل سے ثابت ہو جیسے اسرائیلی روایات میں ہے سلیمان علیہ السلام اپنی آخری عمر میں (معاذاللہ) مرتد ہوگئے تھے، اس بارے میں حکم ہے کہ ایسی اسرائیلی روایات کا رد لازم ہے۔

3) اسرائیلی روایات کی تفصیلات جن کے بارے میں قرآن وسنت اور دوسرے شرعی دلائل تصدیق اور

تکذیب کے معاملے میں خاموش ہوں تو ایسی اسرائیلی روایات کے بارے میں محمد ﷺ کی تعلیم یہ ہے کہ ان کے بارے میں سکوت اختیار کیا جائے، نہ ان کی تصدیق کی جائے اور نہ تکذیب، فرمان نبوی ﷺ ہے: لا تصدقوا أهلَ الكتابِ ولا تكذبوهم، وقولوا: (آمنا بالله وما أنزل إلينا وما أنزل إلى إبراهيم . . .) . الآيةَ . (صحیح بخاری:4485)

نوٹ: عام لوگوں کے سامنے ان اسرائیلی روایات کو بیان نہ کیا جائے۔ کیوں کہ ان تفصیلات کا کوئی فائدہ ہوتا تو قرآن مجید میں اس کا ذکر کر دیا جاتا۔ واللہ اعلم

39 قرآن مجید میں امثال کا فائدہ

شیخ شنقیطی رحمہ اللہ تعالی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

{ہم نے اس قرآن میں ہر ہر طریقے سے لوگوں کے لیے تمام مثالیں بیان کر دی ہیں لیکن انسان سب سے زیادہ جھگڑالو ہے} الکھف:54۔

- ❖ قرآن کریم کی ان اور ایسی ہی دوسری مثالوں میں عبرت اوروعظ ونصیحت اور ڈانٹ سے بھری عظیم مثالیں ہیں اس کے ساتھ حق کا التباس نہیں ہوسکتا، لیکن ان مثالوں کے معانی اہل علم ہی سمجھتے ہیں جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے اس فرمان میں ذکر کیا ہے:
- ❖ {ہم ان مثالوں کو لوگوں کے لیے بیان فرما رہے ہیں، انہیں صرف علم والے ہی سمجھتے ہیں} سورۃ العنکبوت 43:
- ❖ اور مثالیں بیان کرنے کی حکمت یہ ہے کہ لوگ اس سے نصیحت حاصل کریں، جیسا کہ اللہ تبارک وتعالی نے اپنے اس فرمان میں فرمایا ہے:
- ❖ {اور ہم یہ مثالیں لوگوں کے لیے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں} سورۃ الحشر: 21
- ❖ اور اللہ تعالی نے دوسرے مقام پر یہ بیان کیا ہے کہ مثالوں کے ساتھ حق کی وضاحت کی جاتی ہے تاکہ اس سے کچھ لوگ ہدایت اختیار کر لیں اور کچھ لوگ اس سے گمراہ ہو جاتے ہیں، جیسا کہ اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

- {یقینا اللہ تعالی کسی مثال کے بیان کرنے سے شرماتا نہیں، خواہ وہ مثال مچھر کی یا اس اس سے بھی ہلکی چیز کی ہو، ایمان والے تو اسے اپنے رب کی جانب سے صحیح سمجھتے ہیں، اور کفار کہتے ہیں کہ اس مثال سے اللہ تعالی نے کیا مراد لی ہے ؟، اس کے ذریعے بیشتر کو گمراہ کرتا اور اکثر لوگوں کو راہ راست پر چلاتا ہے، اور گمراہ تو صرف فاسقوں کو کرتا ہے} سورۃ البقرۃ:26
- اور اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ جو لوگ اس کو تسلیم کرتے ہیں وہ ہی عقل منداور عالم ہیں، جنھوں نے ان مثالوں کے معانی سمجھے اور ان میں جو حق بیان ہوا ہے اس سے مستفید ہوئے، اور جنھوں نے ان مثالوں کو تسلیم نہیں کیا یہ وہی لوگ ہیں جو ان کو سمجھے ہی نہیں، اور نہ ہی انہیں اس کا علم ہوا کہ ان مثالوں میں کن حقائق کی وضاحت کی گئی ہے۔
- تو پہلا فریق وہی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالی نے یہ فرمایا کہ {اس کے ذریعے اکثر کو راہ راست پر چلاتا ہے}۔
- اور دوسرا فریق وہ ہے جس کے بارہ میں اللہ تبارک وتعالی کا فرمان یہ ہے {اور گمراہ تو صرف فاسقوں کو ہی کرتا ہے}۔
  - قرآن میں مثالیں کیوں بیان کی گئی ہیں اور اسکی حکمتیں کیا ہیں؟
  - اللہ تعالیٰ نے کس نسل کی اور کس قوم کی مثالیں قرآن میں ذکر کی ہیں تحقیقی جواب دیں؟

40 قرآن کریم میں مذکورہ قصوں کے فوائد

1) اپنے نبی محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو قوم کی طرف سے پہنچنے والی تکلیفوں پر تسلی دینا اور صبر دلانا۔
2) جو حادثات وواقعات ہو چکے ہیں ان سے درس عبرت حاصل کرنا۔
3) توحید کا اثبات اور انبیاء سابقین کی تصدیق۔
4) آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور آپ کے صحابہ کے دلوں کو قرار پہنچانا۔

41 ایک ہی واقعے کو قرآن کریم میں مختلف مقامات پر دہرائے جانے کی حکمتیں کیا ہیں؟

(1) قرآن کی بلاغت بیان کرنا مقصود ہے۔

(2) ایک ہی معنی و مفہوم کو مختلف صورتوں میں لا کر قرآن کے اعجاز کو بیان کرنا ہے اور یہ دلیل ہے کہ قرآن منتہی درجہ کا اعجاز ہے۔

(3) لوگوں کے دل و دماغ میں نقش ہو جائے۔

42 قرآن مجید میں حروف مقطعات کا مطلب کیا ہے؟

حروف مقطعات معلوم ہیں، ان کی کیفیت اور تفصیلات نامعلوم ہیں۔ (محمد عمر باز مول)

❖ اور بعض علماء کرام نے ان حروف کی حکمت تلاش کرتے ہوئے کہا ہے کہ: واللہ اعلم، یہ حروف ان سورتوں کے شروع میں ذکر کیے گئے ہیں جن میں اعجاز قرآن کا بیان ہے، اور مخلوق اس جیسا کلام پیش کرنے سے قاصر ہیں، اور وہ اس لیے کہ یہ حروف ان ہی حروف سے بنے ہیں جن حروف کے ساتھ وہ مخاطب ہوتے ہیں۔

❖ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اسی قول کی طرف داری کی ہے اور ابوالحجاج المزی رحمہ اللہ تعالی نے اس قول پسند کیا ہے۔[9]

43 اسباب نزول

(یہ علم ضروری ہے۔ حالات وقت نزول کو سامنے رکھ کر قرآن سمجھنے سے بہت سارے شبہات کا ازالہ ہوتا ہے اور مشنریس کے کئی سوال کے جواب مل جاتے ہیں)

❖ قرآن کریم کی آیتیں دو قسم کی ہیں، ایک تو وہ آیتیں ہیں جو اللہ تعالی نے از خود نازل فرمائیں، کوئی خاص واقعہ یا کسی کا کوئی سوال وغیرہ ان کے نزول کا سبب نہیں بنا، دوسری آیات ایسی ہیں کہ جن کا نزول کسی

---

[9] (فتاوی اللجنۃ الدائمۃ ج4/ص144)

خاص واقعہ کی وجہ سے یا کسی کے سوال کے جواب میں ہوا، جسے ان آیتوں کا پس منظر کہنا چاہیے، یہ پس منظر مفسرین کی اصطلاح میں "سبب نزول" یا شان نزول کہلاتا ہے۔

❖ مثلا سورۃ الاخلاص کے شان نزول کے بارے میں آتا ہے کہ جب مشرکین مکہ نے آپ ﷺ سے یہ سوال پوچھا کہ بتاؤ تمہارا رب کیسا ہے؟ اس کے جواب میں سورۃ الاخلاص کا نزول ہوا۔

نوٹ: بعض کتابوں میں اسباب نزول سے مراد مخصوص حالات پر آیات کا انطباق مراد لیا گیا ہے، یہی وجہ ہے کہ متقدمین کی کتابوں میں ایک ہی آیت پر کئی اسباب نزول کا لفظ ملتا ہے، اس کی توجیہ میں یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ حقیقت میں یہ آیت کا سبب نزول نہیں بلکہ آیت کا استنباط اور انطباق مراد ہے، جس کو توسیعی مفہوم میں سبب نزول کہا گیا۔ بعض اوقات اسباب نزول کے اختلاف کی وجہ ضعیف اور صحیح احادیث ہیں۔ بہر حال مندرجہ ذیل کتابوں کی مدد سے اسباب نزول کے باب میں احتیاط برتتے ہوئے مستفید ہوں۔

اسباب النزول پر چند مفید کتابیں

العجاب- ابن حجر (مارکٹ میں مع التخریج موجود ہے)

لباب النقول فی اسباب النزول- مقبل بن ہادی

الجامع فی اسباب النزول- ابراہیم علی

اسباب النزول- الواحدی (تخریج کے ساتھ مکتبہ شاملہ میں موجود ہے)

44 قرآن مجید کی نئے نظریات کے ساتھ تفسیر کا حکم

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ تعالی سے پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیتے ہوئے فرمایا:

❖ علمی نظریات کے ساتھ قرآن کی تفسیر کرنے میں خطرہ پایا جاتا ہے، وہ اس طرح کہ جب ہم ان نظریات سے تفسیر کریں تو پھر ان کے خلاف دوسرے نظریات آجائیں تو دشمنان اسلام کی نظروں میں یہ ہو گا کہ قرآن مجید صحیح نہیں رہا، لیکن مسلمانوں کی نظر میں تو یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں جس نے اس کی تفسیر کی ہے اس سے خطا کا تصور کیا جاسکتا ہے، لیکن دشمنان اسلام اس کے خلاف داؤ لگانے کا انتظار کرتے رہتے ہیں۔

❖ لہذا آپ اس سے بہت ہی زیادہ بچ کر رہیں کہ ان علمی امور سے تفسیر کریں اور ہمیں یہ معاملہ حقیقت حال

پر چھوڑ دینا چاہیے، اور اگر یہ فی الواقع ثابت ہو جائے تو ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں رہے گی کہ ہم یہ کہیں کہ اسے قرآن مجید نے ثابت کیا ہے۔

قرآن مجید تو عبادت اور غور و فکر اور عقل اور تدبر کے لیے نازل ہوا ہے، اللہ تبارک و تعالی کا فرمان ہے:

{یہ بابرکت کتاب ہے جسے ہم نے آپ کی طرف اس لیے نازل فرمایا ہے کہ لوگ اس کی آیات پر غور و فکر کریں اور عقلمند اس سے نصیحت حاصل کریں} سورۃ ص:29۔

اور یہ ان امور کی طرح نہیں جو تجربات سے حاصل ہوں اور لوگ اسے معلومات کے ذریعے حاصل کر لیتے ہیں، پھر ہو سکتا ہے کہ اس پر قرآن کریم کو لاگو کرنے میں عظیم خطرہ پیدا ہو جائے، اس کی مثال یہ دے سکتے ہیں کہ مثلا اللہ تبارک و تعالی کا فرمان ہے:

{اے انسانوں اور جنوں کی جماعت! اگر تم میں آسمانوں اور زمین کے کناروں سے باہر نکلنے کی طاقت ہے تو نکل بھاگو! غلبہ اور طاقت کے بغیر تم بھاگ نہیں سکتے} سورۃ الرحمن:33۔

- جب انسان چاند پر جا پہنچا تو بعض لوگوں نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے اسے اس واقعہ پر فٹ کر دیا اور کہا کہ: اس آیت میں سلطان سے مراد علم ہے، اور وہ اپنے علم کی بنا پر زمین کے کناروں سے باہر جا نکلے اور جاذبیت سے تجاوز کر لیا ہے، تو یہ بہت بڑی غلطی ہے اور تو یہ جائز ہی نہیں کہ اس معنی میں قرآن مجید کی تفسیر کی جائے۔
- تو یہ اس کا متقاضی ہے کہ آپ نے یہ شہادت دی کہ اللہ تعالی نے یہ چاہا اور یہ شہادت بہت ہی بڑی شہادت ہے جس کے بارے میں تجھ سے سوال ہو گا۔
- اور جو بھی اس آیت پر غور و فکر اور تدبر کرے گا تو اس نتیجے پر پہنچے گا کہ یہ تفسیر باطل ہے اور صحیح نہیں اس لیے کہ یہ آیت اللہ تعالی کے اس فرمان {زمین پر جو ہیں سب فنا ہونے والے ہیں، صرف تیرے رب کی ذات جو عظمت اور عزت والی ہے باقی رہ جائے گی، پھر تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ } سورۃ الرحمن:26-28۔
- تو ہم ان لوگوں سے سوال کرتے ہیں کہ کیا یہ لوگ آسمان کے کناروں سے باہر نکل گئے ہیں؟۔

تو جواب نہیں میں ہو گا اور اللہ تعالی تو فرما رہا ہے:

{ اے انسانوں اور جنوں کی جماعت! اگر تم میں آسمانوں اور زمین کے کناروں سے باہر نکلنے کی طاقت ہے}۔

45 قرآن مجید کی بعض اردو تفاسیر جو فی الحال مارکٹ میں دستیاب ہیں

1) ترجمان القرآن – مولانا ابو الکلام آزاد
2) تفسیر ابن کثیر – امام ابن کثیر رحمہ اللہ
3) المصباح المنیر في تهذيب تفسیر ابن کثیر – زیر نگرانی مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری اور حافظ عبد المتین راشد
4) تفسیر احسن البیان – حافظ صلاح الدین یوسف
5) تفسیر احسن الکلام – ڈاکٹر محمد امین
6) اصدق البیان – مولانا محمد صادق خلیل رحمۃ اللہ علیہ
7) "تفسیر ترجمان القرآن بلطائف البیان" – مفسر القرآن علامہ نواب صدیق حسن خاں
8) تفسیر قرطبی – امام قرطبی
9) تیسیر القرآن مع حاشیہ – مولانا عبد الرحمن کیلانی
10) تیسیر الرحمن لبیان القرآن – ڈاکٹر محمد لقمان سلفی
11) تفسیر السعدی – علامہ عبد الرحمٰن بن ناصر سعدی رحمہ اللہ

46 سبعۃ احرف

قرآن مجید سبعۃ احرف میں نازل ہوا، یعنی حروف سبعہ سے وجوہ سبعہ مراد ہیں۔ وہ سات طریقے جو لفظی طور پر مختلف ہیں اور معنی میں متفق، اور اگر ان کے معانی میں اختلاف بھی ہے تو یہ اختلاف تنوع ہے نہ کہ اختلاف تعارض اور تضاد۔ جو امت کے لیے آسانی پیدا کرنے کے لیے اس کی اجازت دی گئی ہے۔ (صحیح بخاری: 2419)

بہر کیف اگر قرآن کریم کے ایک لفظ کو مختلف و متنوع طریقوں سے ادا کیا جائے تو وہ طور طریقے سات

سے آگے نہیں بڑھ سکتے۔ اور وہ حسب ذیل ہیں:

1) وجوہ اعراب میں تبدیلی، خواہ معنی ومفہوم میں تبدیلی پیدا ہو یا نہ ہو۔

معنی میں تبدیلی ہونے کی مثال یہ آیت ہے:

فَتَلَقَّىٰ آدَمُ مِن رَّبِّهِ كَلِمَاتٍ -اس کو یوں بھی پڑھا جاتا ہے - فَتَلَقَّىٰ آدَمَ مِن رَّبِّهِ كَلِمَاتٌ.

(سورۃ البقرۃ:37)

معنی میں تبدیلی پیدا نہ ہونے کی مثال یہ ہے:

وَلَا يُضَارَّ كَاتِبٌ وَلَا شَهِيدٌ –اس کو یوں بھی پڑھا جاتا ہے-وَلَا يُضَارُّ كَاتِبٌ وَلَا شَهِيدٌ

2) اختلاف فی الحروف

يعلمون – تعلمون، الصراط – السراط

3) اسموں کے مفرد، تثنیہ، جمع اور تذکیر وتانیث میں رونما ہونے والا اختلاف

لِأَمَانَاتِهِمْ – لِأَمَانَتِهِمْ

4) ایک لفظ کی جگہ دوسرا لفظ رکھا جائے اور وہ دونوں مترادف استعمال ہوئے ہوں۔ دونوں میں فرق یہ ہو کہ ان میں سے ایک کسی قبیلہ میں رائج ہو اور دوسرا نہ ہو۔

كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ – كَالصُّوفِ الْمَنْفُوْشِ

5) الفاظ کی تقدیم وتاخیر

فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ – فَيُقْتَلُوْنَ وَيَقْتُلُوْنَ (سورة التوبة:111)

6) حروف جارہ وعاطفہ کو کبھی حذف کیا جائے اور کبھی باقی رکھا جائے۔

جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ - جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ (سورة التوبة:100)

7) لہجوں کی تبدیلی

یہ اختلاف زیادہ تر فتح امالہ، ترقیق وتفخیم، ہمزہ، تسہیل، حروف مضارع کو کسرہ دینے، بعض حروف کو تبدیل کرنے، میم کے اشباع اور بعض حرکات کے اشمام سے پیدا ہوتا ہے۔

بلٰی-اسے کسرہ کی طرف امالہ کرکے پڑھا گیا ہے۔

[مناہل العرفان فی علوم القرآن کے مؤلف محمد عبد الرحیم زرقانی نے حروف سبعہ کی یہ مذکورہ تشریح نقل کی اور تصدیق فرمائی ہے، ابن الجزری کی "النشر فی القراءت" کو بنیاد بنا کر اور ابن الجزری نے کئی اقوال میں سے اس تشریح کو ترجیح دیتے ہوئے بتایا کہ یہی تشریح امام بن قتیبہ اور امام ابو الفضل رازی کی ہے، اور یہی تشریح امام مالک رحمہ اللہ سے بھی ملتی ہے۔]

📖 سبعہ احرف سے مراد کیا ہے اور وہ کہاں کہاں موجود ہیں؟

47 سات مشہور قراء، جن کے نام سے قرائتیں مشہور ہیں

(1) ابن عامر الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 118 ہجری

(2) ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ متوفی 120 ہجری

(3) عاصم بن ابی النجود الکوفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 127 ہجری

(4) ابو عمر بن العلاء البصری رحمۃ اللہ علیہ متوفی 154 ہجری

(5) حمزہ بن حبیب الزیات الکوفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 156 ہجری

(6) نافع المدنی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 169 ہجری

(7) الکسائی ابو الحسن علی بن حمزہ رحمۃ اللہ علیہ متوفی 189 ہجری۔

48 قرآن فہمی کے آٹھ مراحل

پہلا مرحلہ:

ان نصوص پر اکتفا کیا جائے جو رسول اللہ سے ثابت ہوں، پھر آپ کے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور پھر تابعین رحمھم اللہ کے آثار پر۔

دوسرا مرحلہ:

ان کلمات کے لغوی معنیٰ کا علم حاصل کرنا جو قرآن کی آیات میں آئے ہو اور ان کا مقارنہ سلف کے اقوال

سے کرنا اور معنی کے عمومی و بلاغی پہلو پر توجہ دینا جائز حدود میں۔

تیسرا مرحلہ:

کلمات کے درمیان پائے جانے والے صلات کی دلالت کی معرفت۔

چوتھا مرحلہ:

جملہ کی ترکیب کی دلالت اور اس کے متعلقات کی معرفت۔

پانچواں مرحلہ:

سیاق و سباق کی دلالت کا فہم۔

چھٹا مرحلہ:

مقاصد سور اور ان کے متعلقات کا فہم

ساتواں مرحلہ:

ان سب آیتوں کو یکجا کرنا جو ایک ہی موضوع سے متعلق ہوں۔

آٹھواں مرحلہ:

بوقتِ تفسیر جملہ ائمہ تفسیر کے اقوال کو مد نظر رکھتے ہوئے استشہاد کیا جانا چاہیے۔

﴿المراحل الثمان لطالب فهم القرآن: عصام بن صالح العويد﴾

قرآن فہمی کے آٹھ مراحل کی کچھ تفصیل:

پہلا مرحلہ: ان نصوص پر اکتفا کیا جائے جو رسول اللہ سے ثابت ہوں، پھر آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور پھر تابعین رحمھم اللہ کے آثار پر۔

رسول اللہ ﷺ سے وارد تفسیر قرآن کی قسمیں"

1) وہ احادیث جن میں مختلف سورتوں اور آیتوں کی فضیلت بیان کی گئی ہے

2) وہ احادیث جن میں اسباب نزول بیان کیا گیا

3) قرآن کے کسی خاص کلمہ یا جملہ سے متعلق رسول ﷺ کی تفسیر:

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

A. تفسیر بیانی یا قولی۔(ظلم بمعنی شرک، سورۃ الانعام:82)

B. تفسیر عملی-صلوا كما رأيتموني أصلي / الصيام/ الحج/ إقامة الحدود

C. تفسیر خلقی-والتخلق بخلق القرآن(فتح مکہ کے موقع پر صبر اور حلم کا مظاہرہ، عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کے مطابق آپ ﷺ چلتا پھرتا قرآن تھے یعنی قرآن کی تفسیر تھے۔)

دوسرا مرحلہ:

ان کلمات کے لغوی معنی کا علم حاصل کرنا جو قرآن کی آیات میں آئے ہوں اور ان کا مقارنہ سلف کے اقوال سے کرنا اور معنی کے عمومی و بلاغی پہلو پر توجہ دینا جائز حدود میں۔

دلالۃ الکلمۃ عمومی یا بلاغی اعتبار سے:

1-انتبذت بها مكانا قصيا

- عمومی معنی: قوم سے دور ہو گئی
- بلاغی معنی: اچھوت کی طرح دشواری کا سامنا کرنا پڑا
- بلاغی معنی پر تدبر سے شدت تکلیف کا احساس ہوتا ہے

2-بلغت من الكبر عتيا

- عمومی معنی-بوڑھا
- بلاغی معنی-عتیا-یبوسا(جلد اور ہڈی میں خشکی آگئی)شدت بوڑھاپن کا احساس اجاگر ہوا۔

3-فأجاءها المخاض

- عمومی معنی-لے آیا
- بلاغی معنی-آنے کے لیے مجبور ہونا پڑا

4-انا ارسلنا الشيطن على الكفرين تؤزهم ازا

- ازّا میں شدت سے تغریر و تہییج مراد ہے

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

تیسرا مرحلہ:

- کلمات کے درمیان پائے جانے والے صلات کی دلالت کی معرفت۔

1) الذين هم عن صلوتهم ساهون -ابو العالیہ- نماز میں کتنی رکعت پڑھے یا نہ پڑھے مراد ہے، یہ سن کر حسن نے کہا- فی صلوتہم ساھون نہیں کہا گیا بلکہ عن صلوتہم معنی ہو گا سھو عن المیقات مراد ہے۔

2) بعث فی الامیین

3) نبی ﷺ صرف امیوں کے لیے نہیں بلکہ امیوں میں بھیجے گئے ہیں، کیوں کہ للامیین نہیں کہا گیا ۔(الجواب الصحیح)

4) جمیعا منہ—روح منہ

5) 5نور وکتاب مبین یھدی بہ

چوتھا مرحلہ: جملہ کی ترکیب کی دلالت اور اس کے متعلقات کی معرفت۔

- معرفۃ دلالۃ الجملۃ
- اسمیہ—دوام
- فعلیہ—حرکت
- تقدیم—اہمیت

1) ایاک نعبد- تقدیم برائے حصر

2) قل ان کان آباء کم- تقدیم برائے اہمیت

3) ایاک نعبد وایاک نستعین- تقدیم برائے بیان سبب

قل للمؤمنين يغضوا من ابصارهم ويحفظوا فروجهم

4) فاعلم انہ لا الہ الا اللہ—تقدیم برائے اہمیت وتنبیہ

5) الرحمن علم القرآن—تقدیم برائے سبب

6) انما اموالکم واولادکم-تقدیم برائے تحذیر

بعض مزید مثالیں تدبر کے لیے

- نسوا حظا مما ذكروابه
- ولكم في القصاص حياة
- هل من مزيد
- كلمته القاها

پانچواں مرحلہ: سیاق وسباق کی دلالت کا فہم۔

مثال اول: وهو معكم اين ما كنتم قال الامام احمد لما سئل ان بعض الناس يقولون بهذه الأية المعية الذاتية فأجاب فهم يقرون أولها ويرفضون آخرها . فقال المراد بها (المعية العلمية) يعلم ما في السموات والأرض.

امام احمد سے پوچھا گیا کہ لوگ اس آیت سے ذاتی معیت مراد لیتے ہیں تو جواب میں کہا کہ: وہ اقرار کرتے ہیں پہلی آیت اور رد کر دیتے ہیں آخری آیت، اور کہا کہ اس سے مراد تو علمی معیت ہے اور استدلال کیا: یعلم مافی السموات والأرض۔

مثال ثانی:

سورۃ نازعات میں کفار قریش کے سوالات کے بعد موسی علیہ السلام کے واقعہ کا ذکر یہ بتانے کے لیے ہے کہ کفار مکہ کا بھی انجام موسی علیہ السلام کی قوم کی طرح ہونے والا ہے، سیاق سے یہ پتا چلا۔

مثال ثالث:

سورة الماعون، منع الماعون من صفات الذين يكذبون بيوم الدين۔ماعون کا انکار دراصل وہ لوگ کرتے ہیں جن کا آخرت پر ایمان کمزور ہے اور وہ تکذیب میں مبتلا ہیں۔

چھٹا مرحلہ: مقاصد سور اور ان کے متعلقات کا فہم

مقاصد السور:

عمومی طور پر ایک عام معنی جس کی خاطر سورہ کا نزول ہوا یا ایک خاص موضوع جس کے اطراف آیتیں گھومتی ہو۔

موضوع السورۃ یا مقصود السورۃ یا مقاصد السور کا یہی مطلب ہے۔ سلف میں اس نام کا وجود تو نہیں تھا جیسے بہت سارے علوم صحابہ میں متداول تھے لیکن ان کا کوئی خاص نام نہیں تھا۔ جیسے علم نحو، بلاغت، اصول فقہ، مصطلح الحدیث وغیرہ۔ البتہ یہ نام علمائے کرام کے استقراء اور تتبع کے نتیجے میں وجود میں آئے۔ رہا سورہ کا موضوع کا علم نہ متقدمین میں ملتا ہے نہ متاخرین میں۔ اس کے کچھ بنیادی اسباب ہیں۔

1) ا۔ سورے کے موضوع کا علم ایک طرح سے اللہ کی کتاب کی تفسیر میں جرأت ہے اسی لیے بعض علماء نے اس کا انکار کیا۔

کیوں کہ اس سے تکلف کی بو آتی ہے اور دور کی کوڑی لانے کے مترادف ہے۔

2) ۲ بہت سارے مفسرین نے آیتوں اور کلمات کی وضاحت ہی کو کافی سمجھا ہے۔ جیسے اھل الرائے اور اھل الاثر کا طریقہ رہا ہے۔ البتہ آیتوں میں ربط پیدا کسی بھی متقدمین کے پاس نہیں ملتا۔

❖ یہی وجہ ہے کہ مفسرین کے اس سلسلے میں تین اقوال ہیں۔

1) ا۔ سورتوں اور آیتوں میں مطلقا کوئی ربط نہیں پایا جاتا، یہ متاخرین کی جماعت کا قول ہے جیسے علامہ شوکانی رحمہ اللہ وغیرہ۔

فتح القدیر (1 / 71) میں علامہ شوکانی لکھتے ہیں: بہت سے مفسرین ایسے علم کی ترویج میں لگے ہوئے ہیں جس کا انہیں مکلف نہیں کیا گیا اور ایسے سمندر میں کود پڑے جس میں انہیں تیرنے کا مکلف ہی نہیں بنایا گیا۔ اور ایسے علم میں مصروف رہے جو انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ بلکہ وہ کتاب اللہ کے ان امور میں پڑ گئے جسے ممنوع کیا گیا۔ موجودہ قرآن مجید کی آیتوں کی ترتیب کے مطابق آیتوں اور سورہ میں مناسبت پیدا کرنے کی ناکام کوشش کی گئی۔ اس کے لیے انہوں نے ایسے تکلفات اور نامناسب الفاظ کا استعمال کیا جو کسی طرح کے انصاف کا تقاضا نہیں کرتے ہیں۔ اور عربوں کی بلاغت سے میل نہیں کھاتا ہے چہ جائیکہ

رب کے کلام سے میل کھائے۔ انہوں نے مستقل کتابیں تصنیف کیں بلکہ تالیف کا مقصد ہی بنالیا۔

2) ہر آیت اور ہر سورے کا مستقل مقصد اور موضوع ہوتا ہے اور سیاق وسباق کی آیتوں میں مناسبت ہوتی ہے۔ یہ قول علامہ برہان الدین البقاعی المتوفی ۸۸۵ کی کتاب "نظم الدرر في تناسب الآيات والسور" میں مذکور ہے اور امام سیوطی رحمہ اللہ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔ ابن العربی رحمہ اللہ نے بھی اسی کو اختیار کیا اور کہا کہ انہوں نے اس عنوان پر ایک ضخیم کتاب ہی لکھ رکھی ہے۔

3) ۳۔ عام طور پر ہر سورے کا ایک موضوع ہوتا ہے اور اسی طرح آیتوں کا بھی۔ اور عام طور پر ہر آیت کا تعلق سیاق وسباق سے ہوتا ہے لیکن ہر آیت اور ہر سورے میں یہ ضروری نہیں ہے اور اگر ہو بھی تو ہر سورہ اور آیت کے موضوع سے واقف ہونا مشکل ہے قابل عذر حد تک۔

تیسرا قول ہی راجح معلوم ہوتا ہے علامہ زرکشی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "البرھان" میں اسی کو ترجیح دی ہے، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ، آپ کے شاگرد ابن قیم رحمہ اللہ، علامہ رازی رحمہ اللہ اور طاہر بن عاشور نے اپنی کتاب "التحریر والتنویر" میں اسی کو ترجیح دی ہے۔

❖ اس موضوع پر بات کرنے والوں کو دو چیزوں کا خیال رکھنا زیادہ ضروری ہے۔

1) آیتوں میں جو موضوع اور مقاصد نظر آئیں بلا تکلف وتصنع لکھیں برخلاف امام بقاعی رحمہ اللہ کے۔

2) اس موضوع پر لکھنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ آیتوں اور سورتوں کے مقاصد بیان کرنے کے لیے اسلاف کے اقوال سے واقف رہے۔ علم بلاغت خصوصا علم المعانی والبیان سے بخوبی واقف رہے تاکہ کسی قسم کی لغزش سے محفوظ رہے۔

اس کے تیسرے قول کو ترجیح دینے کی وجہ یہ دو دلیلیں ہیں جو ذیل میں دی گئی ہیں:

1) ﴿الركِتَابٌ أُحْكِمَتْ آيَاتُهُ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِن لَّدُنْ حَكِيمٍ خَبِيرٍ﴾ ھود:۱

2) ﴿أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ ۚ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِندِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا﴾ النساء:۸۲

یہ آیتیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ قرآن مجید کی ساری آیتیں واضح ہیں ان میں کوئی اختلاف نہیں

ہے، یہ در اصل اللہ کے کتاب کے کمال کی تعریف ہے اور آیت کا سیاق وسباق جب تک مناسب نہیں رہے گا تعریف نہیں ہو سکتی۔ جب ایک سورت اجمالی طور پر ایک موضوع یا مقصد یا مقاصد کو گھیر لیتی ہے تو یہی اختلاف کے نہ پائے جانے کی علامت ہے۔

ساتواں مرحلہ: ان سب آیتوں کو یکجا کرنا جو ایک ہی موضوع سے متعلق ہوں۔(جمع ما يتعلق بالموضوع)

مثال کے طور پر: 1۔ مراحل وجوب صوم، 2۔ مراحل تحریم شراب

آٹھواں مرحلہ: بوقتِ تفسیر جملہ ائمہ تفسیر کے اقوال کو مد نظر رکھتے ہوئے استشہاد کیا جانا چاہیے۔

قرآن فہمی کے مراحل کا خلاصہ پیش کریں؟

49 قرآن سے دوری کے چند اسباب ذکر کریں؟

- والدین کی لاپرواہی
- قرآن کو ایک مشکل کتاب سمجھ لیا گیا ہے
- نظام تعلیم میں نقص
- قرآن کریم کی عظمت، فضیلت اور فوائد و ثمرات سے ناواقفیت
- گھروں میں ٹی وی وانٹرنیٹ کے استعمال کا رواج پا جانا

50 ہجر قرآن کی چند شکلیں بیان کریں؟

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے ہجر قرآن کی چند شکلیں بیان کی ہیں جن کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے:

1) قرآن سننا چھوڑ دیا جائے۔

2) قرآن پڑھنے اور اس پر ایمان رکھنے کے باوجود اس پر عمل نہ کیا جائے قرآن کے حلال و حرام کے پاس وقوف نہ کیا جائے۔

3) دین کے اصول وفروع میں قرآن کے ذریعے فیصلہ کرنا چھوڑ دیا جائے اور نہ ہی اس کے طرف فیصلہ لے کر جایا جائے۔

4) (قرآن میں غور وفکر کرنا اور اسے سمجھنا چھوڑ دیا جائے۔

5) قرآن کے ذریعے قلبی اور بدنی امراض کے لیے شفا حاصل کرنا چھوڑ دیا جائے۔(الفوائد:102)

51 حقوق قرآن کیا کیا ہیں؟

پہلا حق–ایمان وتعظیم

آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مِن رَّبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ(سورۃالبقرۃ–285)

رسول ایمان لایا اس چیز پر جو اس کی طرف اس کے رب کی جانب سے اتری اور مومن بھی ایمان لائے۔

دوسرا حق–تلاوت وترتیل

وَرَتِّلِ القُرءانَ تَرتيلًا . (سورۃالمزمل:4)

"آپ قرآن مجید کو ٹھہر ٹھہر کر، اطمینان کے ساتھ پڑھئے"

تیسرا حق-تذکرو تدبر

كِتـٰبٌ أَنزَلنـٰهُ إِلَيكَ مُبـٰرَكٌ لِيَدَّبَّروا ءايـٰتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُوا الأَلبـٰبِ-(سورۃص:29)

ہم نے برکت والی کتاب اس لیے اُتاری ہے کہ اس سے عقل والے لوگ نصیحت حاصل کریں اور اس کی آیات میں تدبر اور غور وفکر کریں۔"

چوتھا حق–نفاذ کی کوشش حتی المقدور وحتی الامکان

وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّـهُ فَأُولَـٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ-(سورۃالمائدۃ:44)

جو لوگ اللہ کی اتاری ہوئی وحی کے ساتھ فیصلے نہ کریں (استطاعت رکھ کر بھی) وہ عملی کفر میں مبتلا ہیں۔(ابن عباس)

پانچواں حق– تبلیغ وتبیین

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ وَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ(سورۃ المائدۃ:67)

اے رسول جو کچھ بھی آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے پہنچا دیجئے۔ اگر آپ نے ایسانہ کیا تو آپ نے اللہ کی رسالت ادا نہیں کی۔ (سورۃ المائدۃ:67)

52 تلاوت قرآن کے آداب

1) حدث سے پاک (باوضو) ہو کر تلاوت کرے، خواہ یہ حدث چھوٹا ہو یا بڑا-اللہ تعالی فرماتا ہے: لا یمسہ إلا المطھرون. (سورۃ الواقعۃ: 79)، "اسے بس پاک (فرشتے) ہی ہاتھ لگاتے ہیں" (بعض علماء کے پاس وضو مستحب ہے واجب نہیں قرآن کو چھونے میں)

2) تلاوت شروع کرنے سے پہلے أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھ لے۔ اگر سورت کی ابتدا سے شروع کرے تو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ پڑھ کر شروع کرے۔ سوائے سورۂ توبہ کے۔

3) تدبر وتذکر، فہم وتذکیر اور دعوت واصلاح کی غرض سے تلاوت کی جائے۔

4) رحمت کی آیت کے وقت اللہ تعالی سے رحمت طلب کرے، عذاب کی آیت کے وقت پناہ مانگے، تسبیح کی آیت کے وقت تسبیح کرے اور جب سجدے کی آیت گزرے تو سجدہ کرے۔

5) قرآن کو تجوید کے قواعد کے ساتھ پڑھے (پر تجوید میں غلو سے بچے)

6) بے فائدہ باتوں کے لیے قراءت منقطع نہ کرے۔

7) ہمیشہ تلاوت کے معمول سے قرآن کی محافظت کرے تاکہ اسے بھول جانے کا عارضہ پیش نہ آئے-حدیث میں آتا ہے، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اور جب قرآن کو یاد کرنے والا کمربستہ ہو کر دن رات اسے پڑھتا رہے تو اسے یاد رہتا ہے اور اگر ایسانہ کرے تو بھول جاتا ہے" (صحیح مسلم:789)

8) جس قدر ممکن ہو قرآن کو اچھی آواز سے پڑھے۔ اللہ کا فرمان ہے: ورتل القرآن ترتیلا (سورۃ المزمل:4)، "اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر صاف پڑھا کر۔ اور حدیث میں بھی آیا ہے: زینوا القرآن

بأصواتکم۔"قرآن کو اپنی آواز سے مزین کرو"۔[10]

9) قرآن کی قراءت سنتے وقت خاموش رہنا واجب ہے کیوں کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: وإذا قرئ القرآن فاستمعوا له وأنصتوا لعلكم ترحمون (سورۃ الأعراف:204)"اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے توجہ سے (کان لگا کر) سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کی جائے"

10) مصحف (قرآن) کا احترام کرے، اسے زمین پر رکھے نہ اس کے اوپر کوئی چیز رکھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مَّرْفُوعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ فِي صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ (سورۃ عبس: 13،14)، "(وہ) قابل احترام صحیفوں میں (محفوظ) ہے۔جو بلند و بالا اور پاکیزہ ہیں"

تلاوت قرآن سے متعلق وہ امور جو سنت سے ثابت نہیں:

1) تلاوت قرآن کے لیے قبلہ رخ ہونا
2) تلاوت قرآن مجید سے پہلے مسواک کرنا۔
3) ختم قرآن مجید کے دن روزہ رکھنا۔
4) قرآن مجید کی تلاوت کے بعد تلاوت شدہ قرآن کسی زندہ یا مردہ آدمی کو بخشنا۔
5) فوت شدہ آدمی کے لیے اکٹھے ہو کر تلاوت کرنا اور اسے ثواب پہنچانا۔
6) میت اٹھانے سے پہلے راہ داری کے لیے اڑھائی پارے تلاوت کرنا۔
7) ختم قرآن پر مخصوص دعا مانگنا۔
8) ہر روز خاص مقصد سے سورۃ یس کی تلاوت کرنا یا موتی کے پاس سورۃ یس پڑھنا۔

53 بچوں میں قرآن سے شغف پیدا کرنے کے ذرائع کیا ہیں؟

- ایام حمل میں قرآن کریم کی سماعت
- ایام رضاعت میں سماعت قرآن اور تلاوت

---

10 (سنن ابی داؤد:1468، صحیح)

- ❖ بچے کے سامنے تلاوت قرآن
- ❖ قرآن مجید سب سے قیمتی اور خوبصورت ہدیہ
- ❖ قرآن کریم میں بیان کیے گئے قصے
- ❖ ابتدائی سالوں میں قرآن کریم کے ذریعے تعلیم دینا
- ❖ عمر کے لحاظ سے قرآنی کلمات کی تلاش کا کام
- ❖ ہر وقت قرآن کریم کا نسخہ ساتھ رکھنے پر آمادہ کرنا
- ❖ حفظ قرآن کے لیے موجودہ جدید ذرائع کا استعمال
- ❖ بچوں کو اپنی قرات ریکارڈ کرانے کی ترغیب
- ❖ بچوں سے تلاوت اور قرآنی قصوں کو بغور سننا
- ❖ گھر میں ایک دوسرے کی امامت پر ہمت افزائی کرنا
- ❖ مسجد کے حلقے میں شرکت
- ❖ آسان لغتوں میں قرآن کے الفاظ کے معانی تلاش کرنے پر ہمت افزائی کرنا
- ❖ بچوں کو تفسیر کی آسان کتابوں کے مطالعے کی ترغیب
- ❖ علم کی محفلیں بچوں کے لیے قرآن کریم کی طرف راہیں ہموار کرتی ہیں
- ❖ بچے کے سامنے میں قرآنی اصطلاحات کو بار بار دہرانا

54 قرآن کیسے حفظ کیا جائے؟

قرآن مجید حفظ کرنا ایک مقدس عمل ہے اسی لیے علمائے کرام نے حفظ قرآن کے لیے چند اصول وضوابط بیان کئے ہیں، اگر حفظ قرآن کا طالب ان اصول وضوابط کو اپنالے تو وہ باذن اللہ حافظ قرآن اور حامل قرآن کے لقب سے ملقب ہو سکتا ہے۔ یہ اصول وضوابط حقیقت میں ان چند کبار حفاظ کے تجربوں کا خلاصہ ہے جسے آپ کے سامنے ذیل کے سطور میں رکھا جارہا ہے:

1) قرآن حفظ کرنے سے پہلے اپنی نیت خالص اللہ کے لیے کیجئے کہ حفظ قرآن سے میرا مالک ومولی خوش

ہو جائے، کیوں کہ جس نے ریاکاری اور شہرت کے لیے قرآن حفظ کیا وہ گنہگار ہے، ایسے شخص کو سخت عذاب کی دھمکی سنائی گئی ہے اور ایسا شخص اجر و ثواب سے محروم رہے گا۔[11]

2) حفظ قرآن سے پہلے اپنا عزم پختہ کیجئے۔فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰـهِ۔[12]

3) گناہ اور معصیت کے کاموں سے مکمل اجتناب کیجئے، اس سے اللہ کی تائید و نصرت شامل حال رہے گی۔

4) حفظ قرآن کے لیے ایک ہی طباعت والا مصحف (قرآن کریم) استعمال کیا جائے تاکہ حفظ کرنے والے کے ذہن میں پورا نقشہ محفوظ رہے۔

5) حفظ کے لیے ایسے استاد کا انتخاب کیا جائے جو ماہر اور تجربہ کار ہو۔

6) حفظ قرآن کے لیے اوقات مقرر کر لیے جائیں پھر ان اوقات میں حفظ قرآن کا اہتمام کیا جائے، حفظ قرآن کے لیے فجر سے پہلے کا وقت یا فجر کے فوراً بعد کا وقت اختیار کیا جائے کیوں کہ یہ وقت حفظ قرآن کے لیے انتہائی مناسب ہے اس لیے کہ اس وقت سکون کا سماں رہتا ہے۔ اور فرشتوں کی حاضری کا وقت بھی رہتا ہے۔

7) حفظ قرآن کے لیے ضروری ہے کہ اپنی قرات اور حروف کے مخارج درست کئے جائیں اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب کسی قاری قرآن کا ریکارڈ شدہ قرات سننے کا اہتمام کیا جائے یا کسی قاری قرآن یا ماہر حافظ سے براہ راست استفادہ کیا جائے، خود نبی ﷺ زبان کے معاملے میں تمام عرب سے زیادہ فصیح تھے پھر بھی جبرئیل امین علیہ السلام سے براہ راست سیکھتے اور اپنے صحابہ کو سکھاتے تھے۔

8) حفظ قرآن کے لیے ضروری ہے کہ طالب علموں کا انعام کا جائز لالچ دیا جائے کہ جو طالب علم جتنا جلدی حفظ کرے گا اسے اتنا انعام ملے گا۔

9) حفظ کے لیے طالب علموں پر تشدد نہ کیا جائے۔

---

[11] (صحیح مسلم:1905)

[12] (سورۃ آل عمران:159)

10) عمر کے ابتدائی مرحلے میں قرآن حفظ کیا جائے جس کے لیے مناسب وقت سات سال سے پندرہ سال ہے کیوں کہ اس عمر میں سہولت وآسانی کے ساتھ معلومات ومحفوظات کو ذہن قبول کرلیتا ہے، اس لیے اکثر صحابہ جو قاری قرآن مشہور ہوئے انہوں نے اپنے بچپن میں قرآن حفظ کرلیا تھا جیسے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بچپن ہی میں قرآن حفظ کرلیا تھا، وہ خود فرماتے ہیں کی رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت میری عمر دس سال تھی اور میں قرآن حفظ کرچکا تھا۔

11) حسب استطاعت روزانہ سبق لیا جائے اور استاد کو سنایا جائے پختہ یاد نہ رہنے کی صورت میں وہی سبق پھر دوبارہ یاد کیا جائے۔

12) حفظ شدہ سورتیں یا آیات بار بار دہرائی جائیں، ایسا کرنے سے اچھی طرح حفظ ہوجائے گا۔

13) قرآن حفظ کرلینے کے بعد روزانہ ایک پارہ یا آدھا پارہ سنایا جائے تاکہ قرآن بھول نہ سکے۔

14) آیات کا معنی ومفہوم سمجھنے سے حفظ کرنا آسان ہوجاتا ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ قران حفظ کرنے والا ان آیات کا ترجمہ وتفسیر پڑھے جن کو وہ یاد کرنا چاہتا ہے۔

15) ہمیشہ اچھے حافظ قرآن کو قرآن سنایا جائے، ایسا کرنے سے حفظ مضبوط رہے گا۔

55 قرآن کریم کے کسی حکم کو ناپسند کرنے یا کسی آیت کا مذاق اڑانے کی سزا کیا ہے؟

← أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاءُ مَن يَفْعَلُ ذَٰلِكَ مِنكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللَّـهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿سورۃ البقرۃ:85﴾

کیا بعض احکام پر ایمان رکھتے ہو اور بعض کے ساتھ کفر کرتے ہو؟ تم میں سے جو بھی ایسا کرے، اس کی سزا اس کے سوا کیا ہو کہ دنیا میں رسوائی اور قیامت کے دن سخت عذاب کی مار، اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں۔

← ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَرِهُوا مَا أَنزَلَ اللَّـهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ.(سورۃ محمد:9)

یہ اس لئے کہ وہ اللہ کی نازل کردہ چیز سے ناخوش ہوئے، پس اللہ تعالیٰ نے (بھی) ان کے اعمال ضائع کردیئے۔

وَلَئِن سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ. لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ إِن نَّعْفُ عَن طَائِفَةٍ مِّنكُمْ نُعَذِّبْ طَائِفَةً بِأَنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ.﴿سورۃ التوبۃ:65-66﴾

اگر آپ ان سے پوچھیں تو صاف کہہ دیں گے کہ ہم تو یوں ہی آپس میں ہنس بول رہے تھے۔ کہہ دیجئے کہ اللہ، اس کی آیتیں اور اس کا رسول ہی تمہارے ہنسی مذاق کے لیے رہ گئے ہیں؟ تم بہانے نہ بناؤ یقیناً تم اپنے ایمان کے بعد بے ایمان ہو گئے، اگر ہم تم میں سے کچھ لوگوں سے در گزر بھی کر لیں تو کچھ لوگوں کو ان کے جرم کی سنگین سزا بھی دیں گے۔

56 قرآن کریم سے روگردانی کی سزا

وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ ﴿١٢٤﴾ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَىٰ وَقَدْ كُنتُ بَصِيرًا ﴿١٢٥﴾

اور (ہاں) جو میری یاد سے روگردانی کرے گا اس کی زندگی تنگی میں رہے گی، اور ہم اسے روز قیامت اندھا کر کے اٹھائیں گے۔ وہ کہے گا کہ الٰہی! مجھے تو نے اندھا بنا کر کیوں اٹھایا؟ حالانکہ میں تو دیکھتا بھالتا تھا۔﴿سورۃ طہ:124-125﴾

57 قرآن کریم روز قیامت باعمل انسان کے حق میں گواہی دے گا اور اس کی شفاعت کرے گا

ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: القرآن حجة لک او علیک (روز قیامت) قرآن تیرے حق میں گواہی دے گا یا تیرے خلاف گواہی دے گا۔[13]

[13] (صحیح مسلم:223)

58 قرآن کی فریاد

طاقوں میں سجایا جاتا ہوں، آنکھوں سے لگایا جاتاہوں
تعویذ بنایا جاتا ہوں، دھو دھو کے پلایا جاتاہوں
جزدان حریر و ریشم کے، اور پھول ستارے چاندی کے
پھر عطر کی بارش ہوتی ہے، خشبو میں بسایا جاتا ہوں
جس طرح سے طوطا مینا کو کچھ بول سکھائے جاتے ہیں
اس طرح پڑھا یاجاتا ہوں، اس طرح سکھایا جاتا ہوں
جب قول وقسم لینے کے لیے تکرار کی نوبت آتی ہے
پھرمیری ضرورت پڑتی ہے،ہاتوں میں اٹھایا جاتاہوں
دل سوزسے خالی رہتے ہیں، آنکھیں ہے کہ نم ہوتی ہی نہیں
کہنے کو میں اک اک جلسہ میں پڑھ پڑھ کے سنایاجاتاہوں
نیکی پہ بدی کا غلبہ ہے، سچائی سے بڑھ کر دھوکا ہے
اک بار ہنسا یا جاتا ہوں، سوبار رلایا جاتا ہوں
یہ مجھ سے عقیدت کے دعوے، قانون پہ راضی غیروں کے
یوں بھی مجھے رسوا کرتے ہیں،ایسے بھی ستایاجاتاہوں
کس بزم میں مجھ کوبار نہیں، کس بزم میں میری دھوم نہیں
پھر بھی میں اکیلا رہتاہوں، مجھ سا بھی کوئی مظلوم نہیں

(ماہر القادری)

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

59 رموز اوقاف (punctuation)

○	یہ آیت کی علامت ہے اسے وقف تام بھی کہتے ہیں-اس پر ٹھہرنا چاہیے
م	یہ وقف لازم کی علامت ہے،اس پر ضرور ٹھہرنا چاہیے۔
ط	یہ وقف مطلق کی علامت ہے اس پر ٹھہرنا چاہیے لیکن یہ علامت وہاں ہوتی ہے جہاں بات پوری نہیں ہوتی-ابھی کہنے والا کچھ اور کہنا چاہتا ہے۔
صلے	یہ الوصل اولی کا اختصار ہے۔یہ الوصل اولی کا اختصار ہے،یہاں ملا کر پڑھنا بہتر ہے۔
ق	یہ قیل علیہ الوقف کا مخفف ہے،یہاں ٹھہرنا دونوں جائز ہیں۔لیکن ٹھہرنا بہتر ہے۔
صل	یہ قیدیوصل کا مخفف ہے۔یہاں ٹھہرنا نہ ٹھہرنا دونوں دونوں جائز ہیں،لیکن ٹھہرنا بہتر ہے۔
قف	یہ لفظ قف ہے۔جس کے معنی ہیں ٹھہر جاؤ۔یہ علامت وہاں آتی ہے جہاں پڑھنے ولا ملا کر پڑھنا چاہتا ہے۔یہاں ٹھہرنا چاہیے۔
س	یا سکتہ یہ سکتے کی علامت ہے۔یہاں اس طرح ٹھہرنا چاہیے کہ سانس ٹوٹنے نہ پائے۔
وقفه	یہ لمبے سکتے کی علامت ہے،یہاں سکتے سے زیادہ ٹھہرنا چاہیے لیکن سانس نہیں توڑنا چاہیے،سکتے اور وقفے میں فرق ہے کہ سکتہ میں کم ٹھہرنا ہوتا ہے
لا	لا کے معنی "نہیں" کے ہیں،یہ علامت کبھی آیت کے اوپر آتی ہے اور کبھی آیت کے درمیان میں آجاتی ہے۔اگر آیت کے اوپر ہو تو چاہے ٹھہریں چاہے نہ ٹھہریں دونوں جائز ہیں۔لیکن جہاں یہ علامت آیت کے درمیان میں اکیلی آجائے وہاں ہرگز نہیں ٹھہرنا چاہیے۔

60 تجوید کے بعض قواعد

1) کھڑا زبر کھڑی زیر الٹا پیش کو ایک الف کی مقدار کھینچ کر پڑھا جائے گا۔(اٰمَنَ)

2) دو زبر دو زیر دو پیش کو تنوین کہتے ہیں۔

3) غنہ ناک میں آواز چھپانے کا نام ہے۔

4) حروف مدہ تین ہیں: (ا۔و۔ی)۔ اگر الف سے پہلے زبر ہو، واو ساکنہ سے پہلے پیش ہو اور یاء ساکنہ سے پہلے زیر ہو تو یہ حروف ایک الف کے برابر کھینچ کر پڑھے جاتے ہیں۔(تَابَ)

5) ایک الف سے زائد کھینچ کر پڑھنے کو مد کہتے ہیں۔

6) حروف مدّہ کے بعد ہمزہ اسی کلمہ میں ہو تو مدّ متصل (مد واجب یا اہم) ہو گا۔(جَآءَ)

7) حروف مدّہ کے بعد اگر ہمزہ دوسرے کلمہ میں ہو تو مدّ منفصل (مد جائز) ہو گا۔(لَا۔اِلٰہَ)

8) حروف مدّہ کے بعد والے حرف پر اگر جزم یا تشدید ہو تو مدِّ لازم ہو گا۔(حَآجُّوْکَ)

9) حروف حلقی چھ ہیں۔(أ - ھ - ع - ح - غ - خ)۔ان سے پہلے غنہ نہیں ہوتا۔ان کو حروف اظہار بھی کہتے ہیں۔

10) حروف قلقلہ پانچ ہیں۔(ق - ط - ب - ج - د) ان حروف کو (قطب جد) بھی کہتے ہیں۔ اور ان کو وضاحت سے پڑھتے ہیں۔

11) راء چار صورتوں میں موٹا پڑھا جاتا ہے۔راء کے اوپر زبر، پیش یا راء درمیان میں یا آخر میں ہو تو موٹا پڑھا جائے گا۔(رَبَّنَا)

12) راء دو صورتوں میں باریک پڑھا جاتا ہے، راء کے نیچے زیر ہو، راء شروع میں ہو اور اس کے اوپر کوئی بھی حرکت ہو تو باریک پڑھا جائے گا۔(رِجَالٌ)

13) جب کسی جملے پر وقف کرنا ہو۔ تو سب سے آخری حرف اگر ساکن نہ ہو تو ساکن کر دیں۔ آواز اور سانس دونوں کو ختم کر دیں۔ گول ۃ (تاءِ مربوطہ) پر جب وقف کریں گے تو وہاں ھ پڑھی جائے گی۔ زبر کی تنوین پر جب وقف ہو گا تو وہاں الف پڑھا جائے گا۔ بشرطیکہ ۃ گول نہ ہو۔

14) تشدید والے حرف کو مشدد کہتے ہیں۔

15) تشدید والے حرف کو دو مرتبہ پڑھا جاتا ہے۔ پہلی مرتبہ پہلے حرف سے ملا کر اور دوسری مرتبہ خود۔

16) تشدید والے حرف سے پہلے جزم والے حرف کو اکثر چھوڑ دیتے ہیں۔ جیسے (مِنْ رَّبِّكَ)

17) حروف یرملون چھ ہیں۔(ی - ر - م - ل - و - ن) ادغام بغنہ یعنی ینمو (ی۔ن۔م۔و) ان کا غنہ ہو گا، اور (ر

- ل) بالکل غنہ نہیں ہوں گے۔

18) اگر نون ساکن و تنوین کے بعد اگلے کلمہ میں حروف یرملون میں سے کوئی حرف ہو توان چار حروف میں غنہ کے ساتھ ادغام ہو گا۔ اور (ر - ل) بالکل غنہ نہیں ہوں گے۔

19) اگر لفظ اللہ کے (ل) سے پہلے زیر ہو تو (ل) یعنی اللہ باریک ہو گا۔ جیسے (لِلہ) اور اگر (ل) سے پہلے زبر یا پیش ہو تو (ل) یعنی (عبدَاللہ) یا (نصرُ اللہ) موٹا پڑھا جائے گا۔

61 قرآن مجید کی موجودہ ترتیب توقیفی ہے

1) تقریری حدیث: اس موجودہ ترتیب پر نبی ﷺ کا انکار کہیں نہیں پایا گیا۔

2) آپ ﷺ نے جبرئیل امین کو دوبار قرآن سنایا جو اسی ترتیب پر دلالت کرتا ہے۔

3) حدیث میں جو سبع طوال وغیرہ کی اصطلاح آئی ہے اس سے حسین استنباط یہ ہوتا ہے کہ ترتیب پہلے ہی سے موجود تھی۔

4) موجودہ مصحفی ترتیب پر شبہات پیش کرنے والی روایات ضعیف ہیں۔

5) مصحف صدیقی اور مصحف عثمانی میں اسی ترتیب کا خیال رکھا گیا جو بین ثبوت ہے کہ یہ ترتیب توقیفی ہے۔

6) امام مالک اور ابن عطیہ کے اقوال کا خلاصہ یہ ہے کہ صحابہ کرام نبی ﷺ سے جس طرح سنتے تھے اسی طرح انہوں نے قرآن کو مرتب کیا۔[14]

62 مفید قرآنی معلومات

1) لکھے ہوئے قرآن مجید کو مصحف کہا جاتا ہے۔

2) سیپارہ فارسی زبان کا لفظ ہے اور یہ "سی" (تیس 30) اور پارہ (حصہ) کا مرکب ہے۔

3) قرآن مجید میں تلاوت کے چودہ (14) سجدے ہیں جن پر اتفاق ہے۔ جب کہ پندرہ واں سجدہ اختلافی

[14] (البرھان فی علوم القرآن للزرکشی ج 1، ص 257 اور 285)

ہے۔

4) قرآن مجید کی سب سے بڑی سورت کا نام "سورۃ البقرۃ" ہے جس کے چالیس (40) رکوع اور دو سو چھیاسی (286) آیات ہیں۔

5) قرآن مجید کی سب سے چھوٹی سورت کا نام "سورۃ الکوثر" ہے اور اس کی صرف تین (3) آیات ہیں۔

6) قرآن کی سب سے عظیم آیت "آیت الکرسی" ہے۔

7) قرآن کی سب سے بڑی آیت سورۃ البقرۃ کی آیت دَین (آیت نمبر: 282) ہے۔

8) قرآن کی سب سے چھوٹی آیت "والضحیٰ" ہے۔

9) راجح قول کے مطابق بسم اللہ سورۂ فاتحہ میں شامل نہیں ہے۔ (ابن کثیر)

10) قرآن میں قرآن کا لفظ کل ستر (70) بار آیا ہے۔

11) قرآن میں لفظ جلالہ کل 2697 دفعہ آیا ہے۔

12) قرآن میں صرف ایک صحابی "زید بن حارثہ" کا نام آیا ہے۔

13) قرآن میں صرف ایک خاتون کا نام آیا ہے (مریم علیہا السلام) کا جو عیسی علیہ السلام کی والدہ تھیں۔

14) قرآن کی سورۂ مجادلہ (سورہ نمبر: 58) کی ہر ایک آیت میں کم سے کم ایک مرتبہ اللہ کا نام آیا ہے۔ اس سورت میں کل 22 آیات ہیں جن مین کل 40 بار اللہ کا لفظ آیا ہے۔

15) اردو زبان میں قرآن مجید کا سب سے پہلا ترجمہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے صاحب زادے شاہ رفیع الدین رحمہ اللہ نے کیا تھا۔ یہ لفظی ترجمہ تھا جو آج بھی موجود ہے۔

16) قرآن میں توحید کے بعد سب سے زیادہ جس حکم کی تاکید کی گئی ہے وہ نماز پڑھنے کا حکم ہے۔

17) قرآن مجید کی سورۂ رحمٰن میں آیت فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ۔ 31 دفعہ دہرائی گئی ہے۔

18) قرآن کی سورۃ القمر میں آیت وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ۔ 4 دفعے دہرائی گئی۔

19) سورۂ مرسلات کی آیت وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ۔ 10 مرتبہ آئی ہے۔

20) قرآن مجید میں کل 25 پیغمبروں کے نام آئے ہیں۔

21) قرآن مجید کا سب سے بڑا کلمہ (لفظ) فَأَسْقَيْنَاكُمُوهُ (سورۃ الحجر:22) ہے۔

22) قرآن کریم ماہِ رمضان کو شب قدر میں اتارا گیا۔(سورۃ البقرۃ:185)(سورۃ القدر:1)

23) قرآن کریم کی سب سے پہلی اترنی والی آیت (اقرأ باسم ربک الذی خلق) ہے۔(صحیح بخاری:3)

24) قرآن کریم کی سب سے آخری آیت جو اتری ہے وہ ہے: وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّـهِ ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ . (سورۃ البقرۃ:281)

25) نزول کے اعتبار سے سب سے پہلی سورت سورۂ علق کی چند آیات اور سب سے آخری سورت سورۂ نصر ہے۔

26) ترتیب تلاوت کے لحاظ سے قرآن مجید کی سب سے پہلی سورت سورۃ الفاتحہ اور سب سے آخری سورت سورۃ الناس ہے۔

27) قرآن کریم مخلوق نہیں بلکہ اللہ کا کلام ہے۔جیسا کہ فرمان ہے: قرآن اللہ کا کلام ہے۔(سورۃ البقرۃ:75)

28) امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ کہا جاتا ہے کہ مصحف کو سب سے پہلے نقطے اور اعراب لگانے کا حکم عبد الملک بن مروان نے دیا تو اس کے لیے حجاج بن یوسف آمادہ ہوا اور حسن بصری اور یحی بن یعمر کو حکم دیا اور ان دونوں نے یہ کام انجام دیا۔یہ قول زیادہ معروف ہے لیکن ایک اور قول یہ ہے کہ سب سے پہلے ابوالاسود دولی رحمہ اللہ نے نقطے لگانے کا کام انجام دیا اور بعض نے کہا کہ کوفہ کے گورنر زیاد بن ابی سفیان نے ان سے یہ کام لیا۔

29) سب سے پہلے ابوالاسود دولی نے حرکات لگائے اور بعض نے کہا کہ حجاج بن یوسف نے حرکات لگائے۔

30) سب سے پہلے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے قرآن مجید کا ترجمہ فارسی زبان میں کیا۔

31) پورا قرآن مجید تیئیس (23) برس میں نازل ہوا، ہجری تقویم کے اعتبار سے۔

63 پاروں کے نام

1	الٓمّٓ	2	سَيَقُولُ	3	تِلْكَ الرُّسُلُ
4	لَنْ تَنَالُوا	5	وَالْمُحْصَنٰتُ	6	لَا يُحِبُّ
7	وَإِذَا سَمِعُوا	8	وَلَوْ اَنَّنَا	9	قَالَ الْمَلَأُ
10	وَاعْلَمُوٓا	11	يَعْتَذِرُونَ	12	وَمَا مِنْ دَابَّةٍ
13	وَمَآ اُبَرِّئُ	14	رُبَمَا	15	سُبْحٰنَ
16	قَالَ اَلَمْ	17	اقْتَرَبَ	18	قَدْ اَفْلَحَ
19	وَقَالَ الَّذِينَ	20	اَمَّنْ خَلَقَ	21	اُتْلُ مَا اُوحِيَ
22	وَمَنْ يَّقْنُتْ	23	وَمَالِيَ	24	فَمَنْ اَظْلَمُ
25	إِلَيْهِ يُرَدُّ	26	حٰمٓ	27	قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ
28	قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ	29	تَبٰرَكَ الَّذِي	30	عَمَّ يَتَسَآءَلُونَ

64 سوروں کے نام

1.	Suratul Faatihah	1. سورۃ الفاتحہ
2.	Suratul Baqarah	2. سورۃ البقرۃ
3.	Suratu Aal-e-Imraan	3. سورۃ آل عمران
4.	Suratun Nisaa	4. سورۃ النساء
5.	Suratul Maidah	5. سورۃ المائدۃ
6.	Suratul An'aam	6. سورۃ الأنعام
7.	Suratul A'raaf	7. سورۃ الأعراف
8.	Suratul Anfaal	8. سورۃ الأنفال

9.	Suratut Taubah	9.سورۃالتوبۃ
10.	Suratu Yunus	10.سورۃیونس
11.	Suratu Hood	11.سورۃھود
12.	Suratu Yusuf	12.سورۃیوسف
13.	Suratur Ra'd	13.سورۃالرعد
14.	Suratu Ibraheem	14.سورۃابراہیم
15.	Suratul Hijr	15.سورۃالحجر
16.	Suratun Nahl	16.سورۃالنحل
17.	Suratul Israa	17.سورۃالإسراء
18.	Suratul Kahf	18.سورۃالکھف
19.	Suratu Maryam	19.سورۃمریم
20.	Suratu Taha	20.سورۃطٰہٰ
21.	Suratul Ambiyaa	21.سورۃالأنبیاء
22.	Suratul Hajj	22.سورۃالحج
23.	Suratul Mu'minoon	23.سورۃالمؤمنون
24.	Suratun Noor	24.سورۃالنور
25.	Suratul Furqaan	25.سورۃالفرقان
26.	Suratush Shu'araa	26.سورۃالشعراء
27.	Suratun Naml	27.سورۃالنمل
28.	Suratul Qasas	28.سورۃالقصص
29.	Suratul Ankaboot	29.سورۃالعنکبوت

30.	Suratur Room	30.سورۃالروم
31.	Suratu Luqmaan	31.سورۃلقمان
32.	Suratus Sajdah	32.سورۃالسجدۃ
33.	Suratul Ahzaab	33.سورۃالأحزاب
34.	Suratu Saba	34.سورۃسبأ
35.	Suratul Faatir	35.سورۃفاطر
36.	Suratu Yaseen	36.سورۃیٰسٓ
37.	Suratus Saaffaat	37.سورۃالصافات
38.	Suratu Saad	38.سورۃص
39.	Suratuz Zumar	39.سورۃالزمر
40.	Suratu Ghaafir (Mu'min)	40.سورۃغافر(المؤمن)
41.	Suratu Fussilat (Haa Meem Sajdah)	41.سورۃفصلت(حم سجدۃ)
42.	Suratush Shura	42.سورۃالشوریٰ
43.	Suratuz Zukhruf	43.سورۃالزخرف
44.	Suratud Dukhaan	44.سورۃالدخان
45.	Suratul Jaasiyah	45.سورۃالجاثیۃ
46.	Suratul Ahqaaf	46.سورۃالأحقاف
47.	Suratu Muhammad	47.سورۃمحمد
48.	Suratul Fath	48.سورۃالفتح
49.	Suratul Hujuraat	49.سورۃالحجرات
50.	Suratu Qaaf	50.سورۃق

51.	Suratu Zaariyaat	51.سورۃ الذاریات
52.	Suratut Toor	52.سورۃ الطور
53.	Suratun Najm	53.سورۃ النجم
54.	Suratul Qamar	54.سورۃ القمر
55.	Suratur Rahmaan	55.سورۃ الرحمن
56.	Suratul Waqi'ah	56.سورۃ الواقعۃ
57.	Suratul Hadeed	57.سورۃ الحدید
58.	Suratul Mujadalah	58.سورۃ المجادلۃ
59.	Suratul Hashr	59.سورۃ الحشر
60.	Suratul Mumtahinah	60.سورۃ الممتحنۃ
61.	Suratus Saff	61.سورۃ الصف
62.	Suratul Jumu'ah	62.سورۃ الجمعۃ
63.	Suratul Munafiqoon	63.سورۃ المنافقون
64.	Suratut Taghabun	64.سورۃ التغابن
65.	Suratut Talaaq	65.سورۃ الطلاق
66.	Suratut Tahreem	66.سورۃ التحریم
67.	Suratul Mulk	67.سورۃ الملک
68.	Suratul Qalam	68.سورۃ القلم
69.	Suratul Haaqqah	69.سورۃ الحاقۃ
70.	Suratul Ma'arij	70.سورۃ المعارج
71.	Suratu Nuh	71.سورۃ نوح

72.	Suratul Jinn	72.سورۃالجن
73.	Suratul Muzzammil	73.سورۃالمزمل
74.	Suratul Muddassir	74.سورۃالمدثر
75.	Suratul Qiyaamah	75.سورۃالقیامۃ
76.	Suratul Insaan (Dahr)	76.سورۃالإنسان(الدھر)
77.	Suratul Mursalaat	77.سورۃالمرسلات
78.	Suratun Naba	78.سورۃالنبأ
79.	Suratun Nazi'aat	79.سورۃالنازعات
80.	Suratu Abasa	80.سورۃعبس
81.	Suratut Takweer	81.سورۃالتکویر
82.	Suratul Infitaar	82.سورۃالإنفطار
83.	Suratul Mutaffifeen	83.سورۃالمطففین
84.	Suratul Inshiqaaq	84.سورۃالإنشقاق
85.	Suratul Burooj	85.سورۃالبروج
86.	Suratut Taariq	86.سورۃالطارق
87.	Suratul A'la	87.سورۃالأعلی
88.	Suratul Gaashyah	88.سورۃالغاشیۃ
89.	Suratul Fajr	89.سورۃالفجر
90.	Suratul Balad	90.سورۃالبلد
91.	Suratush Shams	91.سورۃالشمس
92.	Suratul Layl	92.سورۃاللیل

93.	Suratuz Zuha	93.سورۃالضحیٰ
94.	Suratul Inshiraah	94.سورۃالشرح
95.	Suratut Teen	95.سورۃالتین
96.	Suratul Alaq	96.سورۃالعلق
97.	Suratul Qadr	97.سورۃالقدر
98.	Suratul Bayyinah	98.سورۃالبینۃ
99.	Suratuz Zalzalah(Zilzaal)	99.سورۃالزلزلۃ(الزلزال)
100.	Suratul Aadiyaat	100.سورۃالعادیات
101.	Suratul Qaari'ah	101.سورۃالقارعۃ
102.	Suratut Takasur	102.سورۃالتکاثر
103.	Suratul Asr	103.سورۃالعصر
104.	Suratul Humazah	104.سورۃالھمزۃ
105.	Suratul Feel	105.سورۃالفیل
106.	Suratu Quraish	106.سورۃقریش
107.	Suratul Maa'oon	107.سورۃالماعون
108.	Suratul Kausar	108.سورۃالکوثر
109.	Suratul Kaafiroon	109.سورۃالکافرون
110.	Suratun Nasr	110.سورۃالنصر
111.	Suratul Masad (Lahb)	111.سورۃالمسد(اللھب)
112.	Suratul Ikhlaas	112.سورۃالإخلاص
113.	Suratul Falaq	113.سورۃالفلق

65 قرآن کے مضامین (علوم پنجگانہ) کیا ہیں؟

قرآن مجید میں انسان کی ہدایت کے لیے بہت سے مضامین بیان کیے گئے ہیں جن کو قرآنی علوم بھی کہا جاتا ہے۔ ان علوم کی کل تعداد کا کسی کو صحیح علم نہیں۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الفوز الکبیر میں لکھا ہے (یہ کتاب فارسی زبان میں ہے اور اس کا اردو ترجمہ ہو چکا ہے) کہ قرآن مجید کے تمام مضامین کی کل پانچ 5 قسمیں ہیں۔ شاہ صاحب نے ان مضامین کو علوم پنجگانہ کا نام دیا ہے۔ ان کے یہاں یہ کل پانچ علوم ہیں اور ان کی تفصیل یہ ہے:

(1) علم احکام:

علم احکام سے مراد قرآن مجید کے اوامر اور نواہی کا علم ہے۔ اوامر سے مراد وہ کام ہیں جن کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے، جیسے: نماز، روزہ وغیرہ۔ اور نواہی وہ کام ہیں جن سے منع کیا گیا ہے، جیسے: شرک کرنا، چوری کرنا، اور جھوٹ بولنا وغیرہ۔

نوٹ: اس میں عبادات، معاملات، اخلاقیات سب شامل ہیں، اسی طرح نجی، قومی اور بین الاقوامی سارے مسائل)

(2) علم مخاصمت (debate)

اس علم کے مطابق قرآن مجید میں وقت کے چار گمراہ مذہبی فرقوں مشرکین، منافقین، یہود اور نصاری کے عقائد پر تنقید کی گئی ہے۔ اور ان کے غلط نظریات اور اعمال کی اصلاح کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں توریت اور انجیل وغیرہ زیر بحث آئی ہیں۔

وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ (سورۃ النحل:125)

نوٹ: اصل دعوت ہے، بوقت ضرورت جدل ہے، اس میں بھی حسن اخلاق کو ترجیح حاصل ہے۔

(3) علم تذکیر بآلاء اللہ:

اس علم سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالی نے قرآن میں اپنی بے شمار نعمتوں کا ذکر کیا اور انسان کو بندگی اور شکر

گزاری کی تلقین کی ہے۔ نعمت سے اس کی عبادت اور اس کا شکر ادا کرنے کی تاکید کی ہے۔

(4)علم تذکیر بایام اللہ:

اس علم کے مطابق قرآن مجید میں گزشتہ قوموں اور ان کے پیغمبروں کا ذکر کیا گیا ہے، ان تاریخی واقعات وحالات کے بیان کرنے کا مقصد عبرت دلانا اور ان سے سبق حاصل کرانا ہے۔

(5)علم تذکیر بالموت ومابعد الموت:

اس علم کے لحاظ سے قرآن مجید میں مرنے کے بعد کی زندگی، آخرت کے احوال اور جنت ودوزخ کی کیفیات بیان کی گئی ہیں۔

نوٹ: الغرض قرآن حکیم میں انسانی ہدایت کے لیے ایمانیات، عبادات، معاملات اور اخلاقیات سے متعلق تمام امور بیان کر دیئے گئے ہیں۔ آخری کے تین مضامین کا تعلق توحید، رسالت اور آخرت سے ہے۔

66 قرآن کریم سیکھنے والے لوگ بہترین ہیں

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا(خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ)"تم میں بہترین شخص وہ ہے جو قرآن سیکھے اور دوسروں کو اس کی تعلیم دے" (صحیح بخاری:5027)

67 رمضان میں روزہ دار کے لیے سارا قرآن ختم کرنے کا حکم

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے یہ فتوی دیا ہے کہ رمضان میں روزے دار کے لیے سارا قرآن ختم کرنا واجب نہیں، البتہ رمضان میں انسان کے لیے بہتر ہے کہ وہ کثرت سے قرآن کی تلاوت کرے جیسا کہ یہی سنت رسول ﷺ ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ ہر رمضان میں جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ قرآن کا دور کیا کرتے تھے۔

68 قرآن پڑھنے کے لیے قبلہ رخ ہونا اور اسے پشت نہ کرنا

کچھ لوگ ان اعمال کو قرآن کے آداب میں شمار کرتے ہیں اور ضروری طور پر ان کا لحاظ رکھنے کی تلقین کرتے ہیں حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ نہ تو تلاوت قرآن کے لیے قبلہ رخ ہونا کسی حدیث میں موجود ہے اور نا ہی کسی حدیث میں

قرآن کو پشت کرنے کی ممانعت مذکور ہے۔اور اگر یہ اعمال آداب قرآن میں شامل ہوتے تو سب سے پہلے انہیں نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام اختیار کرتے جو اس دنیا میں سب سے زیادہ قرآن کا اداب کرنے والے تھے اور جب نبی ﷺ اور صحابہ نے جب ان اعمال کو انجام نہیں دیا تو پھر ان کی پابندی کی کوئی معقول وجہ نہیں۔

69 کتاب اللہ سے خیر خواہی کا مفہوم

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا"دین خیر خواہی ہے" صحابہ کرام نے دریافت کیا کہ دین کس سے خیر خواہی ہے؟آپ ﷺ نے فرمایا(لِلهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُوْلِهِ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ)" اللہ سے اس کی کتاب سے اس کے رسول سے مسلمانوں کے حکمرانوں سے اور عام مسلمانوں سے"(صحیح مسلم:55)

کتاب اللہ (قرآن کریم) سے خیر خواہی کا مفہوم یہ ہے کہ اس پر ایمان لانا، اس کی تصدیق کرنا، اسے اللہ کا کلام سمجھنا، اس سے محبت کرنا، اس کی تلاوت کرنا، اس کے اوامر پر عمل اور نواہی سے اجتناب کرنا، اسے ذریعۂ علم سمجھنا اور اسے عام کرنے کی کوشش کرتے رہنا وغیرہ۔

70 قرآن کریم کا احترام

سعودی عرب کی علمی تحقیقات اور فتاوی جات کی دائمی کمیٹی نے یہ فتوی دیا ہے کہ قرآن کریم کا احترام واجب ہے اور ہر ایسا کام حرام ہے جس میں قرآن کریم کی بے حرمتی کا پہلو ہو جیسے قرآن کو بیت الخلا میں لے جانا، اسے کسی ناپاک جگہ پر رکھنا، اس کا تکیہ بنانا، اس کی طرف پاؤں پھیلانا، کسی گندی ناپاک جگہ پر کوئی آیت لکھنا یا لٹکانا، ایسے اوراق میں آیات لکھنا جن کی توہین کی جائے، اسے لے کر دشمن کے علاقے میں جانا اور اسے کفار کے ہاتھوں تک پہنچا دینا جہاں فساد کا ڈر ہو وغیرہ۔

71 قرآن کتنے دن میں ختم کرنا چاہیے؟

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ تین دن میں قرآن مجید ختم کرنا چاہیے۔

﴿وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا﴾ ”قرآن آہستہ آہستہ یعنی واضح پڑھو“۔(سورۃ المزمل:4)

ایک قول کے مطابق صرف رمضان کی حد تک صحابہ سے ایک دن اور رات (چوبیس گھنٹے) میں قرآن ختم کرنا ثابت

ہے۔[15]

72 بے وضو قرآن کی تلاوت

بے وضو قرآنِ مجید کی تلاوت کر سکتا ہے۔(شیخ البانی رحمہ اللہ)

کیوں کہ کوئی ایسی صریح اور ثابت حدیث موجود نہیں جس میں بے وضو آدمی کو قرآن مجید کی تلاوت سے روکا گیا ہو اور قرآن مجید کی تلاوت کا حکم خود قرآن مجید میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”جو قرآن آسانی سے پڑھ سکتے ہو پڑھو“۔(سورۃ المزمل:20)

اور ایک قول کے مطابق وضو ضروری ہے۔

73 بے وضو کا قرآن کو چھونا

1) بے وضو قرآن کا چھونا جائز ہے، البتہ مستحب یہ ہے کہ باوضو چھوئے۔(شیخ البانی رحمہ اللہ)

2) ناجائز ہے۔(ائمہ اربعہ)

3) احتیاطاً اختلاف سے بچنے کے لیے وضو کر لے۔

74 حالت حیض میں قرآن کا چھونا

1) اس بابت احادیث غیر صریح اور غیر صحیح ہونے کی وجہ سے حائضہ یا بے وضو پر لازماً پابندی لگانا بلا دلیل ہے۔(شیخ البانی رحمہ اللہ)

2) جسے حدث اصغر یا حدث اکبر لاحق ہو اس کے لیے جائز نہیں کہ قرآن کو کسی حائل کے بغیر پکڑے اور اس عورت کو چونکہ حدث اکبر لاحق ہوا یعنی حیض لاحق ہے اسے چاہیے کہ کسی حائل (یعنی کپڑے وغیرہ) کے ساتھ قرآن کو پکڑ لے۔(شیخ بن باز رحمہ اللہ)

3) ناجائز ہے۔

---

[15] (الاذکار للنووی:102، لطائف المعارف لابن رجب:171)

75 قرآن کی آیتوں اور سورتوں کو لکھ کر گھر کی دیواروں، دکانوں، گاڑیوں اور چوراہوں پر تبرکا لٹکانا کیسا ہے؟

سعودی عرب کی علمی تحقیقات اور فتاوی جات کی دائمی کمیٹی کا فتوی ہے کہ قرآنی آیتوں اور سورتوں کو لکھ کر گھر کی دیواروں، دکانوں، گاڑیوں اور چوراہوں پر لٹکانا درج ذیل اسباب کی بنا پر منع ہے:

1) قرآنی آیات اور سورتوں کے لٹکانے میں نزول قرآن کے مقاصد سے انحراف ہے۔

2) یہ نبی کریم ﷺ اور خلفائے راشدین کے عمل کے سراسر خلاف ہے۔

3) اللہ نے قرآن پڑھنے کے لیے نازل کیا ہے نہ کہ تجارت کو فروغ دینے کے لیے۔

4) اس میں آیات قرآنی کی بے حرمتی اور توہین ہے۔

5) ایسا کرنے سے شرک کا دروازہ کھلنے کے ساتھ ساتھ آیات قرآنی پر مشتمل تعویذ و گنڈے کے جواز کی راہ ہموار ہو سکتی ہے۔

76 قرآن کے اختتام پر صدق اللہ العظیم کہنا؟

قرآن کی تلاوت سے فارغ ہو کر صدق اللہ العظیم کہنے کی کوئی دلیل نہیں ہے گرچہ یہ اکثر قاریوں کا عمل ہے لیکن اکثریت کا عمل اس کے حق اور سچ ہونے کی دلیل نہیں ہے، فرمان الہی ہے: وَمَا أَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِينَ ﴿سورۃ یوسف: 103﴾) البتہ جو لوگ قرآن کی تلاوت سے فارغ ہو کر صدق اللہ العظیم کہنے کے قائل نہیں ہے ان کے ساتھ دلیل ہے جیسا کہ امام بخاری وامام مسلم رحمہم اللہ علیہم اجمعین نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کی ہے، عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ، میں نے کہا آپ کو پڑھ کر سناؤں حالانکہ قرآن آپ ہی پر نازل ہوا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ اس کو دوسرے سے سنوں، پھر عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورۃ النساء پڑھنی شروع کی، یہاں تک کہ اس آیت پر پہنچے: فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا ﴿سورۃ النساء: 41﴾) کیا حال ہو گا جس وقت ہم لائیں گے ہر امت میں سے ایک گواہی دینے والا اور لائیں گے ہم تجھ کو ان سب پر گواہ بنا کر۔۔۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا رک جاؤ (یہی اتنا کافی ہے)۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے

ہیں میں نے دیکھا آپ ﷺ کی آنکھیں اشک بار ہیں، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ ﷺ نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ نہیں فرمایا کہ صدق اللہ العظیم کہو اور نہ ہی آپ ﷺ سے ایسا ثابت ہے اور نہ ہی صدر اول میں اس کا رواج تھا کہ وہ تلاوت قرآن سے فارغ ہوتے وقت صدق اللہ العظیم کہتے تھے اور نہ ہی صحابہ کے بعد سلف صالحین سے ایسا جانا گیا، اب سوائے اس کے کوئی چارا نہیں رہ گیا کہ یہ کہا جائے کہ یہ بدعت ہے۔

سعودی عرب کی علمی تحقیقات اور فتاوی جات کی دائمی کمیٹی کا فتوی ہے کہ صدق اللہ العظیم کہنا بذات خود اچھا ہے لیکن قرات سے فارغ ہوتے وقت ہمیشہ "صدق اللہ العظیم" کہنا بدعت ہے اس لیے کی نبی ﷺ اور خلفائے راشدین سے ایسا کرنا ثابت نہیں ہے جب کہ وہ لوگ کثرت سے قرآن کی تلاوت کرنے والے تھے، تو معلوم ہوا کہ صدق اللہ العظیم کہنے پر کتاب وسنت اور صحابہ کے عمل سے کوئی دلیل نہیں ملتی بلکہ یہ متاخرین کی بدعت ہے، فرمان نبوی ﷺ ہے (من عمل عملا ليس عليه أمرنا فهو رد) جس نے کوئی ایسا کام کیا جس پر ہمارا معاملہ (دین) نہیں ہے تو وہ مردود ہے، (من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد)" جس نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی بات ایجاد کی جو اس میں نہیں تو وہ مردود ہے" (دیکھئے شیخ فواد بن عبد العزیز الشلہوب کی کتاب، کتاب الادب–باب آداب تلاوۃ القرآن وما یتعلق بہ)

77 سجدہ تلاوت کرنے کا حکم؟

سجدہ تلاوت واجب نہیں بلکہ سنت ہے اور اس کے سنت ہونے اور عدم وجوب کی دلیل یہ ہے کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے سامنے سورہ نجم پڑھی اور آپ نے سجدہ نہیں کیا۔[16]

اسی طرح عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن منبر پر خطبہ کے دوران سورۂ نحل کی تلاوت کی اور پھر سجدہ کے مقام پر سجدہ کیا، پھر اس کے بعد والے جمعہ کو سورۂ نحل کی تلاوت کی اور جب سجدہ کے مقام پر پہنچے تو فرمایا: اے لوگو! ہم سجدہ سے گزر رہے ہیں تو جس نے سجدہ کیا درست کیا اور جس نے سجدہ نہیں کیا اس پر کوئی گناہ نہیں اور آپ نے سجدہ نہیں کیا اور نافع نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہوئے یہ اضافہ کیا ہے،

---

16 (صحیح بخاری: حدیث 1037 صحیح مسلم: 577)

"اللہ تعالی نے سجدۂ تلاوت فرض نہیں قرار دیا ہے بلکہ ہماری چاہت پر چھوڑ دیا ہے"۔[17]

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ سجدۂ تلاوت گرچہ واجب نہیں تاہم تلاوت قرآن کرنے والے کو چاہیے کہ جب سجدہ کی آیت سے گزرے تو سجدہ کرے اور نبی ﷺ سے ثابت شدہ یہ دعا پڑھے: سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَه و شق سمعه و بصره بحوله و قوته فتبارك الله أحسن الخالقين۔[18]

78 قرآن کریم کے پھٹے پرانے اوراق کا حکم

قرآن کریم کے بوسیدہ اور پھٹے پرانے اوراق کوڑے یا گلی کوچوں میں پھینکنے کی بجائے انہیں کسی پاک جگہ پر دفن کر دینا چاہیے یا انہیں پانی میں بہا دینا چاہیے یا پھر انہیں جلا دینا چاہیے، جیسا کی عثمان رضی اللہ عنہ نے جب ایک مصحف تیار کر لیا اور پھر اس کی نقول تیار کرا کے مختلف علاقوں کی طرف روانہ کر دیا تو (أمر بما سواه من القرآن في كل صحيفة أو مصحف أن يحرق)"حکم دے دیا کہ اس کے سوا کوئی چیز اگر قرآن کی طرف منسوب کی جاتی ہے خواہ وہ کسی صحیفہ یا مصحف میں ہو تو اسے جلا دیا جائے۔"۔[19] یہاں یہ بھی واضح رہے کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ کا یہ عمل سامنے آیا اس وقت کثیر تعداد میں صحابہ موجود تھے لیکن کسی نے بھی اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ عمل صحابہ کے اجماع کی مانند ہے کہ بوقت ضرورت قرآنی اوراق جلائے جا سکتے ہیں، جس عمل پر صحابہ کا اجماع ہو اس کے برحق ہونے میں یقینا کوئی شبہ نہیں ہو سکتا۔

(سعودی عرب کی علمی تحقیقات اور فتاوی جات کی دائمی کمیٹی) جب قرآن پھٹ جائے تو اسے کوڑے کے مقامات یا راستوں میں پھینکنا جائز نہیں بلکہ اسے توہین و تحقیر سے بچانے کے لیے کسی پاک جگہ دفن کر دینا چاہیے یا پھر اسے جلا دینا چاہیے جیسا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں صحابہ کرام نے کیا تھا۔[20]

---

17 (صحیح بخاری:1077)

18 (سنن الترمذی:3425، المستدرک للحاکم:802)

19 (صحیح بخاری:4987، کتاب فضائل قرآن: باب جمع القرآن)

20 (فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء:3/48)

79 قرآن کو زمین پر رکھنا

شیخ ابن باز رحمہ اللہ علیہ نے یہ فتوی دیا ہے کہ افضل یہ ہے کہ قرآن کو کسی بلند جگہ پر رکھا جائے مثلا کرسی یا دیوار میں کسی دراز وغیرہ پر یا کسی اور اونچی جگہ پر۔ البتہ اگر توہین کی غرض سے نہیں بلکہ محض کسی ضرورت کے پیش نظر جیسے نماز پڑھ رہا ہو اور قریب کوئی اونچی جگہ نہ ہو یا سجدۂ تلاوت کرنا چاہے وغیرہ، تو اسے پاک زمین پر رکھنے میں کوئی حرج نہیں ان شاء اللہ۔ لیکن اگر اسے کسی کرسی، تکیہ، یا دراز وغیرہ میں رکھے تو زیادہ باعث احتیاط ہے۔ یقینا نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ جب ایک یہودی کے حد رجم کے انکار پر آپ نے تورات کا نسخہ طلب فرمایا تو ایک کرسی منگوائی اور پھر تورات کو اس کے اوپر رکھا، پھر وہ آیت تلاش کرنے کا حکم دیا جو حد رجم اور یہودی کے جھوٹ پر دلالت کرنے والی تھی۔ تو جب آپ نے تورات کو کرسی پر رکھا اس لیے کہ اس میں اللہ کا کلام ہے تو قرآن زیادہ حق رکھتا ہے کہ اسے کرسی (وغیرہ جیسی بلند جگہ) پر رکھا جائے کیوں کہ قرآن تورات سے افضل ہے۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ قرآن کریم کو کسی بلند جگہ پر ہی رکھنا چاہیے، اسی میں اس کی تعظیم ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی یاد رہے کہ ہمارے علم کے مطابق ایسی کوئی دلیل موجود نہیں جو بوقت ضرورت پاک زمین پر قرآن رکھنے سے روکتی ہو۔

80 قرآن اگر زمین پر گر جائے تو صدقہ دینا

اہل علم کا کہنا ہے کہ قرآن زمین پر گر جائے تو صدقہ دینے کا کتاب و سنت میں کوئی ثبوت نہیں، البتہ اللہ تعالی سے توبہ واستغفار کرنا چاہیے جیسا کہ قرآن کریم میں اہل ایمان کی ایک صفت یہ بھی بیان ہوئی ہے کہ جب وہ کسی برائی کا ارتکاب یا اپنے نفسوں پر ظلم کر بیٹھتے ہیں تو فوراً گناہوں کی معافی مانگنے لگتے ہیں۔[21]

81 قرآن کی قسم اٹھانا

در اصل اللہ تعالی اور اس کی صفات کے علاوہ کسی بھی چیز کی قسم کھانا ناجائز ہے۔ چنانچہ فرمان نبوی ﷺ ہے کہ (مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللهِ فَقَدْ اَشْرَكَ) "جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے شرک کیا" البتہ قرآن کی قسم کھائی جاسکتی ہے کیوں کہ قرآن اللہ کی صفت ہے یعنی اللہ کا علم اور اس کا کلام ہے۔

---

[21] (سورۃ آل عمران:135)

اور کلام اللہ کی صفت ہے لہذا اس اعتبار سے قرآن کی قسم اٹھانا درست ہے۔ شیخ ابن عثیمین نے بھی یہی فتوی دیا ہے۔[22]

82 قرآنی تعویذ لٹکانا

قرآنی تعویذ لٹکانے سے پرہیز ہی بہتر ہے۔ فرمان نبوی ﷺ کہ (مَنْ عَلَّقَ تَمِيْمَةً فَقَدْ اَشْرَكَ) "جس نے تعویذ لٹکائی یقینا اس نے شرک کیا"۔[23] اس حدیث کے عموم میں قرآنی تعویذ بھی شامل ہے، دوسرے یہ کہ قرآنی تعویذ کل کو غیر قرآنی تعویذ پہننے کا بھی ذریعے بن سکتی ہے۔ پھر بیت الخلاء وغیرہ میں قرآنی آیات کے تعویذ ساتھ ہی جائیں گے جو یقینا قرآن کی بے ادبی ہے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے قرآن سے کسی بھی شئے کے لٹکانے کو ناپسند کیا اور سلف صالحین ہر طرح کی تعویذوں کو ناپسند کیا کرتے تھے۔[24]

83 ذکر افضل ہے یا تلاوت قرآن؟

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے فتوی دیا ہے کہ علی الاطلاق قرآن کریم کی تلاوت ذکر سے افضل ہے لیکن جب ذکر کے اسباب موجود ہوں تو ذکر افضل ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ فرض نمازوں کے بعد مسنون اذکار پڑھنا (اس وقت) قرآن کی تلاوت کرنے سے افضل ہے۔ اسی طرح (اذان کے دوران) مؤذن کا جواب دینا اس وقت تلاوت قرآن سے افضل ہے اور اسی طرح باقی اذکار کا حکم۔ البتہ جب ذکر کا تقاضا کرنے والا کوئی خاص سبب نہ ہو تو تلاوت قرآن افضل ہے۔

---

22 (سنن ابوداؤد: 3251، سنن ترمذی: 1535، صحیح)

23 (السلسلۃ الصحیحۃ: 492)

24 (مصنف ابن ابی شیبہ: 23939)

84 قرآن پڑھنا افضل ہے یا سننا؟

سعودی مستقل فتوی کمیٹی نے یہ فتوی دیا ہے کہ قرآن پڑھنا اور سننا دونوں باعث اجر اعمال ہیں لیکن پڑھنا سننے سے افضل ہے اور غور وفکر کے ساتھ سمجھ کر پڑھنا بغیر غور فکر اور بغیر سمجھ کے پڑھنے سے افضل ہے۔

85 کیا ریڈیو یا ٹی وی وغیرہ سے قرآن سننے میں اجر ہے؟

سعودی عرب کی علمی تحقیقات اور فتاوی جات کی دائمی کمیٹی کا فتوی یہ ہے کہ قرآن پڑھنا اور سننا اس زندگی میں مومن کی ذمہ داری اور افضل عبادت ہے۔اور ان اعمال کی تاکید وترغیب بہت سی آیات وآحادیث میں مذکور ہے۔ قرآن کریم کا سننا یا تو کسی شخص سے حاصل ہوسکتا ہے یا ریڈیو (ٹی وی وغیرہ) سے یا پھر ٹیپ ریکاڈر سے ۔تو ان تمام میں ہی اجر اور خیر کثیر ہے،ان شاء اللہ۔البتہ سننے والے کو چاہیے کہ وہ قرآن میں غور وفکر کرے ،قرآن سنتے وقت عاجزی اختیار کرے اور جو کچھ اس میں بیان ہوا ہے اس پر عمل کرے کیوں کہ یہی نزول قرآن کا مقصود اعظم ہے، محض سماع نہیں جیسا کہ آج لوگوں کی اکثریت کی حالت ہے۔(واللہ المستعان)

86 گانے کے انداز میں قرآن کی تلاوت کرنا

شیخ ابن باز رحمہ اللہ کا فتوی ہے کہ کسی بھی مومن کے لیے قرآن کو گانے کی آواز میں گانے والوں کے انداز میں پڑھنا جائز نہیں بلکہ اس طرح پڑھنا چاہیے جیسے صحابۂ کرام، تابعین عظام اور سلف صالحین پڑھا کرتے اور وہ قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر غم زدہ ہوکر اور خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھتے تھے حتی کہ پڑھنے والا خود بھی متاثر ہوتا اور اسے سننے والوں کے دلوں میں بھی قرآن گہری تاثیر چھوڑتا تھا۔ لیکن اگر اسے گانے والوں کے انداز میں پڑھا جائے تو قطعا جائز نہیں۔

87 تبرک کے لیے کار یا دکان وغیرہ میں قرآن رکھنا یا آیات لٹکانا

شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے فتوی دیا کہ اگر یہ آیات لوگوں کو نصیحت کے لیے یا ان کی تعلیم کے لیے لٹکائی جائیں تو پھر کوئی حرج نہیں لیکن اگر ان سے مقصود محض جنات وشیاطین کو بھگانا ہو تو اس کی کوئی دلیل میرے علم میں نہیں۔اسی طرح کار میں محض تبرک کی غرض سے قرآن رکھنے کی بھی کوئی دلیل نہیں اور نہ یہ مسنون عمل ہے۔البتہ اگر کوئی

اس غرض سے کار میں قرآن رکھے کی جب اسے وقت ملے گا وہ اسے پڑھے گا تو پھر کوئی حرج نہیں۔

88 قرآن خوانی اور ایصال ثواب

سعودی عرب کی علمی تحقیقات اور فتاوی جات کی دائمی کمیٹی کا یہ فتوی ہے کے ایصال ثواب کے لیے قرآن خوانی کرائی جائے تو علماء کے صحیح قول کے مطابق اس کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا۔ مرنے کے بعد میت کو صرف اسی چیز کا ثواب پہنچتا ہے جس کے متعلق شریعت میں کوئی دلیل موجود ہو جیسے دعاء، استغفار، صدقہ، حج وعمرہ، قرض کی ادائیگی اور اسی طرح روزے رکھنا بشرطیکہ میت کے ذمے روزے ہوں۔

شیخ ابن باز رحمہ اللہ کا فتوی یہ ہے کہ مُردوں پر قرآن پڑھنے کی کوئی دلیل قابل اعتماد موجود نہیں، مشروع یہ ہے کہ زندہ لوگوں کے مابین قرآن پڑھا جائے تاکہ وہ اس سے مستفید ہوں، اس میں غور کریں اور کچھ سمجھ حاصل کریں، تاہم میت پر قرآن پڑھنا خواہ اس کی قبر کے پاس، یا تدفین سے قبل اور وفات کے بعد یا کسی جگہ پر اور پھر وہ پڑھا ہوا قرآن میت کو ہدیہ کرنا، ہمارے علم کے مطابق اس کی کوئی دلیل موجود نہیں۔

89 آیات سکینہ

آیت السکینہ (ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر جب کبھی معاملات سخت ہو جاتے وہ آیات سکینہ پڑھتے تھے۔[25]

1) ﴿وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ﴾البقرة: 248

تَرجَمَة ان کے نبی نے انہیں پھر کہا کہ اس کی بادشاہت کی ظاہری نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس وہ صندوق آجائے گا جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلجمعی ہے اور آل موسیٰ اور آل ہارون کا بقیہ ترکہ

---

25 (مدارج السالکین:2/470)

ASKISLAMPEDIA GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

ہے، فرشتے اسے اٹھا کر لائیں گے۔ یقیناً یہ تو تمہارے لیے کھلی دلیل ہے اگر تم ایمان والے ہو۔

2) (ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ)سورۃ التوبۃ:26

تَرجَمَة : پھر اللہ نے اپنی طرف کی تسکین اپنے نبی پر اور مومنوں پر اتاری اور اپنے وہ لشکر بھیجے جنہیں تم دیکھ نہیں رہے تھے اور کافروں کو پوری سزا دی۔ ان کفار کا یہی بدلہ تھا۔

3) (إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَمْ تَرَوْهَا)التوبۃ:40

تَرجَمَة : اگر تم ان (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کی مدد نہ کرو تو اللہ ہی نے ان کی مدد کی اس وقت جب کہ انہیں کافروں نے (دیس سے) نکال دیا تھا، دو میں سے دوسرا جب کہ وہ دونوں غار میں تھے جب یہ اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے کہ غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے، پس جناب باری نے اپنی طرف سے تسکین اس پر نازل فرما کر ان لشکروں سے اس کی مدد کی جنہیں تم نے دیکھا ہی نہیں، اس نے کافروں کی بات پست کر دی اور بلند و عزیز تو اللہ کا کلمہ ہی ہے، اللہ غالب ہے حکمت والا ہے۔

4) (هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ لِيَزْدَادُوا إِيمَانًا مَعَ إِيمَانِهِمْ)سورۃ الفتح:4.

تَرجَمَة : وہی ہے جس نے مسلمانوں کے دلوں میں سکون (اور اطمئنان) ڈال دیا تاکہ اپنے ایمان کے ساتھ ہی ساتھ اور بھی ایمان میں بڑھ جائیں، اور آسمانوں اور زمین کے ﴿کُل﴾ لشکر اللہ ہی کے ہیں۔ اور اللہ دانا باحکمت ہے۔

5) (لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا)سورۃ الفتح:18.

تَرجَمَة : یقیناً اللہ مومنوں سے خوش ہو گیا جب کہ وہ درخت تلے تجھ سے بیعت کر رہے تھے۔ ان کے دلوں میں جو تھا اسے اس نے معلوم کر لیا اور ان پر اطمینان نازل فرمایا اور انہیں قریب کی فتح عنایت فرمائی۔

6) ﴿إِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ﴾ الفتح:26.

تَرجَمَة: جب کہ ان کافروں نے اپنے دلوں میں حمیت کو جگہ دی اور حمیت بھی جاہلیت کی، سو اللہ نے اپنے رسول پر اور مومنین پر اپنی طرف سے تسکین نازل فرمائی اور اللہ نے مسلمانوں کو تقوے کی بات پر جمائے رکھا اور وہ اس کے اہل اور زیادہ مستحق تھے اور اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔

90 آیات الشفاء

1) ﴿قاتلوهم يعذبهم الله بأيديكم ويخزهم وينصركم عليهم ويشف صدور قوم مؤمنين﴾[التوبۃ:14]

تَرجَمَة: ان سے تم جنگ کرو اللہ انہیں تمہارے ہاتھوں عذاب دے گا، انہیں ذلیل ورسوا کرے گا، تمہیں ان پر مدد دے گا اور مسلمانوں کے کلیجے ٹھنڈے کرے گا۔

2) ﴿يا آيها الناس قد جاءتكم موعظة من ربكم وشفاءٌ لما في الصدور وهدًى ورحمة للمؤمنين ﴾.[یونس:57]

تَرجَمَة: اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو نصیحت ہے اور دلوں میں جو روگ ہیں ان کے لیے شفا ہے اور رہنمائی کرنے والی ہے اور رحمت ہے ایمان والوں کے لیے۔

3) ﴿ثم كلي من كل الثمرات فاسلكي سبل ربك ذُللا يخرج من بطونها شرابٌ مختلفٌ ألوانه فيه شفاءٌ للناس إن في ذلك لآية لقوم يتفكرون ﴾.[النحل:69]

تَرجَمَة: اور ہر طرح کے میوے کھا اور اپنے رب کی آسان راہوں میں چلتی پھرتی رہ، ان کے پیٹ سے رنگ برنگ کا مشروب نکلتا ہے، جس کے رنگ مختلف ہیں اور جس میں لوگوں کے لیے شفا ہے غور وفکر کرنے والوں کے لیے اس میں بھی بہت بڑی نشانی ہے۔

4) ﴿وننزل من القرآن ما هو شفاءٌ ورحمة للمؤمنين ولا يزيد الظالمين إلاّ خساراً﴾.

AskIslamPedia
Gateway for Islamic Information
Free Online Islamic Encyclopedia

[الإسراء:82]

ترجمة : یہ قرآن جو ہم نازل کر رہے ہیں مومنوں کے لیے تو سراسر شفا اور رحمت ہے۔ ہاں ظالموں کو بجز نقصان کے اور کوئی زیادتی نہیں ہوتی۔

5) (والذي هو يطعمني ويسقين ، وإذا مرضت فهو يشفين).[الشعراء:80]

ترجمة : وہی ہے جو مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔ اور جب میں بیمار پڑ جاؤں تو مجھے شفا عطا فرماتا ہے۔

6) (ولو جعلناه قرآناً أعجمياً لقالوا لولا فصلت آياته أأعجميٌ وعربي ، قل هو للذين آمنوا هُدى وشفاء ، والذين لا يؤمنون في آذانهم وقرٌ وهو عليهم عمىً ، أولئك ينادون من مكان بعيد).[فصلت:44]

ترجمة : اور اگر ہم اسے عجمی زبان کا قرآن بناتے تو کہتے کہ اس کی آیتیں صاف صاف بیان کیوں نہیں کی گئیں؟ یہ کیا کہ عجمی کتاب اور آپ عربی رسول؟ آپ کہہ دیجیے! کہ یہ تو ایمان والوں کے لیے ہدایت و شفا ہے اور جو ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں تو (بہرا پن اور) بوجھ ہے اور یہ ان پر اندھا پن ہے، یہ وہ لوگ ہیں جو کسی بہت دور دراز جگہ سے پکارے جا رہے ہیں۔

91 رقیہ شرعیہ

الآيات الواردة في القرآن الكريم

← بسم الله الرحمن الرحيم ﴿ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝ مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ ۝ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۝ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلا الضَّالِّينَ ﴾

← بسم الله الرحمن الرحيم ﴿ الم ۝ ذَلِكَ الْكِتَابُ لا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِلْمُتَّقِينَ ۝ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلاة وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ۝ وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالآخرةِ هُمْ يُوقِنُونَ ۝ أُوْلَئِكَ عَلَى هُدًى مِنْ رَبِّهِمْ وَأُوْلَئِكَ هُمْ الْمُفْلِحُونَ ﴾

← ﴿ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ وَاخْتِلافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنفَعُ النَّاسَ وَمَا أَنزَلَ اللَّهُ مِنْ السَّمَاءِ مِنْ مَاءٍ فَأَحْيَا بِهِ الأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ وَتَصْرِيفِ الرِّيَاحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ لآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴾

← ﴿ اللَّهُ لا إِلَهَ إِلاَّ هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلا نَوْمٌ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلاَّ بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلاَّ بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضَ وَلا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ﴾

← ﴿ آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ۞ لا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْساً إِلاَّ وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْراً كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلا تُحَمِّلْنَا مَا لا طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلانَا فَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ﴾

← ﴿ إِنَّ رَبَّكُمْ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثاً وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ أَلا لَهُ الْخَلْقُ وَالأَمْرُ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴾

← ﴿ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ وَاخْتِلافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لآيَاتٍ لأُولِي الأَلْبَابِ ۞ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَاماً وَقُعُوداً وَعَلَى جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلاً سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴾

← ﴿ أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثاً وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لا تُرْجَعُونَ ۞ فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لا إِلَهَ إِلاَّ هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ ۞ وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهاً آخَرَ لا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ فَإِنَّمَا حِسَابُهُ عِنْدَ رَبِّهِ إِنَّهُ لا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ ۞ وَقُلْ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ﴾

← ﴿ وَأَوْحَيْنَا إِلَى مُوسَى أَنْ أَلْقِ عَصَاكَ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ ۞ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۞ فَغُلِبُوا هُنَالِكَ وَانقَلَبُوا صَاغِرِينَ ﴾

← ﴿ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُونِي بِكُلِّ سَاحِرٍ عَلِيمٍ ۞ فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُوسَى أَلْقُوا مَا أَنْتُمْ مُلْقُونَ ۞ فَلَمَّا أَلْقَوْا قَالَ مُوسَى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ إِنَّ اللَّهَ سَيُبْطِلُهُ إِنَّ اللَّهَ لا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِينَ ۞ وَيُحِقُّ اللَّهُ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ﴾

← ﴿ قَالُوا يَا مُوسَى إِمَّا أَنْ تُلْقِيَ وَإِمَّا أَنْ نَكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَلْقَى ۞ قَالَ بَلْ أَلْقُوا فَإِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَى ۞ فَأَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً مُوسَى ۞ قُلْنَا لا تَخَفْ إِنَّكَ أَنْتَ الأَعْلَى ۞ وَأَلْقِ مَا فِي يَمِينِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوا إِنَّمَا صَنَعُوا كَيْدُ سَاحِرٍ وَلا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَى ﴾

← ﴿ وَالصَّافَّاتِ صَفّاً ۞ فَالزَّاجِرَاتِ زَجْراً ۞ فَالتَّالِيَاتِ ذِكْراً ۞ إِنَّ إِلَهَكُمْ لَوَاحِدٌ ۞ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ۞ إِنَّا زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِزِينَةٍ الْكَوَاكِبِ ۞ وَحِفْظاً مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ مَارِدٍ ۞ لا يَسَّمَّعُونَ إِلَى الْمَلإِ الأَعْلَى وَيُقْذَفُونَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۞ دُحُوراً وَلَهُمْ عَذَابٌ وَاصِبٌ ۞ إِلاَّ مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ﴾

← ﴿ هُوَ اللَّهُ الَّذِي لا إِلَهَ إِلاَّ هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ۞ هُوَ اللَّهُ الَّذِي لا إِلَهَ إِلاَّ هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۞ هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الأَسْمَاءُ الْحُسْنَى يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴾

← ﴿ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ وَلا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلاَّ خَسَاراً ﴾

← ﴿ وَإِنْ يَكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَيُزْلِقُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُولُونَ إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ ﴾

← ﴿ وَأَنَّهُ تَعَالَى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَلا وَلَداً ﴾

← ﴿ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ۞ لا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ ۞ وَلا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ ۞ وَلا أَنَا عَابِدٌ مَا عَبَدتُّمْ ۞ وَلا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ ۞ لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ ﴾

← ﴿ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۞ اللَّهُ الصَّمَدُ ۞ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۞ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُواً أَحَدٌ ﴾

← ﴿ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۞ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۞ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ ۞ وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ ۞ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ﴾

← ﴿ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۞ مَلِكِ النَّاسِ ۞ إِلَهِ النَّاسِ ۞ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۞ الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ ۞ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ﴾

الأدعية الواردة في السنة

❖ ((أعوذ بكلمات الله التامات من شر ما خلق)).

❖ ((أعوذ بكلمات الله التامة، من كل شيطان وهامة ، ومن كل عين لامة)).

❖ ((حسبي الله لا إله إلا هو عليه توكلت وهو رب العرش العظيم))

❖ ((أسال الله العظيم رب العرش العظيم أن يشفيك))

92 علوم القرآن صدی بصدی

علوم القرآن کی بنیاد رکھنے والے صحابہ میں سے مندرجہ ذیل تھے:

خلفائے اربعہ، ابن عباس، ابن مسعود، زید بن ثابت، ابی بن کعب، ابو موسی اشعری اور عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم۔

تابعین میں سے مندرجہ ذیل حضرات:

مجاہد، عطاء بن یسار، عکرمہ، قتادہ، حسن بصری، سعید بن جبیر اور زید بن اسلم رحمہم اللہ۔

اتباع تابعین میں سے امام مالک رحمہ اللہ

عصر تدوین میں علم تفسیر میں مندرجہ ذیل حضرات نے تصنیف و تالیف کی خدمت انجام دی:

شعبہ بن حجاج، سفیان بن عیینہ اور وکیع بن جراح

تیسری صدی ہجری

- ابن جریر الطبری
- علی بن مدینی–اسباب النزول کے فن پر ایک کتاب لکھی
- ابو عبید قاسم بن سلام نے ناسخ و منسوخ القرآت اور فضائل قرآن پر ایک کتاب تحریر کی۔
- محمد بن ایوب الضریس متوفی 294ھ نے مکی و مدنی سورتوں کے بارے میں کتاب لکھی۔
- محمد بن خلف مرزبان متوفی 309ھ نے "الحاوی فی علوم القرآن" کے نام سے ایک کتاب لکھی۔

چوتھی صدی:

- ابو بکر محمد بن قاسم الانباری متوفی 328ھ– عجائب علوم القرآن
- ابو الحسن الاشعری–المخزن فی علوم القرآن
- ابو بکر سجستانی–غریب القرآن
- ابو محمد القصاب محمد بن علی کرخی–نکت القرآن
- محمد بن علی ادفوی–الاستغناء فی علوم القرآن

پانچویں صدی

- علی بن ابراہیم بن سعید الحوفی–البرہان فی علوم القرآن اور اعراب القرآن
- ابو عمرو الدانی–التیسیر فی القرآت السبع اور المحکم فی النقط

چھٹی صدی

- ابو القاسم عبد الرحمن (سہیلی)–مبہمات القرآن

ساتویں صدی

- ابن عبد السلام–مجاز القرآن
- علم الدین السخاوی–القرآت

- علم الدین سخاوی–جمال القراء کمال الاقراء
- ابو شامہ–المرشد الوجیز فی ما یتعلق بالقرآن العزیز

آٹھویں صدی

- بدر الدین زرکشی–البرہان فی علوم القرآن

نویں صدی

- جلال الدین بلقینی–مواقع العلوم من مواقع النجوم
- امام سیوطی-التحبیر فی علوم القرآن اور الاتقان فی علوم القرآن

آخری دور

- شیخ طاہر الجزائری–التبیان لبعض المباحث المتعلقۃ بالقرآن
- شیخ محمد جمال الدین القاسمی–محاسن التاویل
- شیخ محمد عبد العظیم زرقانی–مناہل العرفان فی علوم القرآن
- شیخ محمد علی سلامہ– منہج الفرقان فی علوم القرآن
- شیخ طنطاوی جوہری–الجواہر فی تفسیر القرآن الکریم
- مصطفی صادق رافعی–اعجاز القرآن
- علوم القرآن–ڈاکٹر صبحی صالح

عصر حاضر کی فہمِ قرآن اور تفسیر سے متعلق مفید کتابیں فائدہ کی غرض سے پیش خدمت ہیں		
1	وقوف القرآن وأثرها في التفسير	د. مساعد بن سليمان الطيار
2	شرح مقدمة التسهيل لعلوم التنزيل لابن جزي	د. مساعد بن سليمان الطيار
3	تفسير جزء عم	د. مساعد بن سليمان الطيار
4	مقالات في علوم القرآن وأصول التفسير	د. مساعد بن سليمان الطيار
5	مفهوم التفسير والتأويل والاستنباط والتدبر والمفسر	د. مساعد بن سليمان الطيار

6	فصول في أصول التفسير	د. مساعد بن سليمان الطيار
7	شرح مقدمة في أصول التفسير لابن تيمية	د. مساعد بن سليمان الطيار
8	أنواع التصنيف المتعلقة بتفسير القرآن الكريم	د. مساعد بن سليمان الطيار
9	التفسير اللغوي للقرآن الكريم	د. مساعد بن سليمان الطيار
10	المحرر في علوم القرآن	د. مساعد بن سليمان الطيار
11	المنهجية العلمية لدراسة التفسير	د. مساعد بن سليمان الطيار
12	بحوث في التفسير	د. مساعد بن سليمان الطيار
13	مفهوم التفسير والتأويل والاستنباط والتدبر والمفسر	د. مساعد بن سليمان الطيار
14	تفسير جزء عم	د. مساعد بن سليمان الطيار
15	شرح مقدمة التفسير للسيوطي	د.عبدالكريم بن عبدالله الخضير
16	شرح على "رسالة في أصول التفسير" للسيوطي	د. عبد الكريم بن عبدالله الخضير
17	الإعجاز البياني في ترتيب آيات القرآن الكريم وسوره	احمد يوسف القاسم
18	المراحل الثمان لطالب فهم القرآن	صالح العويد
19	علوم القرآن	د. صبحي صالح
20	شرح أصول التفسير-تفسير ابن عثيمين ابن عثيمين	

93 فہم قرآن کے لیے بعض معاون نکات

منطوق: لفظ محل نطق میں جس بات پر دلالت کرتا ہے اس کو منطوق کہتے ہیں، جیسے:

فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ (سورۃ البقرۃ:196)

مؤول: اس لفظ کو کہتے ہیں جس سے ظاہری مفہوم مراد نہ لیا جا سکتا ہو۔ اس لیے سیاق کلام کے پیش نظر اس کو

دوسرے معنی پر محمول کیا جاتا ہے، جیسے:

وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ۔(سورۃ الحدید:4)

مفہوم: اس معنی و مطلب کو کہتے ہیں جس پر لفظ غیر محل نطق میں دلالت کرتا ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں:

1) فحوى الخطاب: فلا تقل لهما اف.

2) لحن الخطاب: إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا۔(سورۃ النساء:10)

مفہوم مخالف کی کئی قسمیں ہیں مگر ان میں سے تین اہم ہیں:

1) مفہوم وصفی: إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا۔(سورۃ الحجرات:6)ا

س کی پانچ قسمیں ہیں: صفت، شرط، غایت، عدد اور لقب

2) مفہوم شرطی: وَإِن كُنَّ أُولَاتِ حَمْلٍ فَأَنفِقُوا عَلَيْهِنَّ۔(سورۃ الطلاق:6)

3) مفہوم حصری: إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ۔(سورۃ الفاتحہ:4)

سوائے چند مقامات کے:

وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُم مِّن نِّسَائِكُمُ۔(سورۃ النساء:23)

وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا۔(سورۃ النور:33)

عام: قرآن میں وارد شدہ اس لفظ کو کہتے ہیں جو اپنے اصلی لغوی مفہوم کے اعتبار سے بلا حصر و عدد اپنے تمام افراد کو شامل ہو۔

وَجَاءَ مِنْ أَقْصَى الْمَدِينَةِ رَجُلٌ يَسْعَىٰ۔(سورۃ یس:20)

الفاظ عموم:

1۔ کل – جمیع – کافۃ اور ان کے ہم معنی دیگر الفاظ:

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ. (سورۃ الرحمن:26)

هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا .(سورة البقرة:29)

ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً .(سورة البقرة:208)

2۔ أسماء الموصول بحالت افراد، تثنیہ، جمع اور تذکیر و تانیث

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ۔(سورة البقرة:17)

وَاللَّذَانِ يَأْتِيَانِهَا مِنكُمْ فَآذُوهُمَا۔(سورة النساء:16)

لِّلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ۔(سورة یونس:26)

وَاللَّاتِي يَأْتِينَ الْفَاحِشَةَ مِن نِّسَائِكُمْ۔(سورة النساء:15)

3۔ وہ لفظ جس پر الف لام جنس داخل ہوا ہو۔

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا۔(سورة المائدہ:38)

4۔ وہ جمع جس کو اضافت کی بنا پر معرفہ قرار دیا گیا ہو:

يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ۔(سورة النساء:11)

5۔ أسماء شرط

وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا۔(سورة الفرقان:68)

6۔ نکرہ جب سیاق نفی میں واقع ہو۔

وَإِن مِّن شَيْءٍ إِلَّا عِندَنَا خَزَائِنُهُ۔(سورة الحجر:21)

خاص القرآن: اس لفظ کو کہتے ہیں جس کو فرد واحد پر دلالت کرنے کے لیے وضع کیا گیا ہو، مثلاً محمد کا لفظ۔

خاص القرآن کی چار قسمیں ہیں: 1۔ مطلق، 2۔ مقید، 3۔ امر، 4۔ نہی

مجمل و مبین

مجمل وہ ہے جو اپنے مفہوم پر دلالت کرنے میں واضح نہ ہو۔

مجمل میں جو ابہام و اِخفاء پایا جاتا ہے اس کے أسباب مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ غرابت لفظ: مثلاً "ھلوع" کا لفظ۔ مگر سیاق قرآنی سے اس کی وضاحت ہو جاتی ہے۔

إِنَّ الْإِنسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا -إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا - وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا-(سورة المعارج:19-21)

2۔ وقوعِ اشتراک

وَاللَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ-(سورۃ التکویر:11)

یہ لفظ آنے جانے دونوں کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

3۔ مرجع ضمیر کا اختلاف

إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ-(سورۃ الفاطر:10)

4۔ تقدیم و تاخیر

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَأَجَلٌ مُّسَمًّى-(سورۃ طہٰ:129)

مجمل عارضی ہوتا ہے اور جلد ہی زائل ہو جاتا ہے۔ جب یہ ابہام زائل ہو جاتا ہے تو مجمل کو مفصل، مفسر یا مبین کہتے ہیں۔

مجمل کی توضیح و تشریح یا تو اس کے ساتھ متصل ہوتی ہے یا کسی جداگانہ آیت میں اس کی توضیح و تفسیر وارد ہوتی ہے یا بعض اُوقات حدیث نبوی سے بھی مجملات قرآن کی توضیح کی جاتی ہے۔

94 تشبیہ

تشبیہ عربی زبان کا لفظ ہے اور اس کے لغوی معنی مشابہت، تمثیل اور کسی چیز کو دوسری چیز کی مانند قرار دینا ہیں۔ علم بیان کی رو سے جب کسی ایک چیز کو کسی خاص صفت کے اعتبار سے یا مشترک خصوصیت کی بنا پر دوسری کی مانند قرار دے دیا جائے تو اسے تشبیہ کہتے ہیں۔

بنیادی طور پر تشبیہ کے معنی ہیں مثال دینا۔ چنانچہ کسی شخص یا چیز کو اس کی کسی خاص خوبی یا صفت کی بنا پر کسی ایسے شخص یا چیز کی طرح قرار دینا، جس کی وہ خوبی سب کے ہاں معروف اور مانی ہوئی ہو، تشبیہ کہلاتا ہے۔ مثلاً ہم یہ کہیں کہ بچہ چاند کی مانند حسین ہے، تو یہ تشبیہ کہلائے گی کیونکہ چاند کا حسن مسلمہ ہے۔ اگرچہ یہ مفہوم بچے کو چاند

سے تشبیہ دیے بغیر بھی ادا کیا جا سکتا تھا کہ بچہ تو حسین ہے، لیکن تشبیہ کی بدولت اس کلام میں فصاحت و بلاغت پیدا ہو گئی ہے۔

تشبیہ کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ مشبہ کی کسی خاص خوبی یا خامی مثلاً بہادری، خوب صورتی، سخاوت، بزدلی یا کنجوسی کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اس وصف کی شدت کو بھی بیان کیا جائے۔ اس سے مشبہ کی تعریف یا تذلیل مقصود ہوتی ہے۔

ارکانِ تشبیہ: تشبیہ کے مندرجہ ذیل پانچ ارکان ہیں:

۱۔ مشبّہ

جس چیز کو دوسری چیز کے مانند قرار دیا جائے وہ مشبّہ کہلاتی ہے۔ جیسا کہ اوپر کی مثالوں میں بچہ مشبہ ہیں۔

۲۔ مشبّہ بہ

وہ چیز جس کے ساتھ کسی دوسری چیز کو تشبیہ دی جائے یا مشبہ کو جس چیز سے تشبیہ دی جائے، وہ مشبہ بہ کہلاتی ہے۔ مثلاً چاند مشبہ بہ ہیں۔

۳۔ حرفِ تشبیہ

وہ لفظ جو ایک چیز کو دوسری چیز جیسا ظاہر کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے حرف تشبیہ کہلاتا ہے۔ جیسا کہ مثل، طرح، مانند، ہو بہو، صورت، گویا، جوں، سا، سی، سے، جیسا، جیسے، جیسی، بعینہ، مثال، یا، کہ وغیرہ، انہیں اداتِ تشبیہ بھی کہتے ہیں۔

۴۔ وجہِ شبہ

وجہ شبہ سے مراد وہ خوبی ہے جس کی بنا پر مشبہ کو مشبہ بہ سے تشبیہ دی جارہی ہے۔ مثلاً: چاند کی مانند حسین میں وجہ شبہ حُسن ہے۔ اسی طرح شیر کی طرح بہادر میں وجہ شبہ بہادری ہے۔

۵۔ غرضِ تشبیہ

وہ مقصد یا غرض جس کے لیے تشبیہ دی جائے، غرض تشبیہ کہلاتا ہے۔ اس کا تشبیہ میں ذکر نہیں ہوتا۔ صرف قرائن سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ تشبیہ کس غرض یا مقصد سے دی گئی ہے۔ مثلاً بچے کے حسن کو

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

واضح کرنا غرض تشبیہ ہے۔

مثالیں

قرآن مجید اپنے انداز بیان اور اسلوب کے لحاظ سے ایک معجزہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں بکثرت علوم بلاغت کا استعمال کیا ہے۔ مثلاً: كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا۔(سورۃ الجمعہ:5)(اُن کی مثال اُس گدھے کی سی ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں۔) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حاملین تورات کو اس گدھے سے تشبیہ دی ہے جس پر کتابیں لدی ہوں۔ گویا جس طرح کتابیں لادنے سے گدھے کے حالات میں کوئی تبدیلی نہیں آسکتی اسی طرح یہود بھی عمل کے بغیر، محض حامل کتاب ہونے کے باعث کوئی فائدہ حاصل نہیں کرسکتے۔

اسی طرح قرآن مجید میں ارشاد ہے:

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَّا يُبْصِرُونَ۔(سورۃ البقرۃ:17)

ترجمہ: "اِن کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے آگ روشن کی اور جب اُس نے سارے ماحول کو روشن کردیا تو اللہ نے اِن کا نور بصارت سلب کرلیا اور انہیں اس حال میں چھوڑ دیا کہ تاریکیوں میں انہیں کچھ نظر نہیں آتا۔"

اس آیت میں وہ منافقین مشبہ ہیں جو یہاں زیر بحث ہیں۔ آگ جلانے والا مشبہ بہ، آگ جلانے والے کی آگ کا بجھنا وجہ شبہ ہے کہ اس طرح منافقین کے اعمال ضائع ہوگئے۔ اور "كَمَثَلِ" حرف تشبیہ ہے۔

اقسام تشبیہ

تشبیہ کی پانچ اقسام بیان کی جاتی ہیں۔ ان اقسام کی بنیاد اس کے ارکان کو حذف کرنے پر ہے۔ کیونکہ مخاطب کے علم کی بنیاد پر بعض اوقات اس کے بعض حصوں کو حذف کردیا جاتا ہے۔

ا۔ تشبیہ مرسل

تشبیہ مرسل وہ تشبیہ ہے جس میں حرف تشبیہ کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہو۔ مثلاً: مثل نورہ کمشکاۃ(اس

کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک چراغ)اس مثال میں حرف تشبیہ ک موجود ہے۔

۲۔ تشبیہ موکد

تشبیہ کی اس قسم میں حرف تشبیہ کو حذف کر دیا جاتا ہے۔ اس حذف کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ متکلم اس بات پر زور دے رہا ہوتا ہے مشبہ اور مشبہ بہ میں مشابہت بہت زیادہ ہے۔ جیسے: انت نجم فی الضیاء والرفعۃ۔(تم روشنی اور بلندی میں ستارے ہو)یعنی ستارے کی طرح نہیں، بلکہ خود ستارہ ہو، کہہ کر بات میں زور پیدا کیا ہے۔

۳۔ تشبیہ مفصل

تشبیہ کی اس قسم میں تشبیہ کی وجہ کو بیان کیا جاتا ہے۔ جیسے: ھو کالاسد فی الشجاعۃ۔(وہ بہادری میں شیر کی طرح ہے۔)یہاں تشبیہ کی وجہ بہادری کو واضح طور پر بیان کر دیا گیا ہے۔

۴۔ تشبیہ مجمل

تشبیہ کی اس قسم میں وجہ تشبیہ کو حذف کر دیا جاتا ہے کیونکہ یہ وجہ مخاطب پہلے ہی سے جانتا ہوتا ہے۔ مثلاً کان الشمس دینار۔(سورج گویا دینار ہے)یہاں وجہ تشبیہ کو اس لیے حذف کر دیا گیا ہے کہ یہ بات سب ہی جانتے ہیں کہ نیا سکہ چمک میں سورج کی طرح لگتا ہے۔

۵۔ تشبیہ بلیغ

تشبیہ کی اس قسم میں تشبیہ میں زور پیدا کرنے کے لیے حرف تشبیہ اور وجہ تشبیہ دونوں کو حذف کر دیا جاتا ہے۔ اس سے یہ باور کرانا مقصود ہوتا ہے کہ مشبہ اور مشبہ بہ میں اتنی زیادہ مشابہت ہے کہ گویا دونوں ایک ہی ہیں۔ مثلاً "الاسلام حیاتنا"۔(اسلام ہماری زندگی ہے۔)اس مثال میں اسلام کو زندگی سے تشبیہ دی گئی ہے۔ چونکہ اسلام کی ہدایت کے بغیر زندگی کا کوئی مقصد باقی نہیں رہتا اس لیے بات میں زور پیدا کرنے کے لیے تشبیہ کی علامت اور وجہ دونوں کو حذف کر دیا گیا ہے۔

95 استعارہ

اردو لغت میں استعارہ کے معنی 'عارضی طور پر مانگ لینا، مستعار لینا، عاریتاً مانگنا، اُدھار مانگنا، کسی چیز کا عاریتاً لینا' ہیں۔

علم بیان کی اصطلاح میں ایک شے کو بعینہٖ دوسری شے قرار دے دیا جائے، اور اس دوسری شے کے لوازمات پہلی شے سے منسوب کر دیئے جائیں، اسے استعارہ کہتے ہیں۔

استعارہ مجاز کی ایک قسم ہے جس میں ایک لفظ کو معنوی مناسبت کی وجہ سے دوسرے کی جگہ استعمال کیا جاتا ہے۔ یعنی کسی لفظ کو مختلف معنی میں استعمال کرنے کے لیے ادھار لینا۔ استعارہ میں حقیقی اور مجازی معنی میں تشبیہ کا تعلق پایا جاتا ہے، لیکن اس میں حرف تشبیہ موجود نہیں ہوتا۔ جیسے 'لبِ لعل' اور 'سرو قد' یہاں لب کو لعل سے اور قد کو سرو سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اور کبھی مشبہ کہہ کر مشبہ بہ مراد لیا جاتا ہے جیسے: 'چاند' کہہ کر چہرہ اور 'شیر' کہہ کر شجاع مراد لینا۔ لیکن تشبیہ میں واضح الفاظ میں موازنہ موجود ہوتا ہے۔ مثلاً: زید کالاسد (زید شیر کی طرح ہے) تشبیہ اور زید اسد (زید شیر ہے) استعارہ ہے۔ اسی طرح اگر ماں اپنے بچے کو یہ کہے کہ میرا چاند آگیا یا کوئی شخص یہ کہے کہ خالد شیر ہے۔ پہلے جملے میں بچے کو چاند سے اور دوسرے میں خالد کو شیر سے تشبیہ دی گئی ہے، لیکن دونوں جملوں میں حرف تشبیہ موجود نہیں ہے۔ اسی طرح چاند اور شیر کو حقیقی معنوں میں استعمال نہیں کیا گیا۔ تشبیہ کے اس انداز کو استعارہ کہتے ہیں۔ تشبیہ میں مشبہ اور مشبہ بہ دونوں موجود ہوتے ہیں لیکن استعارہ میں مشبہ بہ کو عین مشبہ تصور کر لیا جاتا ہے، اور مشبہ بہ کی تمام صفات کو مشبہ کے ساتھ منسوب کر دیا جاتا ہے۔

بعض اوقات استعارہ کا استعمال زبان میں اتنا عام ہو جاتا ہے کہ حقیقی معنی میں اس لفظ کا استعمال ختم یا بہت کم ہو جاتا ہے۔ جیسے لفظ متقی کا معنی 'محتاط شخص' ہے، لیکن اسے بطور استعارہ خدا کے معاملے میں محتاط شخص یا 'پرہیز گار' کے معنی میں اتنا زیادہ استعمال کیا جاتا ہے اس کا استعمال اپنے اصل معنی میں بہت کم رہ گیا ہے۔ اسی طرح لفظ 'فاسق' کا لغوی معنی 'کاٹنے والا' ہے، لیکن یہ 'سرکش اور گناہ گار' کے معنی میں عام استعمال ہوتا ہے، کیونکہ گناہ گار خدا سے اپنا رشتہ کاٹتا ہے۔ یہ لفظ اب اپنے لغوی معنی میں بہت ہی کم استعمال ہوتا ہے۔

استعارہ اور تشبیہ میں یہ فرق ہے کہ تشبیہ میں حرف تشبیہ کا ہونا لازمی ہے۔ جسے وہ شیر کی مانند ہے۔ استعارے میں حرف تشبیہ نہیں ہوتا جیسے شیر خدا۔

استعارے کی دو قسمیں ہیں۔ استعارہ بالتصریح جس میں فقط مشبہ بہ کا ذکر کریں۔ مثلاً چاند کہیں اور معشوق مراد لیں۔ دوسرے استعارہ بالکنایہ جس میں صرف مشبہ کا ذکر ہو مثلاً موت کے پنجے سے چھوٹے۔ موت درندے سے استعارہ بالکنایہ ہے اور لفظ پنجہ قرینہ ہے۔

ارکان استعارہ: مستعار لہ

وہ شخص یا چیز جس کے لیے کوئی لفظ یا خوبی ادھار لیا جائے۔ مثلاً اوپر کے جملوں میں بچہ اور خالد مستعار لہ ہیں۔

مستعار منہ

وہ شخص یا چیز جس سے کوئی لفظ یا خوبی مستعار لی جائے۔ مثلاً اوپر کی مثالوں میں چاند اور شیر مستعار منہ ہیں۔

وجہ جامع

مستعار لہ اور مستعار منہ میں جو وصف اور خوبی مشترک ہو اسے وجہ جامع کہتے ہیں۔ مذکورہ بالا مثالوں میں بچے اور چاند کے درمیان خوب صورتی اور خالد اور شیر کے درمیان بہادری وجہ جامع ہے۔

اقسام استعارہ: استعارہ مطلقہ

وہ استعارہ جس میں مستعار لہ اور مستعار منہ میں سے کسی کے کسی قسم کے مناسبات کا ذکر نہ کیا جائے۔

استعارہ مجردہ

جس میں مستعار منہ کے مناسبات کا ذکر ہو۔

استعارہ تخییلیہ

وہ استعارہ جس میں متکلم ایک چیز کو دوسری شے کے ساتھ دل ہی میں مماثلت طے کر کے سوائے مستعار لہ کے کسی کا ذکر نہ کرے۔

استعارہ وفاقیہ

وہ استعارہ جس میں مستعار لہ اور مستعار منہ دونوں کی صفات ایک ہی چیز یا شخص میں جمع ہو جائیں۔ یعنی

ان دونوں کا ایک ساتھ ہونا ممکن ہو۔

استعارہ عنادیہ

وہ استعارہ جس میں مستعار لہ اور مستعار منہ کی صفات کا کسی ایک چیز میں جمع ہونا ممکن نہ ہو۔

استعارہ عامیہ

وہ استعارہ جس میں وجہ جامع بہت واضح ہو۔ اسے مبتذلہ بھی کہتے ہیں۔

استعارہ خاصیہ

وہ استعارہ جس میں وجہ جامع غیر واضح ہو۔ جسے لوگ آسانی سے نہ سمجھ سکیں۔

تشبیہ اور استعارہ میں فرق

1) تشبیہ حقیقی ہوتی ہے اور استعارہ مجازی ہوتا ہے

2) تشبیہ میں مشبہ اور مشبہ بہ کا ذکر ہوتا ہے اور استعارہ میں مشبہ بہ کو مشبہ بنالیا جاتا ہے۔

3) تشبیہ میں حروف تشبیہ کے ذریعے ایک چیز کو دوسری چیز کی مانند قرار دیا جاتا ہے، جبکہ استعارہ میں وہ ہی چیز بنا دیا جاتا ہے۔

4) تشبیہ کے ارکان پانچ ہیں اور استعارہ کے ارکان تین ہیں۔

5) تشبیہ علم بیان کی ابتدائی شکل ہے اور استعارہ اس علم کی یک بلیغ صورت ہے۔

6) تشبیہ کی بنیاد حقیقت پر ہوتی ہے اور استعارہ کی بنیاد خیال پر ہوتی ہے۔

96 مجاز مرسل

عمومی قاعدہ یہ ہے کہ لفظ کو اسی معنی کے لیے استعمال کیا جائے جس کے لیے اسے وضع کیا گیا ہو۔ لیکن ادیب اور شاعر بعض اوقات لفظ کو اس کے حقیقی معنی کے بجائے کسی اور معنی میں بھی استعمال کر لیتے ہیں۔ اس کا مقصد کلام یا تحریر میں خوب صورتی پیدا کرنا ہوتا ہے۔ لفظ کے اس استعمال کو مجاز کہتے ہیں۔

اصطلاح میں مجاز وہ لفظ ہے جو اپنے حقیقی معنوں کی بجائے مجازی معنوں میں استعمال ہو اور حقیقی و مجازی

AskIslamPedia GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

معنوں میں تشبیہ کا تعلق نہ ہو بلکہ اس کے علاوہ کوئی اور تعلق ہو۔ مثلاً: ”احمد چکی سے آٹا پسوا لایا ہے۔“ یہاں آٹا، گندم کے معنوں میں استعمال ہوا ہے جو اس کی ماضی کی حالت ہے۔ یعنی آٹا تو نہیں پسوایا گیا بلکہ گندم پسوائی گئی تھی اور آٹا بنا۔ لیکن آٹا پسوانے کا ذکر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بھی ادب کی اس صنف کا کثرت سے استعمال کیا ہے۔ مثال کے طور پر قرآن مجید کی درج ذیل تین آیات کو ملاحظہ کریں:

يَخْلُقُكُمْ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ خَلْقًا مِّن بَعْدِ خَلْقٍ فِي ظُلُمَاتٍ ثَلَاثٍ۔(سورۃ الزمر 39:7)۔(وہ تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں تین تین تاریک پردوں کے اندر تمہیں ایک کے بعد ایک شکل دیتا چلا جاتا ہے۔)

اور

كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ۔(سورۃ ابراھیم 14:1)(یہ ایک کتاب ہے جس کو ہم نے تمہاری طرف نازل کیا ہے تاکہ تم لوگوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لاؤ۔)

اور

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ النُّجُومَ لِتَهْتَدُوا بِهَا فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ۔(سورۃ الانعام 6:97)(اور وہی ہے جس نے تمہارے لیے تاروں کو صحرا اور سمندر کی تاریکیوں میں راستہ معلوم کرنے کا ذریعہ بنایا۔)

درج بالا آیات میں سے پہلی آیت میں لفظ ”ظلمات“ اپنے حقیقی معنی میں استعمال ہوا ہے۔ کیونکہ ماں کے پیٹ میں حقیقتاً اندھیرا ہی ہوتا ہے۔ دوسری آیت میں ”ظلمات و نور“ کے الفاظ اپنے حقیقی معنی میں استعمال نہیں ہوئے۔ اس آیت میں قرآن مجید کے نزول کا مقصد یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس کی مدد سے لوگوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لایا جائے۔ یہاں تاریکی سے مراد حقیقی تاریکی نہیں ہے بلکہ اس سے اخلاقی برائیاں اور راہِ حق سے دوری مراد ہے۔ اسی طرح نور یا روشنی سے مراد حقیقی روشنی نہیں بلکہ سیدھا راستہ مراد ہے جو انسان کو اللہ کی طرف لے

جائے۔ تیسری آیت میں لفظ ”ظلمات“ کا استعمال حقیقی یا مجازی دونوں اعتبار سے ممکن ہے۔ کیونکہ سمندر یا خشکی میں سفر کرتے ہوئے مسافر کو حقیقت میں رات کا اندھیرا بھی پیش آ سکتا ہے اور راستوں کا علم نہ ہونا بھی گویا مجازی معنی میں اندھیرا ہے جو اسے صحیح راستے سے بھٹکا سکتا ہے۔

مجاز کے اجزا؛ مجاز کے پانچ اجزا ہیں

1) لفظ مجاز

یہ وہ لفظ ہے جسے مجازی معنی میں استعمال کیا گیا ہو۔ جیسے لفظ ”ظلمات“۔

2) مجازی معنی

یہ وہ معنی ہے، جسے اصل معنی کی جگہ اختیار کیا جارہا ہو۔ مثلاً لفظ ”ظلمات“ کے اصل معنی کی جگہ اسے ”گمراہی“ یا ”لاعلمی“ کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔

3) سبب

کسی لفظ کو مجازی معنی میں استعمال کرنے کی کوئی وجہ ضرور ہونی چاہیے۔ مثلاً گمراہ یا لاعلمی میں بھٹکنے والے شخص کی کیفیت اس شخص سے بہت ملتی ہے جو اندھیرے میں بھٹک رہا ہو۔ اس وجہ سے لفظ ”ظلمات“ کا گمراہی یا لاعلمی کے معنی میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔

4) علاقہ یا تعلق

لفظ مجاز اور مجازی معنی میں کوئی تعلق ہو۔ یہی تعلق ہی لفظ کو مجازی معنی میں استعمال کرنے کا سبب بنتا ہے۔

5) قرینہ یا علامت

جملے میں کوئی ایسی علامت یا قرینہ موجود ہونا چاہیے جو یہ ظاہر کرے کہ لفظ کو اپنے حقیقی معنی کے بجائے مجازی معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔ یہ علامت لفظ کی صورت میں بھی ہو سکتی ہے اور جملے کے معنی میں پوشیدہ بھی ہو سکتی ہے۔

مجاز مرسل کی اقسام

مجاز مرسل کی مشہور اقسام یہ ہیں:

1) جز کہہ کر کل مراد لینا

مثلاً اگر یہ کہا جائے کہ "قل شریف پڑھیں"، تو اس سے مراد ان چاروں سورتوں کی تلاوت ہے جن کے آغاز میں لفظ "قل" آتا ہے۔

2) کل بول کر جزو مراد لینا

یہ کہا جائے کہ "کرسی ٹوٹ گئی ہے۔" اگرچہ کرسی کا کوئی بازو یا ٹانگ ٹوٹی ہو گی تو یہ کل بول کر جزو مراد لیا جائے گا۔

3) ظرف بول کر مظروف مراد لینا

مثلاً اگر یہ کہا جائے کہ "بوتل پیجیے۔" تو اس سے مراد بوتل کے اندر موجود مشروب پینا ہے۔ یا یہ کہیں کہ اس نے محفل میں کئی جام چڑھائے، تو اس سے مراد جام میں موجود شراب ہے۔

4) مظروف بول کر ظرف مراد لینا

اس کی مثال یہ جملہ ہے: "دودھ آگ پر رکھ دیجیے۔" اس سے مراد دودھ کا برتن چولہے یا آگ پر رکھنا ہے۔

5) سبب کہہ کر مسبب یا نتیجہ مراد لینا

مثلاً یہ جملہ: "بادل ایک گھنٹہ برسے تو چھت چار گھنٹے برستی ہے۔" بادل سبب ہے بارش کا اور بارش نتیجہ ہے۔ یہاں بادل برسنے سے بارش کا برسنا مراد ہے۔

6) مسبب یا نتیجہ بول کر سبب مراد لینا

مثلاً یہ جملہ: "اس کے کمرے میں علم ہر طرف بکھرا پڑا تھا۔" یہاں علم سے مراد کتابیں ہیں۔ علم نتیجہ ہے کتاب خوانی کا۔ یہاں علم بول کر علم کا سبب یعنی کتاب مراد لی گئی ہے۔

7) ماضی بول کر حال مراد لینا

مثلاً یہ کہنا کہ "ریٹائرمنٹ کے بعد پروفیسر صاحب گھر پر ہی رہتے ہیں۔" اگرچہ ریٹائرمنٹ کے بعد آدمی پروفیسر نہیں رہتا، لیکن یہاں ماضی بول کر حال کی حالت مراد لی گئی ہے۔

8) مستقبل بول کر حال مراد لینا

مثلاً دوران تعلیم میں طب کے طالب علموں کو ڈاکٹر کہنا۔ اگرچہ وہ اس وقت تک ڈاکٹر نہیں بنے ہوتے، لیکن ان کی مستقبل کی حالت بول کر حال مراد لیا جاتا ہے۔

9) مضاف الیہ بول کر مضاف مراد لینا

مثلاً یہ کہنا کہ ''آج کل زمانہ بہت خراب ہے اس لیے احتیاط کی ضرورت ہے۔'' یہاں زمانہ سے مراد اہل زمانہ یا لوگ ہیں، جن کی خرابی کا ذکر کیا گیا ہے۔

10) مضاف الیہ حذف کرکے مضاف کا ذکر کرنا

یہ جملہ: ''بدکردار انسانوں سے سگ اصحاب بہتر ہیں۔'' یہاں اصل ترکیب ''سگ اصحاب کہف'' ہے۔ کہف مضاف الیہ سگ مضاف ہے۔ یہاں کہف حذف کرکے سگ اصحاب کی ترکیب لائی گئی ہے اور کہف کو حذف کر دیا گیا ہے۔

11) آلہ بول کر صاحب آلہ مراد لینا

مثلاً یہ جملہ: ''قلم کا درجہ تلوار سے زیادہ ہے۔'' یہاں قلم سے مراد اہل قلم اور تلوار سے مراد اہل سیف یا تلوار باز ہیں۔

12) صاحب آلہ بول کر آلہ مراد لینا

''اس کا پہلا وار ہی مخالف کی گردن کو تن سے جدا کر گیا۔'' یہاں صاحب تلوار بول کر آلہ یعنی تلوار مراد لی گئی ہے۔

13) لفظ بول کر متضاد مراد لینا

مثال کے طور پر کھیلتے ہوئے بچوں کو دیکھ کر یہ کہا جائے: ''کیا خوب پڑھائی ہو رہی ہے۔'' اگرچہ وہ پڑھائی نہیں ہو رہی لیکن پڑھائی بول کر اس کا متضاد یعنی پڑھائی کا نہ ہونا مراد لیا گیا ہے۔

"کیا قرآن میں مجاز ہے...؟

سوال: ایک سائل قصیم سے مجھے خط بھیجتا ہے اور کہتا ہے: میں اکثر تفسیری کتب وغیرہ میں پڑھتا ہوں کہ یہ حرف

زائد ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان میں ہے:

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ(الشوریٰ:11)

تو وہ کہتے ہیں کہ 'کمثلہ' میں (کاف) زائد ہے، اور ایک استاد نے مجھ سے کہا کہ قرآن میں زائد، ناقص یا مجاز جیسی کوئی چیز نہیں ہے۔ اگر معاملہ ایسا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے فرمان وَاسْأَلِ الْقَرْيَةَ

(یوسف:82) اور اس کے فرمان وَأُشْرِبُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْعِجْلَ

(البقرہ:93) کے بارے میں کیا کہا جائے؟

جواب:

صحیح بات جس پر محققین ہیں یہ ہے کہ قرآن مجید میں مجاز، اس حد تک جس کو اہلِ بلاغت کے ہاں جانا جاتا ہے، وہ نہیں ہے۔ قرآن میں جو کچھ ہے وہ اپنے محل میں حقیقت ہے۔ اور مفسرین کے اس قول کا مطلب کہ یہ حرف زائد ہے، یہ صرف قواعدِ اعراب کے اعتبار سے ہوتا ہے، معنی کے اعتبار سے نہیں، بلکہ اس کا وہی جانا پہچانا معنی ہے جو اہلِ عربی زبان کو مخاطب کرتے ہوئے سمجھ میں آتا ہے۔ کیونکہ قرآن کریم انہی کی زبان میں نازل ہوا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان: لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ (الشوریٰ:11)، یہ مثلیت کی نفی میں مبالغہ پر دلالت کرتا ہے، اور یہ اس قول سے زیادہ بلیغ ہے کہ: "ليس مثله شيء"۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان: وَاسْأَلِ الْقَرْيَةَ الَّتِي كُنَّا فِيهَا وَالْعِيرَ الَّتِي أَقْبَلْنَا فِيهَا

(یوسف:82)، اس سے مراد اس بستی کے رہنے والے لوگ اور قافلے والے ہیں۔ اور عرب کا دستور ہے کہ وہ قریہ کو اس کے باشندوں پر اور قافلے کو اس کے مالکوں پر بول دیتے ہیں۔ یہ عربی زبان کی وسعت اور اندازِ بیان کی کثرت میں سے ہے۔ یہ اہلِ بلاغت کے مشہور مجاز کے باب سے نہیں ہے بلکہ یہ مجاز اللغۃ کے معنی میں ہے، یعنی وہ جو زبان میں جائز ہے اور ممتنع نہیں ہے۔ اور یہ مصدر میمی ہے، جیسے "المقام" اور "المقال"۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کے فرمان: وَأُشْرِبُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْعِجْلَ

(البقرہ:93) کا مطلب ہے: اس کی محبت۔ اور یہ اطلاق اس لیے کیا گیا کیونکہ یہ لفظ اہلِ زبان کے نزدیک وہ معنی ادا کرتا ہے۔ یہ ایجاز اور اختصار کے انداز سے ہے کیونکہ معنی بالکل واضح ہے۔ واللہ ولی التوفیق۔

(الدعوۃ شمارہ 1016، بروز پیر 6 ربیع الاول، سنہ 1406ھ۔ [مجموع فتاویٰ ومقالات الشیخ ابن باز: 4/382])

97 کنایہ

علم بیان کی رو سے یہ وہ کلمہ ہے، جس کے معنی مبہم اور پوشیدہ ہوں اور ان کا سمجھنا کسی قرینے کا محتاج ہو، وہ اپنے حقیقی معنوں کی بجائے مجازی معنوں میں اس طرح استعمال ہوا ہو کہ اس کے حقیقی معنی بھی مراد لیے جاسکتے ہوں۔ یعنی بولنے والا ایک لفظ بول کر اس کے مجازی معنوں کی طرف اشارہ کر دے گا، لیکن اس کے حقیقی معنیٰ مراد لینا بھی غلط نہ ہو گا۔ مثلاً ”بال سفید ہو گئے لیکن عادتیں نہ بدلیں۔“

یہاں مجازی معنوں میں بال سفید ہونے سے مراد بڑھاپا ہے لیکن حقیقی معنوں میں بال سفید ہونا بھی درست ہے۔

علم بیان کی بحث میں تشبیہ ابتدائی صورت ہے اور استعارہ اس کی بلیغ تر صورت ہے۔ اس کے بعد استعارہ اور مجاز مرسل میں بھی فرق ہے۔ استعارہ اور مجاز مرسل، دونوں میں لفظ اگرچہ اپنے مجازی معنوں میں استعمال ہوتا ہے، لیکن استعارہ مکمل مجاز ہوتا ہے اور اس میں لفظ کے حقیقی اور مجازی معنوں میں تشبیہ کا تعلق ہوتا ہے۔ جب کہ مجاز مرسل میں لفظ کے حقیقی اور مجازی معنوں میں تشبیہ کا تعلق نہیں ہوتا۔ اسی طرح مجاز مرسل اور کنایہ میں بھی فرق ہے، کنایہ میں لفظ کے حقیقی و مجازی معنی دونوں مراد لیے جاسکتے ہیں جب کہ مجاز مرسل میں حقیقی معنیٰ مراد نہیں لیے جاتے، بلکہ مجازی معنیٰ ہی مراد لیے جائیں گے۔

کنایہ کی ایک مثال مشہور عرب شاعرہ خنسا رضی اللہ عنہا کے قصیدہ کا یہ شعر ہے جو انہوں نے اپنے بھائی کے لیے کہا تھا:

طَوِيلُ النَجَادِ رَفِيعُ العِمَادِ، كَثِيرُ الرَمَادِ اِذَا مَا شَتَا

”ان کی تلوار کا نیام طویل تھا، ان کے ستون اونچے تھے، اور سردی کے موسم میں ان کے ہاں راکھ بہت ہوتی تھی۔“

طویل النجاد حقیقی اور مجازی دونوں معنی میں درست ہے۔ ان کی تلوار کا نیام حقیقت میں بھی طویل ہو سکتا ہے اور یہ

ان کی بہادری اور لمبے قد کی طرف اشارہ بھی ہو سکتا ہے۔ اسی طرح رفیع العماد کا مطلب ان کے گھر کے بلند ستون بھی ہو سکتے ہیں اور قبیلے میں ان کا بلند مقام بھی مراد لیا جا سکتا ہے۔ اور کثیر الرماد یعنی چولہے میں بہت زیادہ راکھ ہونے کا بیان ان کی سخاوت کی طرف اشارہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کے ہاں غریبوں کے لیے بہت زیادہ کھانا پکتا تھا اور اس کے حقیقی معنی بھی مراد لیے جاسکتے ہیں۔

کنایہ کی اقسام:

1) کنایہ قریب

کنایہ کوئی ایسی صفت ہو جو کسی خاص شخصیت کی طرف منسوب ہو اور اس صفت کو بیان کر کے اس سے موصوف کی ذات مراد لی گئی ہو۔

2) کنایہ بعید

کنائے کی اس قسم میں بہت ساری صفتیں کسی ایک موصوف کے لیے مخصوص ہوتی ہیں اور ان کے بیان سے موصوف مراد ہوتا ہے۔ لیکن وہ ساری صفتیں الگ الگ اور چیزوں میں بھی پائی جاتی ہیں۔ اس کو کنایہ بعید اور خاصہ مرکبہ بھی کہا جاتا ہے۔

3) کنایہ سے صرف صفت مطلوب ہو

4) کنایہ سے کسی امر کا اثبات یا نفی مراد ہو

مثلاً یہ جملہ: زید و عمر دونوں ایک سانچے میں ڈھلے ہوئے ہیں۔ یعنی دونوں اپنی شکل و صورت یا عادات و خصائل میں ایک جیسے ہیں۔

5) تعریض

لغت میں تعریض کے معنی 'چوڑا کرنا، وسیع کرنا، بڑا کرنا، مخالفت کرنا، مزاحمت کرنا، کنایہ سے بات کہنا، اشارہ سے کوئی بات جتانا، کسی معاملے کو مشکل بنا دینا' وغیرہ ہیں۔ اصطلاح میں تعریض کنائے کی اس قسم کو کہتے ہیں جس میں موصوف کا ذکر نہیں کیا جاتا۔ مثلاً اگر کوئی بادشاہ رعایا پر ظلم کر رہا ہو تو یہ کہا جائے کہ بادشاہی اس کو زیبا ہے جو رعیت کو آرام سے رکھے۔ یعنی وہ بادشاہی کے لائق نہیں ہے۔ تعریض کو بالعموم کسی پر تنقید کرنے کے لیے استعمال

AskIslamPedia GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

کیا جاتا ہے۔ یعنی کوئی شخص کسی پر تنقید کرنا چاہتا ہے اور واضح طور پر اس کا نام بھی نہیں لینا چاہتا۔ اس میں کسی حد تک طنز کا مفہوم بھی پیدا ہو جاتا ہے۔

کنائے کی اس قسم کی مثال قرآن مجید کی اس آیت میں بھی موجود ہے۔ ارشاد ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَيَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ-(سورۃ آل عمران:21)

”جو لوگ اللہ کے احکام و ہدایات کو ماننے سے انکار کرتے ہیں اور اس کے پیغمبروں کو ناحق قتل کرتے ہیں اور ایسے لوگوں کی جان کے درپے ہو جاتے ہیں جو خلق خدا میں عدل و راستی کا حکم دینے کے لیے اٹھیں، ان کو دردناک سزا کی خوش خبری سنادو۔“

یہاں لفظ فَبَشِّرْهُمْ میں تعریض ہے۔ اس کا معنی ”خوش خبری سنادو“ ہے۔ جبکہ جہنم کا عذاب درحقیقت خوش خبری نہیں، بلکہ بری خبر ہے، مگر اسے بطور تعریض خوش خبری کہا گیا ہے۔

6) تلویح

لغت میں تلویح کے معنی ’زرد بنانا، گرم کرنا، کپڑوں کو چمکدار بنانا، تلوار کو صیقل کرنا، اشارہ یا کنایہ کرنا ہیں۔ اصطلاح میں کنائے کی ایسی قسم جس میں لازم سے ملزوم تک بہت سارے واسطے ہوں تلویح کہلاتی ہے۔

7) رمز

اردو لغت میں رمز کے معنی ’آنکھوں‘ بھنوؤں وغیرہ کا اشارہ، ذو معنی بات، پہلو دار بات، مخفی بات، طعنہ دینا، اشارہ آنکھ منہ ابرو وغیرہ سے نوک جھونک، مخفی یا پوشیدہ بات‘ وغیرہ ہیں۔ ادبی اصطلاح میں رمز کنائے کی وہ قسم ہے جس میں زیادہ واسطے نہ ہوں، لیکن تھوڑی بہت پوشیدگی موجود ہو۔

8) ایماواشارہ

اگر کنائے میں واسطوں کی کثرت بھی نہ ہو اور کچھ پوشیدگی بھی نہ ہو تو اس کو ایما و اشارہ کہتے ہیں۔ جیسے سفید داڑھی والا سے بوڑھا آدمی مراد لیا جاتا ہے۔

98 وجوہ اعجاز القرآن

1) اصل اعجاز تالیف الکلام اور نظم کلام میں ہے۔

2) صوتی اعجاز

3) الفاظ کا اعجاز

4) ترکیب کا اعجاز–(ولكم في القصاص حياة يا أولي الالباب)

5) اسلوب کا اعجاز

6) نظم کا اعجاز

7) اعجاز تشریعی

8) قرآن کی پیشن گوئیاں اور غیبی امور ________________ مستقبل اور ماضی

9) حفاظت قرآن __________________________ تاریخی

10) انکشافات ______________________________ سائنسی حقائق و مسلمات نہ کہ نظریات

11) علمی حقائق ______________________________ سائنسی حقائق و مسلمات نہ کہ نظریات

نوٹ: سائنسی حقائق و مسلمات اور نظریات میں فرق ضروری ہے۔ کیونکہ عقل سلیم اور نقل صحیح کبھی آپس میں نہیں ٹکراتے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: "درء تعارض العقل والنقل–ابن تیمیہ"

99 دعوت و تبلیغ کی غرض سے غیر مسلموں کو ترجمہ قرآن دینا

جواب: جی ہاں دعوت و تبلیغ کی غرض سے غیر مسلموں کو ترجمہ قرآن دیا جاسکتا ہے، فضیلۃ الشیخ عبد اللہ بن جبرین رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: کیا غیر مسلم ترجمہ و تفسیر چھو سکتا ہے؟ شیخ نے جواباً فرمایا اگر غیر مسلم قرآن کے معنی و مفہوم کو جاننا و سمجھنا اور اس سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہو اور اس کی ہدایت کی امید ہو تو اسے ترجمہ و تفسیر قرآن دینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے گرچہ اس میں ترجمہ و تفسیر کے ساتھ قرآنی آیات بھی تحریر ہوں، دیکھیے (ابو انس علی حسین کی کتاب "فتاوی واحکام الی الداخلین في الاسلام")۔ آج چونکہ غیر مسلموں میں قرآن فہمی کا ذوق وشوق بڑی تیزی سے بڑھ رہا ہے اس لیے قرآن کے ترجمے کو مسلمانوں اور غیر مسلموں میں زیادہ سے زیادہ پھیلانا چاہیے تاکہ قرآن

کا پیغام گھر گھر پہنچے اور غافل لوگ ہوش میں آئیں نیز غیر مسلموں پر اللہ کی حجت قائم ہو۔

100 فضائل قرآن مجید

محمد اقبال کیلانی صاحب کی کتاب ”فضائل قرآن مجید“ ملاحظہ فرمائیں۔

101 وہ چار صحابہ کون ہیں جن کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ان چاروں سے قرآن سیکھو؟

وہ چار صحابہ یہ ہیں:[26]

1) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
2) سالم بن معقل رضی اللہ عنہ
3) معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ
4) ابی بن کعب رضی اللہ عنہ

102 کیا محمد ﷺ نے اس قرآن کی تالیف کی تھی؟

یہی الزام کفار قریش بھی دیا کرتے تھے (سورۃ ھود:35، سورۃ السجدۃ:3) پر اگر ہم قرآن اور حدیث کے اسلوب کو دیکھیں گیں تو ہمیں اس میں اسلوب مختلف نظر آتا ہے، حدیثِ رسول ﷺ کے مطالعے سے بشری اسلوب کا آسانی سے اندازہ ہو جاتا ہے، اور محمد ﷺ امی تھے لکھنا اور پڑھنا نہیں جانتے تھے، اور اگر یہ قرآن بشری کلام ہوتا تو محمد ﷺ اسے لکھ کر اپنی طرف منسوب کرتے کہ اس عظیم کلام کا کہنے والا میں ہوں وہ کسی اور کی طرف اس کی نسبت کیوں دیتے، قرآنِ مجید میں بہت سے مقامات پر محمد ﷺ کو خلافِ اَولی کرنے پر بہت سی آیتیں نازل ہوئیں تو کیا آپ ﷺ خود ہی وہ آیتیں اپنے متعلق لکھ لیں؟

ایک شخص نے اسلام قبول کیا یہ کہہ کر کہ نبی ﷺ اتنے امین ہیں کہ اپنی مخالف آیات بھی بیان کر دیں، اگر آپ اپنی طرف سے لکھتے یا غیر امین ہوتے تو یہ آیات قرآن میں نہ ہوتیں۔ قرآن میں ایسے مضامین ہیں جو ایک

---

[26] (صحیح البخاری:3808)

خالق اور عالم الغیب ہی بتا سکتا ہے ایک امی سے ممکن نہیں کہ وہ پیش کر سکے۔ وَمَا كُنتَ تَتْلُو مِن قَبْلِهِ مِن كِتَابٍ وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكَ إِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُونَ-(سورۃ العنکبوت:48)

وَإِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْآنَ مِن لَّدُنْ حَكِيمٍ عَلِيمٍ-(سورۃ النمل:6)

103 قرات قرآن سے قبل بسم اللہ پڑھنے کا حکم

قرات قرآن سے قبل بسم اللہ پڑھنے کے حکم کی چار حالتیں ہیں:

پہلی حالت:

یہ کہ سورۃ کی ابتدا میں ہو—سورۃ التوبہ (البراءۃ) کے علاوہ—

اس حالت میں اکثر علماء نے نصاًیہ کہا کہ " نماز اور نماز کے علاوہ ہر سورۃ کی ابتدا میں بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے، اوراس کی پابندی کرنی ضروری ہے حتی کہ بعض علماء تو یہ کہتے ہیں کہ سورۃ البراءۃ (توبۃ) کے علاوہ ہر سورۃ کے آغاز میں اگر بسم اللہ نہ پڑھی جائے تو قرآن مجید کا مکمل ختم بھی ناقص ہی رہے گا، جب امام احمد رحمہ اللہ تعالی سے ہر سورۃ کے آغاز میں بسم اللہ پڑھنے کا مسئلہ پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ: اسے نہیں چھوڑنا چاہیے۔

دوسری حالت:

یہ کہ بسم اللہ سورۃ میں پڑھی جائے—اور سوال بھی یہی ہے—

جمور علماء اور قراء کا قول ہے کہ جب سورت میں کہیں سے بھی تلاوت کرنی ہو تو بسم اللہ سے ابتدا کرنے میں کوئی مانع نہیں۔

امام احمد رحمہ اللہ تعالی نے بسم اللہ کے بارے میں جب یہ کہا کہ سورۃ کی ابتدا میں نہیں چھوڑنا چاہیے، توان سے یہ کہا گیا کہ اگر وہ سورت میں سے کسی حصہ کو پڑھے تو کیا وہ بسم اللہ پڑھے گا؟ تو ان کا جواب تھا اس میں کوئی حرج نہیں۔

اور عبادی نے امام شافعی رحمہ اللہ تعالی سے نقل کیا ہے کہ: سورت کے درمیان میں بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے۔

قراء کرام کا کہنا ہے کہ:

اگر اس آیت میں جو بسم اللہ کے بعد پڑھی جائے ایسی ضمیر ہو جو اللہ تعالی کی طرف لوٹ رہی ہو تو اس حالت میں بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے، مثلاً اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿ اليه يرد علم الساعة ﴾ قیامت کا علم اللہ ہی طرف لوٹایا جاتا ہے۔

اور فرمان باری تعالی ہے:

﴿ وهوالذى انشأ جنات ﴾ اور وہ (اللہ تعالی) ہی ہے جس نے باغات کو پیدا فرمایا ہے۔

اس لیے کہ اعوذ باللہ پڑھنے کے بعد یہ آیات پڑھنے میں شیطان کی طرف ضمیر لوٹنے کا ابہام اور کراہت پائی جاتی ہے۔

تیسری حالت:

سورۃ البراءۃ (توبۃ) کی ابتدا میں بسم اللہ پڑھنا۔

اس میں علماء اور قراء ابھی تک اختلاف کے شکار ہیں کہ یہ مکروہ ہے۔

صالح نے اپنے والد احمد رحمہا اللہ سے اپنے مسائل میں یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے اس سے سورۃ الانفال اور سورۃ التوبۃ کے بارہ میں پوچھا کہ کیا کسی کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ ان دونوں سورتوں کو بسم اللہ الرحمن الرحیم کے ساتھ جدا کرے؟ تو میرے والد نے کہا: قرآن میں وہی رکھا گیا ہے جس پر صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اجماع ہے نہ تو اس میں کوئی کمی اور نہ ہی زیادتی کرے۔

چوتھی حالت:

سورۃ البراۃ (توبۃ) کے درمیان میں بسم اللہ پڑھنا۔

اس میں قراء کرام کا اختلاف ہے جیسا کہ ابن حجر ھیتمی نے فتاوی فقھیۃ کبری (1 / 52) میں نقل کرتے ہوئے کہا ہے:

ائمہ قراء میں سے امام سخاوی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں: اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ سورۃ توبۃ کے درمیان بسم اللہ پڑھنا سنت ہے، اور سورت کے درمیان اور ابتدا میں فرق کیا ہے لیکن جس کا کوئی فائدہ نہیں،

AskIslamPedia GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

اوران قراء میں سے جعبری نے اس کارد کیاہے اوریہی صحیح وجہ ہے (یعنی مکروہ ہے یہی اقرب الی الصواب ہے) اس لیے کہ معنی ابتدا میں بسم اللہ کا ترک کرنے کا متقاضی ہے کیوں کہ یہ السیف کے ساتھ نازل ہوئی اوراس میں منافقین کے قبیح افعال سے پردہ اٹھایا گیاہے جو کہ کسی اورسورت میں نہیں تواس بناپر اس کے درمیان میں بھی بسم اللہ پڑھنا مشروع نہیں جس طرح کہ ابتدا میں ہے۔ جیسا کہ گزر چکاہے۔[27]

104 قرآن مجید کا ترجمہ پڑھنے کا اجر وثواب

حدیث مذکورہ میں جو اجروثواب بیان کیا گیاہے وہ تو صرف اسے ہی حاصل ہو گا جو قرآن مجید عربی ہی میں پڑھتا ہے۔

کسی اورلغت میں ترجمہ یامعانی پڑھنے سے اس حدیث والااجروثواب نہیں، البتہ جو بھی قرآن مجید کو سمجھنے اور غوروفکر اوران آیات پر تدبر کے لیے پڑھتاہے تو اسے اس پر اجروثواب توضرور حاصل ہو گا، اللہ تعالی اسے اجر ضروردے گا۔

105 مستشرقین کا اعتراف حقانیت قرآن

قرآن اور سائنس آپس میں متصادم نہیں (ان کا آپس میں ٹکراؤ نہیں) جب کہ بائبل اور سائنس آپس میں ٹکراتے ہیں۔(موریس بوکائے [فرانسیسی میڈیکل ڈاکٹر جنھوں نے اسلام قبول کیا]- قرآن بائبل اورسائنس)

اور بھی مستشرقین نے اعتراف کیا جن میں سے کچھ نام مندرجہ ذیل ہیں:

کیتھ ایل مورے، ای مارشل جانسن، ٹی وی این پرساد، جو لیف سمسن، گیرالڈ سی گورینگر، الفریڈ کرونر، یوشیدی کوسن، پروفیسر آرم سٹرانگ، ویلیم ہائے، درجاراؤ، تیجاتت تیجاسن، ڈاکٹر موریس بوکائل وغیرہ

106 قرآن کی سند (ارشد بشیر مدنی سے جبرئیل علیہ السلام تک)

ارشد بشیر مدنی - محمد حمید الدین بن محمد سیف الدین- عرفانة بشیر بنت محمد بشیر محي الدين-السيد سيد كليم الله

---

27 (الاداب الشرعیۃ لابن مفلح (2/325) اورالموسوعۃ الفقھیۃ (13/253) اورالفتاوی الفقھیۃ الکبری (1/52))

الحسینی-السید عبدالحق المکی-الکاظمی-الجریسی-المتولی-التہامی-سلمونۃ-العبیدی-الاجھوری-الاسقاطی-المسعود-المزاحی-شمس الدین-شحاذۃ-الطبلاوی-زکریا الانصاری-البلبیسی-المحقق محمد الجزری-عبد الرحمن بن احمد البغدادی-محمد بن احمد الصائغ-علی بن شجاع صہر-ابو القاسم الشاطبی-ابو الحسن بلنسي-ابو داود الاندلسی-ابو عمر وعثمان الدانی-ابن غلبون-الھاشمی-الاشانی-التشھیلی-حفص بن سلیمان-امام عاصم الکوفی-زر بن حبیش الاسدي-عبد اللہ بن مسعود-محمد ﷺ-جبرئیلؑ۔

1. قرآن:

قرآن مجید اللہ رب العالمین کا وہ معجزاتی کلام ہے جو خاتم الانبیاء محمد ﷺ پر جبرئیل علیہ السلام کے ذریعے سے نازل ہوا، جو مصاحف میں مکتوب ہے اور تواتر کے ساتھ ہمارے پاس چلا آرہا ہے، جس کی تلاوت کرنا عبادت ہے اور جس کا آغاز سورۃ الفاتحہ سے اور اختتام سورۃ الناس پر ہوتا ہے۔

Qur'aan Qur'aan Allaah ka wo mojizaati kalaam hai jo khatamul anbiyaa Muhammadﷺpar Jibraeel alaihissalaam ke zariye se naazil hua, jo masahif me maktoob hai aur tawatur ke saath hamare paas chala aarah hai, jis ki tilawat karna ibadat hai aur jis ka aaghaaz sure faatiha se aur ikhtitaam sure naas par hota hai.

2. علوم القرآن:

ایسا فن جو قرآن کریم سے متعلق مختلف مباحث جیسے نزول، تفسیر، ناسخ ومنسوخ، مکی مدنی وغیرہ پر بحث کرتا ہے۔

Uloomul Qur'aan Aisa fan jo Qur'aan se mutalliq mukhtalif mabaahis jaise nuzool, tafseer, naasikh wa mansookh, makki madani waghaira par bahes karta hai.

3. مصحف:

ان صحیفوں کو کہا جاتا ہے جن پر قرآن لکھا گیا۔

MushafUn saheefo ko kaha jaata hai jin par Qur'aan likha gaya hai.

4.وحی:

اللہ کی طرف سے نازل شدہ کلام وہدایات کو وحی کہتے ہیں۔

Wahi Allaah ki taraf se naazil shuda kalaam wa hidayaat ko wahi kahte hain.

5.کلام:

"بات" کو کہتے ہیں، قرآن اللہ کا علم اور کلام ہے، مخلوق نہیں۔

Kalaam 'baat' ko kahte hain, Qur'aan Allaah ka Ilm aur kalaam hai, makhlooq nahi.

6.مکی:

قرآن کریم کی جو آیتیں یا سورتیں رسول ﷺ پر ہجرت سے پہلے اتریں ہیں وہ مکی ہیں۔

Makki Qur'aan ki jo aayatein ya soortein Rasoolﷺpar hijrat se pahle utri wo makki hain.

7.مدنی:

قرآن کریم کی جو آیتیں یا سورتیں رسول ﷺ پر ہجرت کے بعد اتریں ہیں وہ مدنی ہیں۔

Madani Qur'aan ki jo aayatein ya soortein Rasool par hijrat ke bad utri hain wo madani hain.

8.اعجاز:

معنی ایسے بلیغ اسلوب میں بیان کرنا کہ لوگ ایسا کلام پیش کرنے سے عاجز ہوں۔

E'jaaz Maana aise baleegh usloob me bayan karna ke log aisa kalaam

AskIslamPedia GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

pesh karne se aajiz ho.

9. معجزہ:

خلاف معمول امر کا ظہور جسے اللہ اپنے نبیوں کی تائید کے لیے ان کے ہاتھوں ظاہر فرماتا ہے۔

Mo'jiza Khilaaf e Ma'mool amr ka zuhoor jise Allaah apne nabiyo ki taeez ke liye unke hatho zaahir farmata hai.

10. نسخ:

نسخ کے لغوی معنی نقل کرنے کے ہیں، اور شرعی اصطلاح میں ایک حکم کو بدل کر دوسرا حکم نازل کرنے کے ہیں۔

Naskh Naskh ke loghawi maana naqal karne ke hain, aur shar'ee istilaah me ek hukum ko badal kar doosra hukum naazil karne ke hain.

11. ناسخ: نسخ کرنے والی آیت، نیا حکم لاکر پچھلا حکم بدلنے والی آیت۔

Naasikh Naskh karne waali aayat, naya hukum laakar pichla hukum badalne waali aayat.

12. منسوخ:

نسخ ہونے والی آیت، نئے حکم کے آنے پر نسخ ہو جانے والی آیت۔

Mansookh Naskh hone waali aayat, nae hukum ke aane par naskh ho jaane waali aayat.

13. محکم:

محکمات (محکم کی جمع ہے) ان آیات کو کہتے ہیں جن میں اوامر و نواہی، احکام و مسائل اور قصص و حکایات ہوں، جن کا مفہوم واضح اور اٹل ہے اور ان کے سمجھنے میں کسی کو اشکال پیش نہیں آتا۔

Mohkam Mohkamaat (mohkam ki jama hai) un aayaat ko kahte hain jin me awaamir wa nawaahi, ahkaam wa masail aur qisas wa hikayaat ho, jin ka

mafhoom wazeh aur atal hai aur unke samajhne me kisi ko ishkaal pesh nahi aata.

14. متشابہ:

متشابہات (متشابہ کی جمع ہے) ان آیات کو کہتے ہیں جو محکمات کے بالکل برعکس ہوں۔

Mutashabeh Mutashabihaat (mutashabeh ki jama hai) un aayaat ko kahte hain jo mohkamaat ke bilkul baraks ho.

15. تفسیر بالماثور:

تفسیر لکھنے کا یہ وہ طریقہ ہے جس میں کسی آیت کی تفسیر میں احادیث کے علاوہ صحابۂ کرام، تابعین اور تبع تابعین کے اقوال نقل کیے جائیں۔

Tafseer bil masoor Tafseer likhne ka ye wo tareeqa hai jis me kisi aayat ki tafseer me ahaadees ke alaawa sahaba kiraam, tabaeen aur tabe tabaeen ke aqwaal naqal kiye jaaein.

16. تفسیر بالرائے:

تفسیر کا ایک طریقہ بالرائے کہلاتا ہے۔اس کی دو قسمیں ہیں:

1) پسندیدہ (محمود) تفسیر بالرائے۔

2) ناپسندیدہ (مذموم) تفسیر بالرائے۔

اگر تفسیر بالرائے قرآن و سنت کی ہدایت اور عقل سلیم کے مطابق ہو تو درست اور پسندیدہ تفسیر بالرائے ہے۔

اگر وہ قرآن و سنت کی ہدایت سے دور ہو تو پھر وہ ناپسندہ (مذموم) تفسیر بالرائے ہے اور وہ ہرگز صحیح نہیں ہے۔

Tafseer bir raae Tafseer ka ek tareeqa bir raae kahlaata hai. Iski do qismein hain:

1) Pasandeeda (mahmood) tafseer bir raae

2) Naa pasandeeda (mazmoom) tafseer bir raae

Agar tafseer bir raae Qur'an wa sunnat ki hidayat aur aqle saleem ke mutabiq ho to durust aur pasandeeda hai.

Agar wo Qur'an wa sunnat ki hidayat se door ho to phir wo naa pasandeeda (mazmoom) tafseer bir raae hai aur wo hargiz saheeh nahi hai.

17. تفسیر:

آیات قرآن کی شرح اور وضاحت کرنے کو تفسیر کہتے ہیں۔

Tafseer Aayaate Qur'aan ki sharah aur wazahat karne ko tafseer kahte hain.

18. مفسر:

قرآن مجید کی تفسیر کرنے والے کو مفسر کہتے ہیں۔

Mufassir Qur'aan majeed ki tafseer karne waale ko mufassir kahte hain.

19. حروف مقطعات

بعض سورتوں کے شروع میں جو الگ الگ حروف ہیں انہیں مقطعات کہتے ہیں، جن کے معنی صرف اللہ جانتا ہے۔

Huroof e Muqatta'at Baaz soorto ke shuru me jo alag alag huroof hain unhe muqatta'at kahte hain jinke maana sirf Allaah jaanta hai.

20. سبعۃ احرف:

قرآن مجید سبعۃ احرف میں نازل ہوا، یعنی حروف سبعہ سے وجوہ سبعہ مراد ہیں۔ یعنی وہ سات طریقے جو لفظی طور پر مختلف ہیں اور معنی میں متفق، اور اگر ان کے معانی میں اختلاف بھی ہے تو یہ اختلاف تنوع اور تغایر ہے نہ کہ اختلاف تعارض اور تضاد۔ جو امت کے لیے آسانی پیدا کرنے کے لیے اس کی اجازت دی گئی ہے۔

Sab'atu ahruf Qur'aan Majeed sab'atu ahruf me nazil hua, yani huroof sab'ah se

wujooh sab'ah muraad hain. yani wo saat tareeqe jo lafzi taur par mukhtalif hain aur maana me muttafiq, aur agar inke ma'aani me ikhtilaaf bhi hai to ye ikhtilaaf e tanawwo' aur taghayur hai naake ikhtilaaf e ta'aruz aur tazaad. Jo ummat ke liye aasaani paida karne ke liye iski ijazat di gaee hai.

.21 قراء تیں پڑھنا:

قرآن کی مختلف قراء تیں ہیں یعنی ایک لفظ کو پڑھنے کے مختلف طریقے۔

Qira-at Qur'aan ki mukhtalif qira-atein hain yaani ek lafz ko padhne ke mukhtalif tareeqe.

.22 قرّاء:

قاری کی جمع ہے، بہتر انداز، تجوید اور قواعد کا خیال رکھتے ہوئے قرآن پڑھنے والے کو کہا جاتا ہے۔
قرآن کی مختلف قراء تیں ہیں اور ان قراءتوں میں پڑھنے والے ائمہ کو قراء کہا گیا، جو جملہ سات یا دس ہیں۔

Qurraa Qaari ki jama hai, bahtar andaaz, tajweed aur qawaed ka khayaal rakhte hue Qur'aan padhne waale ko kaha jaata hai.

Qur'aan ki mukhtalif qira-atein hain aur in qira-aton me padhne waalo ko qurraa kaha gaya hai jo jumla saat hain.

.23 حافظِ قرآن (جسے قرآن یاد ہو)

Haafiz e Quran Jise Qur'aan yaad ho.

.24 رسم عثمانی

نے سبعۃ احرف کا خیال رکھتے ہوئے قرآن مجید کی کتابت کرائی تھی، اس طرح کے رسم الخط میں لکھے گئے قرآن کو رسم عثمانی کہا جاتا ہے۔

Rasme Usmaani Usmaan ne sab'atu ahruf ka khayaal rakhte hue Qur'aan ki

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

kitabat karaee thi, is tarah ke rasmul khat me likhe gae Qur'aan ko rasme Usmaani kaha jaata hai.

25. مطلق عام حکم

Mutlaq Aam hukum

26. مقید خاص حکم

Muqayyad Khaas hukum

27. منطوق:

الفاظ جس معنی پر دلالت کرتے ہوں اور وہ کہے بھی گئے ہوں۔

Mantooq Alfaaz jis maana par dalalat karte ho aur wo kahe bhi gae ho.

28. مفہوم:

الفاظ جس معنی پر دلالت کرتے ہوں اور وہ نا کہے گئے ہوں۔

Mafhoom Alfaaz jis maana par dalalat karte ho aur wo naa kahe gae ho.

29. جدل:(جھگڑا) Jadal Jhagda

30. امثال:(مثل یا مثیل کی جمع ہے)۔ Amsaal Misl ya Maseel ki jama hai.

31. قصص:(قصہ کی جمع ہے، گزشتہ اقوام کی قصے)

Qisas Qisse ki jama hai, guzishta aqwaam ke qisse.

32. تجوید:

قرآن مجید کو ایسے پڑھنا جیسے اس کے پڑھنے کا حق ہے، ہر حرف کو اس کے مخرج کے ساتھ ادا کرتے ہوئے، بغیر کسی بناوٹ و تکلف، قواعد تجوید کی رعایت کرتے ہوئے پڑھنا۔

Tajweed Qru'aan ko aise padhna jaise uske padhne ka haq hai, ahr harf ko

uske makhraj ke saath ada karte hue, baghair kisi banawat wa takalluf, qawaid tajweed ki ria'ayat karte hue padhna.

33.ترتیل:

رک رک کر تمام مخارج کی ادائیگی کے ساتھ پڑھنے کا نام ہے۔

Tarteel Ruk ruk kar tamaam makhaarij ki adaegi ke saath padhne ka naam hai.

34.اہداف:(نشانہ،ہدف کی جمع ہے) Ahdaaf .Nishaana, hadaf ki jama hai

35.مقاصد:(مقصد کی جمع ہے) Maqaasid .Maqsad ki jama hai

36.اسباق:(سبق کی جمع ہے جس کا ایک معنی نصیحت اور عبرت کے ہیں)

Asbaaq Sabaq ki jama hai jis ka ek maana naseehat aur ibrat ke hain.

37.حدود حد کی جمع ہے۔ اللہ کے محارم، جس کے ارتکاب سے منع کیا گیا ہے۔

Hudood Had ki jama hai. Allaah ke mahaarim, jis ke irtikaab se mana kiya gaya hai.

38.فرائض:

شریعت نے جس چیز کے کرنے کو لازم قرار دیا وہ فرض ہے، جس کی جمع فرائض ہے۔

FaraezShari'at ne jis cheez ke karne ko laazim qaraar diya wo farz hai, jiski jama faraez hai.

39.معوذتین:

سورۃ الفلق اور سورۃ الناس کو کہتے ہیں۔

Mu'awwizatain Suratul falaq aur suratun naas ko kahte hain.

40.بسملہ:(بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے کو کہتے ہیں)

Bismillaa-hir-Rahmaanir-Raheem padhne ko kahte hain Basmalah

41. تعوّذ:(اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھنے کو کہتے ہیں)

Ta'awwuz 'Aoozu Billaahi minash shaitaanir rajeem' padhne ko kahte hain.

42. آیت:(نشانی،(یا)ایسے جملے جن پر رکا جاتا ہے)

Aayat Nishaani, aise jumle jin par ruka jaata hai.

43. سورت:

قرآنی آیات کا ایک مجموعہ جسے ایک دوسرے سے جوڑ دیا گیا ہے، جو اس مقدار اور طوالت کو پہنچ گیا ہو جتنا اللہ کو منظور تھا۔ تمام سورے بسم اللہ سے شروع ہوتے ہیں سوائے سورۂ توبہ کے۔

Soorat Qur'aani aayaat ka ek majmua jise ek doosre se jod diya gaya hai, jo is miqdaar aur tawalat ko pahunch gaya ho jitna Allaah chahte the. Tamaam sure Bismillah se shuru hote hain siwaae sure tauba ke.

44. رکوع:(عادتاً جتنا حصہ پڑھنے کے بعد رکوع کیا جاتا ہو)

.Aadatan jitna hissa padhne ke baad rukoo kiya jaata ho Rukoo'

45. پارہ:

قرآن مجید کو تیس پاروں میں تقسیم کیا گیا ہے تاکہ ایک ماہ میں مکمل کیا جاسکے۔ جن کے الگ الگ نام رکھے گئے ہیں، مثلاً: الم، سیقول۔۔۔الخ

Paarah Qur'aan ko 30 paaro me taqseem kiya gaya hai taake ek maah me mukammal kiya jaasake. Jinke alag alag naam rakhe gae hain, masalan: alif laam meem, sayaqool...etc.

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

.46 منزل:

قرآن مجید ایک ہفتہ میں مکمل کرنے کی غرض سے اسے سات حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے، جسے منزل کے نام سے موسوم کیا گیا ہے، جملہ سات منزلیں ہیں۔

Manzil Qur'aan e majeed ek hafte me mukammal karne ki gharz se ise saat hisso me taqseem kiya gaya hai, jise manzil ke naam se mausoom kiya gaya hai, jumla saat manilein hain.

.47 سجدۂ تلاوت:

قرآن کریم میں چند مقامات ایسے ہیں جن کی تلاوت کرنے یا کسی تلاوت کرنے والے سے سننے سے سجدہ کرنا پڑتا ہے، اسے سجدۂ تلاوت کہتے ہیں۔

Sajdae tilawat Qur'aan e kareem me chand maqamaat aise hain jin ki tilawat karne ya kisi tilawat karne waale se sunne se sajda karna padta hai ise sajdae tilawat kahte hain

.48 وقف:

قرآن پڑھنے کے دوران جہاں رکا جاتا ہے یا رکنا چاہیے اسے وقف کہتے ہیں۔

Waqf Qur'aan padhne ke dauraan jaha ruka jaata hai ya rukna chahiye use waqf kahte hain.

.49 تدوین:(جمع کرنے کو کہتے ہیں) Tadween .Jama karne ko kahte hain

.50 تدبر:(غور وفکر کرنا) Tadabbur Ghaur o Fikr karna

الباب الثانی

تفسیر کے طریقے

کتاب: "مساعد الطیار" سے خلاصہ

1 قرآن کی تفسیر قرآن سے

(1) اس کی اقسام	
1-مجمل کی وضاحت	4-معنی کی معنی سے تفسیر
2-مطلق کی تقیید	5-لفظ کی لفظ سے تفسیر
3-عام کی تخصیص	6-ایک آیت کے اسلوب کی دوسری آیت کے اسلوب سے تفسیر

2 قرآن کی تفسیر سنت سے (اس کی اقسام)	
1-نبی ﷺ صحابہ کو تفسیر سے ابتدا کریں	3-اپنی گفتگو میں ایسا بیان فرمائیں جو تفسیر کے طور پر ہو
2-کسی آیت کے فہم میں صحابہ کو اشکال ہو تو اس کی تفسیر فرمائیں	4-قرآن کی تاویل کریں اور اس پر عمل کریں

3 قرآن کی تفسیر صحابہ کے اقوال سے (تفسیر میں صحابہ کے مصادر)	
1-قرآن کریم	3-زبان عربی
2-سنت نبوی	4-اہل کتاب
5-فہم و اجتہاد	

4 قرآن کی تفسیر تابعین کے اقوال سے (تفسیر میں تابعین کے مصادر)	
1-قرآن کریم	4-زبان عربی
2-سنت نبوی	5-اہل کتاب
3-صحابہ	6-فہم و اجتہاد

5 قرآن کی تفسیر لغت سے	6 قرآن کی تفسیر رائے اور اجتہاد سے

قرآن کی تفسیر قرآن سے

قرآن کی تفسیر قرآن سے ماثور تفسیر کے نمایاں مناہج میں سے ہے، جس میں قرآن کی تفسیر قرآن کی دیگر آیات کے ذریعے کی جاتی ہے، جو اسے تفسیر کے سب سے زیادہ درست اور معتبر طریقوں میں سے بناتا ہے۔ مفسرین سب سے پہلے اسی منہج کی طرف رجوع کرتے ہیں، اس کی صحت اور وثوق کی وجہ سے۔

تعریف:

قرآن کی تفسیر قرآن سے مراد یہ ہے کہ قرآنی آیات کے معانی کو دیگر آیات کے ذریعے واضح کیا جائے، چاہے وہ کسی لفظ، جملے، قصے کی وضاحت ہو، یا مجمل، عام کی تخصیص، یا دیگر امور کی وضاحت ہو۔ اسی طرح اس سے مراد الفاظ یا معنی کے اعتبار سے ملتی جلتی آیات کو آپس میں جوڑنا اور ایک کو دوسری سے تفسیر کرنا بھی ہے۔

اس کی اہمیت:

یہ منہج تفسیر کے بہترین اور اعلیٰ طریقوں میں شمار ہوتا ہے، اور اس کی طرف کئی علماء نے اشارہ کیا ہے۔ ابن تیمیہ نے کہا: "اس بارے میں سب سے صحیح طریقہ یہ ہے کہ قرآن کی تفسیر قرآن سے کی جائے، پس جو کسی جگہ مجمل ہے وہ دوسری جگہ بیان کیا گیا ہے، اور جو کسی جگہ مختصر ہے وہ دوسری جگہ تفصیل سے بیان ہوا ہے۔" ابن قیم نے بھی فرمایا: "قرآن کی تفسیر قرآن سے سب سے بلیغ تفاسیر میں سے ہے۔"

اس کی حجیت:

قرآن کی تفسیر قرآن سے کی حجیت درج ذیل امور پر مبنی ہے:

- **کتاب**: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ﴾ [القیامۃ:19]، جو اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ نے قرآن کی وضاحت اپنے ذمے لی ہے۔

- **سنت**: نبی ﷺ نے معانی کی وضاحت میں قرآن کی طرف رجوع کرنے کی ہدایت دی، جیسا کہ معاذ بن جبل کو یمن بھیجتے وقت فرمایا۔

➜ **اجماع:** علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ قرآن بعض بعض کی تفسیر کرتا ہے۔

➜ **اقوالِ سلف:** صحابہ و تابعین قرآن کی تفسیر کے لیے قرآن ہی کی طرف رجوع کرتے تھے، جیسا کہ ابن عباس وغیرہ سے منقول ہے۔

اس کی اقسام:

❖ قرآن کی تفسیر قرآن سے درج ذیل اقسام میں تقسیم ہوتی ہے:

طریقہ حصول کے اعتبار سے:

❖ صریح نص: جیسے ایک آیت کی تفسیر براہ راست دوسری آیت سے کرنا۔

❖ مفسر کا اجتہاد: جہاں مفسر آیات کے درمیان ربط خود استنباط کرے۔

اتصال و انفصال کے اعتبار سے:

❖ متصل: جہاں مفسر اور مفسَّر ایک ہی سیاق میں ہوں۔

❖ منفصل: جہاں دونوں مختلف سیاق میں ہوں۔

اس کی اقسام:

قرآن کی تفسیر قرآن سے کئی پہلوؤں پر مشتمل ہے، ان میں سے:

❖ مفردہ کے معنی کی وضاحت: کسی اجنبی لفظ کی دوسری آیت سے تفسیر۔

❖ مجمل کی وضاحت: جس میں ایک سے زیادہ معنی کا احتمال ہو۔

❖ عام کی تخصیص: جو کسی آیت میں عام آیا ہو اسے دوسری آیت سے خاص کرنا۔

❖ مطلق کی تقیید: جو کسی آیت میں مطلق آیا ہو اسے دوسری آیت سے مقید کرنا۔

❖ مبہم کی تعیین: جو قرآن میں نام، عدد وغیرہ کے لحاظ سے مبہم ہو اس کی وضاحت۔

قرآن کی تفسیر قرآن سے کی اقسام

قرآن کی تفسیر قرآن سے کئی پہلو رکھتی ہے، ان میں سے نمایاں درج ذیل ہیں:

1) مفردہ کے معنی کی وضاحت: اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی اجنبی لفظ آئے اور اس کی وضاحت قرآن کے کسی اور مقام پر ہو۔ مثال اس کی اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے: ﴿فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِنْ سِجِّيلٍ ٧٤﴾ [الحجر:74]، سِجّیل کی تفسیر طین (مٹی) کے ساتھ کی گئی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِنْ طِينٍ ٣٣﴾ [الذاریات:33]۔

2) مجمل کی وضاحت: مجمل وہ ہے جس میں ایک سے زیادہ معنی کا احتمال ہو اور کوئی قرینہ نہ ہو۔ مثال اس کی اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے: ﴿وَمَا لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ وَإِنَّ كَثِيرًا لَيُضِلُّونَ بِأَهْوَائِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِينَ ١١٩﴾ [الأنعام:119]، اس آیت میں جو ہمارے اوپر حرام کیا گیا اس کو مجمل رکھا گیا، اور دوسری جگہ اس کی تفصیل بیان کی گئی: ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ذَلِكُمْ فِسْقٌ الْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ دِينِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ فَإِنَّ اللهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ٣﴾ [المائدۃ:3]

3) عام کی تخصیص: عام وہ ہے جو ہر اس چیز کو شامل ہو جو اس کے تحت آسکتی ہے۔ اس کی دو اقسام ہیں:

پہلی: متصل، جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ﴾ [العصر:2]، جسے اللہ تعالیٰ نے اس طرح خاص کیا: ﴿إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ﴾ [العصر:3]۔

دوسری: منفصل، اس کی مثال اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے: ﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَاللهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ﴾ [البقرۃ:234]، اللہ تعالیٰ نے

بیان کیا کہ شوہر کے انتقال کے بعد عدت چار ماہ دس دن ہے، یہ ہر ایسی عورت کے لیے عام ہے، اور حاملہ عورت کو اس سے خاص کیا، جیسا کہ فرمایا: ﴿وَاللَّائِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِنْ نِسَائِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا﴾[الطلاق:4]، چاہے وہ ایک رات میں وضع حمل کرے یا نو ماہ بعد۔

4) مطلق کی تقیید: مطلق وہ ہے جو کسی ایک کو بغیر کسی قید کے شامل ہو۔ مثال اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے: ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ذَلِكُمْ فِسْقٌ الْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ دِينِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾[المائدة:3]، یہاں (خون) کو مطلقاً حرام قرار دیا گیا ہے، اور دوسری آیت میں اسے مسفوح (بہتا ہوا) خون کے ساتھ مقید کیا گیا ہے: ﴿قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنْزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَإِنَّ رَبَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾[الأنعام:145]

5) مبہم کی تعیین: مبہم وہ ہے جس میں قرآن میں نام، عدد، وقت یا جگہ کی وضاحت نہ ہو۔ مثال اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے: ﴿وَالَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهَا مِنْ رُوحِنَا وَجَعَلْنَاهَا وَابْنَهَا آيَةً لِلْعَالَمِينَ﴾[الأنبياء:91]، یہاں عورت کا نام مبہم ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے دوسری آیات میں بیان فرمایا: ﴿وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهِ مِنْ رُوحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمَاتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهِ وَكَانَتْ مِنَ الْقَانِتِينَ﴾[التحریم:12]۔

تفصیلی مقالہ مع دلائل، حوالہ واقوال علماء (قرآن کی تفسیر قرآن سے)

قرآن کی تفسیر قرآن سے تفسیر بالماثور کی ایک قسم ہے۔ بعض علماء کے نزدیک قرآن کی تفسیر قرآن سے مفسر کے لیے سب سے پہلی راہ ہے اور یہ سب سے بلیغ تفاسیر میں شمار ہوتی ہے۔

تعریف

قرآن کی تفسیر قرآن سے مراد یہ ہے کہ قرآن کے معانی کو خود قرآن سے بیان کیا جائے، پس قرآن کی ہر وہ وضاحت جو ہمیں خود قرآن سے حاصل ہو، وہ قرآن کی تفسیر قرآن سے ہے، چاہے وہ کسی لفظ، جملہ، قصہ کی وضاحت ہو، یا مجمل کی تبیین، عام کی تخصیص یا دیگر امور ہوں۔ نیز اس سے مراد یہ بھی ہے کہ لفظ یا معنی کے اعتبار سے ملتی جلتی آیات کو آپس میں جوڑ کر ایک کو دوسری سے تفسیر کیا جائے۔ سلف و خلف کا اس بات پر اجماع ہے کہ تفسیر کے سب سے صحیح اور اعلیٰ طریقے میں قرآن کی تفسیر قرآن سے ہے۔ ابن تیمیہ نے اسے سب سے بہترین تفسیر قرار دیا اور کہا: «اس بارے میں سب سے صحیح طریقہ یہ ہے کہ قرآن کی تفسیر قرآن سے کی جائے، پس جو کسی جگہ مجمل ہے وہ دوسری جگہ بیان کیا گیا ہے، اور جو کسی جگہ مختصر ہے وہ دوسری جگہ تفصیل سے بیان ہوا ہے۔» ابن عطیہ نے کہا: «جو شخص قرآن کریم کی تفسیر کرے، اس کے لیے لازم ہے کہ سب سے پہلے قرآن کی طرف رجوع کرے، اس میں اپنے مطلوبہ تفسیر کو تلاش کرے، آیات کو آپس میں ملائے، جو بات مفصل آئی ہے اس سے مجمل کو سمجھے، مطلق کو مقید پر، اور عام کو خاص پر محمول کرے۔ کسی کو بھی اس قرآنی تفسیر سے تجاوز کرنے کی اجازت نہیں۔» سلف نے قرآن کی تفسیر قرآن سے کی مگر اس پر مستقل فن تصنیف نہیں کیا۔ محمد حسین الذہبی نے کہا: «قرآن کی تفسیر قرآن سے یہ بھی ہے کہ بظاہر مختلف باتوں کو جمع کیا جائے؛ جیسے آدم کی تخلیق کو کہیں مٹی، کہیں گارے، کہیں سڑے ہوئے گارے، کہیں خشک مٹی سے بیان کیا گیا، یہ سب آدم کی تخلیق کے مختلف مراحل ہیں۔»

اس کی اہمیت

قرآن کی تفسیر قرآن سے تفسیر بالماثور کی ایک قسم ہے۔ بعض علماء کے نزدیک قرآن کی تفسیر قرآن سے مفسر کے لیے سب سے پہلی راہ ہے اور یہ "سب سے بلیغ تفسیر" ہے۔ یہ تفسیر کے سب سے اعلیٰ اور بہترین طریقوں میں شمار

ہوتی ہے جیسا کہ اہل علم کی جماعتوں نے تصریح کی۔ فراہی نے کہا: "سلف سے خلف تک اہل تاویل کا اجماع ہے کہ قرآن ایک دوسرے کی تفسیر کرتا ہے اور یہ سب سے زیادہ معتبر اور بہترین تاویل ہے۔" ابن تیمیہ (728ھ) نے فرمایا: «سب سے بہترین تفسیر یہ ہے کہ قرآن کی تفسیر قرآن سے کی جائے۔» ابن قیم (751ھ) نے فرمایا: «قرآن کی تفسیر قرآن سے سب سے بلیغ تفاسیر میں سے ہے۔»

اس کی حجیت

اس کی حجیت پر کتاب، سنت، اجماع، اقوال سلف اور عقل دلالت کرتے ہیں۔

کتاب سے

کئی نصوص دلالت کرتی ہیں کہ قرآن ایک دوسرے کی تفسیر کرتا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ﴾[القیامہ:19]، ابن کثیر (774ھ) نے کہا: «اللہ نے اس کے سینے میں جمع کرنے، اس کی تلاوت کو آسان کرنے اور اس کی وضاحت و تفسیر کی ذمہ داری لی۔ پہلی حالت: اس کا سینے میں جمع ہونا، دوسری: اس کی تلاوت، تیسری: اس کی تفسیر اور معنی کی وضاحت۔»

سنت سے

سنت میں اس کی حجیت دو طریقوں سے ثابت ہے:

طریقہ تاسیسی: نبی ﷺ نے عمومی طور پر قرآن کی طرف رجوع کی ہدایت دی، معانی کی وضاحت میں بھی۔ حضرت معاذ (18ھ) کو یمن بھیجتے وقت فرمایا: «جب تمہارے سامنے کوئی معاملہ آئے تو کیسے فیصلہ کرو گے؟» انہوں نے کہا: «کتاب اللہ سے»، فرمایا: «اگر کتاب اللہ میں نہ ملے؟» کہا: «رسول اللہ ﷺ کی سنت سے»، فرمایا: «اگر سنت میں بھی نہ ملے؟» کہا: «اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا»، تو نبی ﷺ نے ان کے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: «اللہ کا شکر ہے جس نے رسول اللہ کے ایلچی کو اس بات کی توفیق دی جو رسول اللہ کو راضی کرے۔»

طریقہ تطبیقی: نبی ﷺ سے کئی مقامات پر قرآن کی تفسیر قرآن سے منقول ہے، جیسے ابن مسعود (32ھ) سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾[الأنعام:82]، صحابہ نے کہا: «ہم میں سے کون ہے جس نے اپنے ایمان کو ظلم سے نہ ملایا ہو؟» نبی ﷺ نے فرمایا: «یہ وہ نہیں، کیا تم

نے لقمان کے قول کو نہیں سنا: ﴿وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ . . . إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾[لقمان:13]»

اجماع

علماء کا اجماع ہے کہ قرآن ایک دوسرے کی تفسیر کرتا ہے اور اس کی وضاحت کرتا ہے۔ شنقیطی (1393ھ) نے کہا: «علماء کا اجماع ہے کہ قرآن کی سب سے شرف والی اور اعلیٰ تفسیر قرآن کی تفسیر قرآن سے ہے۔»

اقوال سلف

ان کے اقوال سے دو طرح سے حجیت ثابت ہوتی ہے:

پہلا: تاسیسی: جیسے عبید اللہ بن ابی یزید (126ھ) سے منقول ہے: «ابن عباس جب کسی معاملے کے بارے میں پوچھے جاتے اور وہ قرآن میں ہوتا تو وہی بیان کرتے، اگر قرآن میں نہ ہوتا تو رسول اللہ ﷺ سے منقول بیان کرتے۔»

دوسرا: تطبیقی: سلف (صحابہ، تابعین، تبع تابعین) نے قرآن کے معانی کی وضاحت کے لیے قرآن ہی پر اعتماد کیا۔ ان سے اس بارے میں بہت سی مثالیں منقول ہیں۔

صحابہ سے منقول مثالوں میں سے: ابن عباس (68ھ) سے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں نقل ہوا: ﴿إِنَّ الْإِنسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا ١٩﴾ [المعارج:19]، انہوں نے کہا: وہ وہی ہے جس کے بارے میں اللہ نے فرمایا: ﴿إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا ٢٠﴾[المعارج:20]۔

تابعین سے منقول مثالوں میں سے: سعید بن جبیر (95ھ) سے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں نقل ہوا: ﴿وَشَاهِدٍ وَمَشْهُودٍ ٣﴾[البروج:3]، انہوں نے کہا: الشاہد: اللہ ہے، اور المشہود: ہم ہیں، اس کی وضاحت: ﴿مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللهِ وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ وَأَرْسَلْنَاكَ لِلنَّاسِ رَسُولًا وَكَفَى بِاللهِ شَهِيدًا ٧٩﴾[النساء:79]۔

اتباع تابعین سے منقول مثالوں میں سے: عبد الرحمن بن زید (182ھ) سے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں نقل ہوا: ﴿إِنَّ الْإِنسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ ٦﴾[العادیات:6]، انہوں نے کہا: الکنود: کافر، اور انہوں نے یہ آیت پڑھی: ﴿وَهُوَ الَّذِي أَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ إِنَّ الْإِنسَانَ لَكَفُورٌ ٦٦﴾[الحج:66]۔

نظر

پس عقل اور صحیح نظر اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ کلام کے معانی کو خود متکلم سے زیادہ کوئی نہیں جانتا، پس جہاں اس کا مراد سمجھنا ممکن ہو وہی مقدم ہے۔

تفسیر قرآن بالقرآن کی اقسام (اولاً: طریقِ حصول کے اعتبار سے)

بعض محققین تفسیر قرآن بالقرآن کو طریقِ حصول کے اعتبار سے دو اقسام میں تقسیم کرتے ہیں:

1۔ جس کا طریقہ صریح نص ہو

اور یہ دو طرح کا ہوتا ہے:

نص قرآن سے: جو ہر عربی کو سمجھ آجائے، پس جب سیاق آئے تو جس نے وہ زبان جانی ہو جس میں قرآن نازل ہوا تو اسے تردد نہ ہو کہ یہ آیت اس کی وضاحت ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کا قول: ﴿وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ ١ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الطَّارِقُ ٢ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ٣﴾[الطارق:1-3]، پس ان آیات نے الطارق کی تفسیر النجم الثاقب سے کی۔

نص سنت سے: اس کی مثال ابن مسعود (32ھ) سے مروی ہے، انہوں نے کہا: جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ ٨٢﴾[الأنعام:82]، تو یہ بات صحابہ پر شاق گزری اور انہوں نے کہا: "ہم میں کون ہے جس نے اپنے ایمان کو ظلم سے نہ ملایا ہو؟" تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ وہ نہیں، کیا تم نے لقمان کے اپنے بیٹے سے قول کو نہیں سنا: ﴿وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ١٣﴾[لقمان:13]"

2۔ جس کا طریقہ مفسر کا اجتہاد ہو

اور اس میں صحابی سے لے کر بعد والوں تک سب داخل ہیں۔ اس کی مثال: ابن عباس (68ھ) وغیرہ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر کی: ﴿فَأَخَذَهُ اللَّهُ نَكَالَ الْآخِرَةِ وَالْأُولَى ٢٥﴾[النازعات:25]، انہوں نے کہا: "اس کی پہلی بات:

اللہ تعالیٰ کا قول: ﴿وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرِي فَأَوْقِدْ لِي

يَا هَامَانُ عَلَى الطِّينِ فَاجْعَلْ لِي صَرْحًا لَعَلِّي أَطَّلِعُ إِلَى إِلَهِ مُوسَى وَإِنِّي لَأَظُنُّهُ مِنَ الْكَاذِبِينَ ٣٨﴾ [القصص:38]، اور آخری: ﴿فَقَالَ أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلَى ٢٤﴾ [النازعات:24]"

ثانیاً: اتصال وانفصال کے اعتبار سے

یہ تفسیر قرآن بالقرآن کی ایک اور تقسیم ہے، جو اتصال وانفصال کے اعتبار سے ہے۔

متصل

وہ جس میں مفسر اور مفسَّر ایک ہی سیاق میں ہوں۔ اس کی مثال: اللہ تعالیٰ کے قول میں: ﴿اللَّهُ الصَّمَدُ ٢﴾ [الإخلاص:2]، محمد بن کعب قرظی (108ھ) وغیرہ نے کہا: "﴿الصمد﴾: وہ ہے جو نہ پیدا ہوا نہ پیدا کیا گیا، اور اس کا کوئی ہمسر نہیں۔"

منفصل

وہ جس میں مفسر اور مفسَّر دو الگ سیاق میں ہوں۔ اس کی مثال: اللہ تعالیٰ کے قول میں: ﴿كَذَلِكَ وَأَوْرَثْنَاهَا قَوْمًا آخَرِينَ ٢٨﴾ [الدخان:28]، اللہ تعالیٰ نے قوم آخرین سے مراد کو سورہ شعراء میں بیان کیا: ﴿فَأَخْرَجْنَاهُمْ مِنْ جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ٥٧﴾ [الشعراء:57]۔

قرآن کی تفسیر قرآن سے کی اقسام

قرآن کی تفسیر قرآن سے کئی پہلو رکھتی ہے، ان میں سے نمایاں درج ذیل ہیں:

1- مفردہ کے معنی کی وضاحت

اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی اجنبی لفظ آئے اور اس کی وضاحت قرآن کے کسی اور مقام پر ہو۔ مثال اس کی اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے: ﴿فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِنْ سِجِّيلٍ ٧٤﴾ [الحجر:74]، سِجِّیل کی تفسیر طین (مٹی) کے ساتھ کی گئی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِنْ طِينٍ ٣٣﴾ [الذاريات:33]۔

2- مجمل کی وضاحت

مجمل وہ ہے جس میں ایک سے زیادہ معنیٰ کا احتمال ہو اور کوئی قرینہ نہ ہو۔ مثال اس کی اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے: ﴿وَمَا لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ وَإِنَّ كَثِيرًا لَيُضِلُّونَ بِأَهْوَائِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِينَ ١١٩﴾ [الأنعام:119]، اس آیت میں جو ہمارے اوپر حرام کیا گیا اس کو مجمل رکھا گیا، اور دوسری جگہ اس کی تفصیل بیان کی گئی: ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ذَلِكُمْ فِسْقٌ الْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ دِينِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ٣﴾ [المائدة:3]

3- عام کی تخصیص

عام وہ ہے جو ہر اس چیز کو شامل ہو جو اس کے تحت آسکتی ہے۔ اس کی دو اقسام ہیں:

پہلی: متصل، جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ ٢﴾ [العصر:2]، جسے اللہ تعالیٰ نے اس طرح خاص کیا: ﴿إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ٣﴾ [العصر:3]۔

دوسری: منفصل، اس کی مثال اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے: ﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ٢٣٤﴾ [البقرة:234]، اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ شوہر کے انتقال کے بعد عدت چار ماہ دس دن ہے، یہ ہر ایسی عورت کے لیے عام ہے، اور حاملہ عورت کو اس سے خاص کیا، جیسا کہ فرمایا: ﴿وَاللَّائِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِنْ نِسَائِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا ٤﴾ [الطلاق:4]، چاہے وہ ایک رات میں وضع حمل کرے یا نو ماہ بعد۔

4- مطلق کی تقیید:

اور مطلق وہ ہے: جو کسی ایک کو بغیر کسی قید کے شامل ہو۔ اس کی مثال اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے: ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ذَلِكُمْ فِسْقٌ الْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ دِينِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ٣﴾[المائدة:3]، یہاں (خون) کی حرمت مطلقاً آئی ہے، اور اسے ایک اور آیت میں بہتے ہوئے خون کے ساتھ مقید کیا گیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنْزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَإِنَّ رَبَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ١٤٥﴾[الأنعام:145]

5- مبہم کی تعیین:

اور مبہم وہ ہے: جس کا نام، عدد، وقت یا جگہ قرآن میں ذکر نہ ہو۔ اس کی مثال اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے: ﴿وَالَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهَا مِنْ رُوحِنَا وَجَعَلْنَاهَا وَابْنَهَا آيَةً لِلْعَالَمِينَ ٩١﴾ [الأنبياء:91]۔ یہاں عورت کا نام مبہم ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے دوسری آیات میں بیان کیا، جیسے فرمایا: ﴿وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهِ مِنْ رُوحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمَاتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهِ وَكَانَتْ مِنَ الْقَانِتِينَ ١٢﴾[التحریم:12]۔

تفسیر قرآن بالقرآن کے اہم ترین ضوابط میں سے

ا- تفسیر نبوی کی مخالفت نہ ہو: تفسیر قرآن بالقرآن کے اہم ترین ضوابط میں سے یہ ہے کہ سنت کی مخالفت نہ ہو، اور اس کے لیے دو شرطیں ہیں:

الف: حدیث آیت کے الفاظ کی وضاحت کے لیے وارد ہو۔

ب: حدیث نص ہو اور کسی اور معنی کا احتمال نہ ہو۔

۲- سلف کے اجماع کی مخالفت نہ ہو۔

۳- قرآن کی صریح تفسیر غیر صریح پر مقدم ہے۔

وہ تفاسیر جنہوں نے تفسیر قرآن بالقرآن کا خاص اہتمام کیا

تفسیر قرآن بالقرآن کی مشہور تفاسیر میں سے: تفسیر القرآن العظیم

بہت سے مفسرین نے تفسیر قرآن بالقرآن کا اہتمام کیا اور اپنی تصنیفات میں اس کی اہمیت کی بنا پر اسے ذکر کیا، جن میں نمایاں طور پر:

ابن کثیر (۷۷۴ھ) اپنی کتاب: (تفسیر القرآن العظیم) میں، جو تفسیر قرآن بالقرآن میں وسعت رکھنے والی اولین تفاسیر میں سے ہے۔

صنعانی (۱۱۸۲ھ)، جنہوں نے اسے اپنی تصنیف (مفاتح الرضوان فی تفسیر الذکر بالآثار والقرآن) میں مستقل کیا۔

شنقیطی (۱۳۹۳ھ)، اپنی کتاب: (أضواء البيان في إيضاح القرآن بالقرآن) میں۔

وہ کتب و مصادر جنہوں نے علم تفسیر قرآن بالقرآن کا اہتمام کیا

- تفسیر القرآن بالقرآن – تأصیل وتقویم، محسن بن حامد المطیری۔
- تفسیر القرآن بالقرآن – دراسة تأصيلية، احمد البريدي۔
- تفسیر القرآن بالقرآن – دراسة تاريخية و نظرية، محمد قجوي۔
- التحبیر شرح التمهير في أصول التفسير، محمد بن سريع السريع۔
- تفسیر القرآن بالقرآن والسنة والآثار وبالأسلوب الحديث، احمد عبد الرحمن القاسم۔
- تفسیر القرآن بالقرآن من خلال کتاب: (أضواء البيان) للشنقيطي، عرض وتقويم، ہشام احمد محمد۔

❖ موسوعۃ مھارات تفسیر القرآن الکریم، اعداد: مجموعۃ من المؤلفین، باشراف: دار عطاءات العلم۔

قرآن کی تفسیر قرآن سے کی مثالیں

آیت﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ أُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ إِلَّا مَا يُتْلَى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيدُ ١﴾کی تفسیر آیت ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ذَلِكُمْ فِسْقٌ الْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ دِينِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ٣﴾[المائدۃ:3]سے ہوئی۔

آیت﴿فَتَلَقَّى آدَمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ٣٧﴾[البقرۃ:37]کی تفسیر آیت﴿قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ٢٣﴾ [الأعراف:23]سے ہوئی۔

آیت﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ ٨٢﴾ [الأنعام:82]کی تفسیر آیت﴿وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ١٣﴾[لقمان:13]سے ہوئی۔

المراجع

1) ابن قيم الجوزية. محمد حامد الفقي (المحرر). التبيان في أقسام القرآن. دار المعرفة. ص.187.

2) محمد قجوي. تفسير القرآن بالقرآن دراسة تاريخية نظرية. رسالة دكتوراه. ص2.

3) أحمد ابن تيمية (1980). مقدمة في أصول التفسير. مكتبة دار الحياة. ص. 39.

4) محمد بن سريع السريع (2022). التحبير شرح التمهير في أصول التفسير (ط. ١). دار الحضارة. ص.31.

5) ابن عطية (2001). المحرر الوجيز في تفسير الكتاب العزيز. دار الكتب العلمية. ج. 1. ص.6.

6) محمد قجوي. تفسير القرآن بالقرآن دراسة تاريخية نظرية. ص.4.

7) محمد السيد حسين الذهبي. التفسير والمفسرون. مكتبة وهبة. ج. 1. ص. 42.

8) محسن بن حامد المطيري (2011). تفسير القرآن بالقرآن :تأصيل وتقويم (ط. ١). دار التدمرية. ص.52.

9) تقي الدين أبو العباس أحمد بن عبد الحليم بن عبد السلام بن عبد الله بن أبي القاسم بن محمد ابن تيمية الحراني الحنبلي الدمشقي (ت 728هـ) (1490هـ/1980م). مقدمة في أصول التفسير. دار مكتبة الحياة، بيروت، لبنان. ص.39.

10) محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قيم الجوزية (ت 751هـ). التبيان في أقسام القرآن. دار المعرفة، بيروت، لبنان. ص. 187.

11) أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري ثم الدمشقي (ت 774 هـ) (1419 هـ). تفسير القرآن العظيم (ط. ١). دار الكتب العلمية، منشورات محمد علي بيضون - بيروت. ص.286.

12) أخرجه أبو داود (3592)، والترمذي (1327)، والبيهقي في «السنن الكبرى»

(20339)، وجوّد إسنادَه ابنُ تيمية في «مقدمة أصول التفسير»، وابنُ كثير في «مقدمة تفسيره».

13) أخرجه البخاري(4776).

14) محمد الأمين بن محمد المختار بن عبد القادر الجكني الشنقيطي (المتوفى : 1393هـ) (2021). أضواء البيان في إيضاح القرآن بالقرآن. دار عطاءات العلم للنشر - دار ابن حزم. ج. 1. ص.8.

15) أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف(2299).

16) أخرجه الطبري(23/266).

17) أخرجه البغوي في تفسيره(8/382).

18) أخرجه الطبري(24/586).

19) جامع البيان عن تأويل آي القرآن ، أبو جعفر، محمد بن جرير الطبري (224 - 310هـ) ، دار التربية والتراث - مكة المكرمة، (24/203).

20) جامع البيان عن تأويل آي القرآن ، أبو جعفر، محمد بن جرير الطبري (224 - 310هـ) ، دار التربية والتراث - مكة المكرمة، (24/691).

21) أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري ثم الدمشقي (ت 774 هـ) 1419 هـ). تفسير القرآن العظيم (ط. 1). دار الكتب العلمية، منشورات محمد علي بيضون - بيروت. ج. ٧. ص.232.

22) محمد السريع (2022). التحبير شرح التمهير في أصول التفسير (ط. 1). دار الحضارة. ص.41.

23) محسن بن حامد المطيري (2011). تفسير القرآن بالقرآن :تأصيل وتقويم (ط.

١). دار التدمرية. ص.118.

24) المرجع السابق ، ص147.

25) محسن بن حامد المطيري(2011).تفسير القرآن بالقرآن :تأصيل وتقويم (ط.1). دار التدمرية. ص. 101.

26) محسن بن حامد المطيري (2011).تفسير القرآن بالقرآن :تأصيل وتقويم (ط. 1).دار التدمرية. ص. 27.

ثانیاً: قرآن کی تفسیر سنت نبوی سے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ﴾ [النحل:۴۴]،

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری بیان کی ہے کہ آپ لوگوں کے لیے قرآن کی وضاحت کریں۔ چونکہ یہ ذمہ داری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سونپی گئی ہے، اس لیے ہم پر لازم ہے کہ قرآن کی تفسیر کے لیے آپ کی تشریحات کی طرف رجوع کریں۔ سنت کی حجیت کی بنیادی وجوہات میں سے ایک یہ ہے کہ سنت اللہ کی وحی ہے، جیسا کہ ارشاد ہے:﴿إِنْ هُوَ إِلاَّ وَحْيٌ يُوحَى﴾ [النجم:۴]۔لہٰذا سنت بھی قرآن کی طرح حجت ہے اور قرآن کو سمجھنے کا بنیادی ذریعہ ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ﴾-اس کا مطلب یہ ہے کہ نبوی بیان کے بغیر قرآن کی تشریح ناممکن ہے، کیونکہ اللہ کے بندوں میں سے کوئی بھی اللہ کے مراد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر نہیں جانتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرآن کی تفسیر سے متعلق مستنبط اقسام

قرآن کی نبوی تفسیر کی اقسام کو احادیث کے جائزے کے بعد مستنبط کیا جا سکتا ہے (۱)۔ ان اقسام میں مندرجہ ذیل پہلو شامل ہیں:

1) اصحابہ کرام کے سامنے آیت یا لفظ کی تفسیر کا اعلان کرنا، جس کے دو اسلوب ہیں:

(الف) پہلے تفسیر بیان کرنا پھر آیت کا ذکر کرنا۔

(ب) پہلے آیت کا ذکر کرنا پھر اس کی تفسیر بیان کرنا۔

2) جب صحابہ کو کسی آیت کی سمجھ میں دشواری ہو تو اس کی وضاحت فرمانا۔

3) اپنی گفتگو میں ایسی بات بیان کرنا جو آیت کی تفسیر کے طور پر کام دے۔

4) قرآن کی تاویل کرنا، اس کے احکام پر عمل کرنا اور اس کی ممانعتوں سے پرہیز کرنا۔

ان اقسام کی مثالیں درج ذیل ہیں

(1) آیت یا لفظ کی تفسیر کا اعلان، دو اسلوبوں کے ساتھ

پہلا اسلوب: پہلے تفسیر بیان کرنا پھر آیت کا ذکر کرنا:

مثال: اللہ کا فرمان: ﴿إِنّ الّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرّحْمَانُ وُدًّا﴾[مریم:۹۶]۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «جب اللہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرائیل کو پکارتا ہے: اے جبرائیل! میں فلاں سے محبت کرتا ہوں، تم بھی اس سے محبت کرو۔ پھر آسمان میں اس کے لیے محبت کا اعلان ہوتا ہے اور زمین والوں میں محبت نازل ہوتی ہے۔ یہی اس آیت کی تفسیر ہے: ﴿إِنّ الّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرّحْمَانُ وُدًّا﴾۔ اور جب اللہ کسی بندے سے ناراض ہوتا ہے تو جبرائیل کو پکارتا ہے: اے جبرائیل! میں فلاں سے ناراض ہوں۔ پھر آسمان میں اس کے لیے ناراضگی کا اعلان ہوتا ہے اور زمین والوں میں ناراضگی نازل ہوتی ہے»۔

دوسرا اسلوب: پہلے آیت کا ذکر کرنا پھر اس کی تفسیر بیان کرنا:

مثال: اللہ کا فرمان: ﴿وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ﴾[الأنفال:۶۰]۔

حضرت ابو علی ثمامہ بن شفی سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر فرماتے سنا: «﴿وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوّةٍ﴾ سنو! طاقت سے مراد تیر اندازی ہے، سنو! طاقت سے مراد تیر اندازی ہے، سنو! طاقت سے مراد تیر اندازی ہے»۔

(2) صحابہ کو کسی آیت کی سمجھ میں دشواری ہو تو اس کی وضاحت فرمانا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آیت ﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ [الأنعام:٨٢] نازل ہوئی تو مسلمانوں پر یہ بات گراں گزری۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم میں سے کون ہے جس نے اپنے ایمان کو ظلم سے نہ ملایا ہو؟ آپ نے فرمایا: «اس سے مراد وہ نہیں، بلکہ شرک ہے۔ کیا تم نے لقمان کا اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے وقت یہ قول نہیں سنا: ﴿يَابُنَيَّ لاَ تُشْرِكْ بِاللهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾ [لقمان:١٣]؟» (٣)۔

(3) اپنی گفتگو میں ایسی بات بیان کرنا جو آیت کی تفسیر کے طور پر کام دے

مثال: اللہ کا فرمان: ﴿وَجِيءَ يَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ﴾ [الفجر:٢٣]۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «اس دن جہنم کو لایا جائے گا، جس کے ساتھ ستر ہزار لگام ہوں گی، اور ہر لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے جو اسے کھینچ رہے ہوں گے»۔

(4) قرآن کی تاویل کرنا اور اس کے احکام پر عمل کرنا:

مثال: اللہ کا فرمان: ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ﴾ [النصر:٣]۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب سورہ نصر نازل ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز میں یہ کہتے: «سبحانک ربنا وبحمدک، اللهم اغفر لي»۔ بخاری کی روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع اور سجدے میں اکثر یہ کہتے: «سبحانك اللهم ربنا وبحمدك، اللهم اغفر لي»۔ یہ قرآن کی تاویل تھی (٣)۔

المراجع

1) سلطان بن عبدالله الجربوع. أقوال القاضي عياض في التفسير. ج.1.ص.15.

2) التمهير في أصول التفسير، محمد السريع، دار الحضارة،1443هـ،(ص8).

3) المؤلف: خالد بن عبد العزيز الباتلي (١٤٣٢ هـ- ٢٠١١ م). التفسير النبوي مُقَدِّمَةٌ تَأْصِيْلِيَّةٌ مَعَ دِرَاسَةٍ حَدِيثِيَّةٍ لِأَحَادِيْثِ التَّفْسِيرِ النَّبَوِيِّ الصّريح (ط. ١). دار كنوز إشبيليا للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية. ج. ١. ص.55.

4) أحمد ابن تيمية الحراني (١٩٨٠). مقدمة في أصول التفسير. دار مكتبة الحياة. ص.39.

5) محمد بن سليمان الاشقر (٢٠٠٣). أفعال الرسول صلى الله عليه وسلم ودلالتها على الاحكام الشرعية. مؤسسة الرسالة للطباعة والنشر والتوزيع. ج. ١. ص. 122.

6) أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري ثم الدمشقي (١٩٩٩). سامي محمد سلامة (المحرر). تفسير ابن كثير (ط. الثانية). دار طيبة للنشر والتوزيع. ج. ١. ص.7.

7) أحمد بن حنبل. مسند أحمد. ج. ٤. ص. 131.

8) التمهير في أصول التفسير، محمد السريع، دار الحضارة،1443ه-،(ص8).

9) نزهة النظر في توضيح نخبة الفكر، ابن حجر العسقلاني، مطبعة المصباح، 1421ه-،(ص91).

10) المؤلف: خالد بن عبد العزيز الباتلي (١٤٣٢ هـ- ٢٠١١ م). التفسير النبوي مُقَدِّمَةٌ تَأْصِيْلِيَّةٌ مَعَ دِرَاسَةٍ حَدِيثِيَّةٍ لِأَحَادِيْثِ التَّفْسِيرِ النَّبَوِيِّ الصّريح (ط. ١). دار كنوز إشبيليا للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية. ج.1. ص.30.

11) مساعد بن سليمان الطيار (٢٠٠٣). فصول في أصول التفسير (ط. الثانية). دار ابن الجوزي. ص. ٤٣.

12) إبراهيم الشاطبي (١٤١٧ه). الموافقات (ط. الأولى). دار ابن عفان. ص. (٢٣٠/٣)، وانظر: (392/4).

13) التحبير شرح التمهير في أصول التفسير، محمد السريع، دار الحضارة، ١٤٤٤ه، (ص24).

14) الترمذي. سنن الترمذي. ج.5.ص.318.

15) محمد بن إسماعيل البخاري. صحيح البخاري. ج.4.ص.141.

16) مسلم بن الحجاج. صحيح مسلم. ج. ٤. ص.2184.

قرآن کی تفسیر صحابہ کے اقوال سے

یہ قرآن کی تفسیر کے مصادر میں تیسرا مصدر اور تفسیر بالماثور کی ایک قسم ہے، جو تفسیر قرآن بالقرآن اور تفسیر قرآن بالسنت کے بعد آتی ہے۔ اس سے مراد قرآن کے معانی کی وضاحت کے وقت صحابہ کرام کے اقوال اور آثار کی طرف رجوع کرنا ہے، اس لیے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نزولِ قرآن کے گواہ تھے اور انہوں نے قرآن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تازہ اور براہ راست حاصل کیا، اور وہ قرآن کے الفاظ اور معانی کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔ مفسر کے صحابہ کے اقوال کی طرف رجوع کرنے کی وجوہات میں یہ شامل ہے کہ انہوں نے نزول کو دیکھا، اس کے حالات کو جانا، وہ اس زبان کے اہل تھے جس میں قرآن نازل ہوا، اور انہوں نے ان لوگوں کے حالات کو بھی جانا جن پر قرآن نازل ہوا، چاہے وہ عرب ہوں یا یہود، نیز ان کی نیت کی پاکیزگی اور فہم کی درستگی۔ صحابہ کرام تفسیر قرآن کے وقت جن مصادر سے استفادہ کرتے تھے، ان میں وہ دوسروں کی نسبت زیادہ باریک بین اور محتاط تھے۔ صحابہ میں سے جنہوں نے تفسیر میں شہرت پائی ان میں عبد اللہ بن مسعود اور عبد اللہ بن عباس (ترجمان القرآن) شامل ہیں۔

تعریف انفرادی تعریف:

تفسیر: کشف، وضاحت، بیان اور معنیٰ کو ظاہر کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا﴾، اور یہ وہ علم ہے جس کے ذریعے اللہ کی کتاب کو سمجھا جاتا ہے، اس کے معانی کو بیان کیا جاتا ہے، اس کے احکام اور حکمتیں نکالی جاتی ہیں۔

قرآن: یہ اللہ کا معجز کلام ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اور اس کی تلاوت عبادت ہے۔

صحابہ: یہ لفظ "صحب" سے مشتق ہے، اس کا واحد "صاحب" اور جمع "اصحاب" ہے۔ اس سے مراد وہ شخص ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی، اس پر ایمان لایا اور اسلام پر فوت ہوا، چاہے اس کی صحبت طویل ہو یا مختصر، چاہے اس نے آپ کو دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو (مثلاً نابینا ہونے کی وجہ سے)، چاہے اس نے آپ کے ساتھ جہاد کیا ہو یا نہ کیا ہو، چاہے آپ سے حدیث روایت کی ہو یا نہ کی ہو۔ "مؤمناً بہ" کے تحت وہ تمام انسان و جن شامل ہیں جنہوں نے آپ پر ایمان لایا۔

مرکب تعریف:

قرآن کی تفسیر صحابہ کے اقوال سے: یہ قرآن کی تفسیر کے مصادر میں تیسرا مصدر ہے، جو تفسیر قرآن بالقرآن اور تفسیر قرآن بالسنت کے بعد آتا ہے، کیونکہ صحابہ نے نزول قرآن کا مشاہدہ کیا اور قرآن کو براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا، اس لیے وہ رسول اللہ کے بعد قرآن کے الفاظ اور معانی کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔

صحابہ کی تفسیر کو اہمیت دینے کی وجوہات

علماء کے نزدیک صحابہ کی تفسیر کو اہمیت دینے کی چند اہم وجوہات یہ ہیں:

- وہ نزولِ قرآن کے گواہ تھے اور اس کے حالات کو جانتے تھے۔
- وہ اس زبان کے اہل تھے جس میں قرآن نازل ہوا۔
- وہ ان لوگوں کے حالات سے واقف تھے جن پر قرآن نازل ہوا، چاہے وہ عرب ہوں یا یہود۔
- ان کی نیت پاکیزہ اور فہم درست تھا۔

صحابہ کے تفسیر میں مصادر

صحابہ کرام قرآن کی تفسیر میں جن مصادر سے استفادہ کرتے تھے، وہ درج ذیل ہیں:

اول: قرآن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی تفسیر قرآن سے کی، اور صحابہ میں سے تیس افراد نے بھی اسی منہج کو اپنایا۔ مثال کے طور پر، آیت ﴿وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوعِ﴾ کی تفسیر میں خالد بن عرعرہ نے حضرت علی سے سنا کہ "السقف المرفوع" سے مراد آسمان ہے، جیسا کہ اللہ نے فرمایا: ﴿وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ سَقْفًا مَّحْفُوظًا وَهُمْ عَنْ آيَاتِهَا مُعْرِضُونَ﴾۔ حضرت عمر بن خطاب نے آیت ﴿وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ﴾ کی تفسیر میں فرمایا کہ یہ دو آدمی ہیں جو عمل کرتے ہیں اور جنت میں داخل ہوتے ہیں، اور آیت ﴿احْشُرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا وَأَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ﴾ کی تفسیر میں کہا کہ "ازواج" سے مراد ان کے ساتھی ہیں۔

دوم: سنت نبوی

صحابہ کرام نے قرآن کی تفسیر میں سنت نبوی سے استفادہ کیا، کبھی وہ براہ راست نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی تفسیر بیان کرتے اور کبھی بغیر سند کے ذکر کرتے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ وہ سنت پر اعتماد کرتے تھے، چاہے اس کو صراحتاً نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب نہ کریں۔ مثال کے طور پر، ابن عباس نے آیت ﴿يَوْمَ نَقُولُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأْتِ وَتَقُولُ هَلْ مِن مَّزِيدٍ﴾ کی تفسیر میں کہا: "پس اللہ اپنا قدم رکھے گا تو وہ کہے گی: بس بس..."، ابن عباس نے اس آیت کی تفسیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے کی، اگرچہ براہ راست اس کی نسبت نہیں کی۔

سوم: زبان عربی

قرآن عربی زبان میں نازل ہوا اور صحابہ اس زبان کے ماہر تھے، اس لیے انہوں نے قرآن کی تفسیر اپنی زبان کے مطابق کی۔ مثال کے طور پر، ابن عباس نے آیت ﴿وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ﴾ کی تفسیر میں کہا: "سمعت لربها" (یعنی اس نے اپنے رب کا حکم سنا)۔

چہارم: اہل کتاب

صحابہ کرام نے اہل کتاب کی روایات سے بھی تفسیر میں استفادہ کیا اور انہیں بیان کیا، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ ان روایات کو ضرور قبول کرتے تھے۔ مثال کے طور پر، طبری نے سند کے ساتھ روایت کیا کہ حسن بن فرات نے

اپنے والد سے روایت کیا کہ ابن عباس نے ابو الجلد کو خط لکھ کر "رعد" کے بارے میں پوچھا تو اس نے جواب دیا: "رعد" سے مراد ہوا ہے۔

اسی طرح طبری نے عثمان بن حاضر سے روایت کیا کہ انہوں نے ابن عباس کو سنا کہ معاویہ نے آیت "عين حامية" پڑھی، تو ابن عباس نے کہا: "عين حمئة" ہے۔ پھر دونوں نے کعب الاحبار سے پوچھا تو اس نے کہا: سورج کیچڑ میں غروب ہوتا ہے، جو ابن عباس کے قول کے مطابق ہے۔

پنجم: فہم اور اجتہاد

صحابہ کرام نے قرآن کے فہم اور استنباط میں اپنی عقل سے بھی کام لیا اور ان کا اجتہاد علم پر مبنی تھا، اس لیے وہ دوسروں کے لیے مشکل امور کی وضاحت کرتے تھے۔ مثال کے طور پر، امام بخاری نے نقل کیا کہ ابن عباس سے بعض مشکل سوالات پوچھے گئے، جیسے آیت ﴿أَأَنتُمْ أَشَدُّ خَلْقًا أَمِ السَّمَاء بَنَاهَا (٢٧) رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوَّاهَا (٢٨) وَأَغْطَشَ لَيْلَهَا وَأَخْرَجَ ضُحَاهَا (٢٩) وَالأَرْضَ بَعْدَ ذَلِكَ دَحَاهَا﴾، جس میں آسمان کی تخلیق زمین سے پہلے ذکر کی گئی، جبکہ دوسری آیت میں زمین کی تخلیق پہلے بیان ہوئی ہے: ﴿قُلْ أَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُونَ بِالَّذِي خَلَقَ الأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ . . .﴾ وغیرہ۔

ابن عباس نے جواب دیا: «اللہ تعالیٰ نے زمین کو دو دن میں پیدا کیا، پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور اسے دو دن میں درست کیا، پھر زمین کو پھیلایا (دَحَاهَا)، اور اس کا پھیلانا یہ تھا کہ اس سے پانی اور چارہ نکالا، اور پہاڑ، ٹیلے اور جو کچھ درمیان میں ہے دو اور دنوں میں پیدا کیا۔ یہی اللہ کا فرمان ہے: ﴿دَحَاهَا﴾ اور ﴿خَلَقَ الأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ﴾۔ پس زمین اور اس میں جو کچھ ہے وہ چار دنوں میں پیدا ہوا، اور آسمان دو دنوں میں پیدا ہوئے»۔

صحابہ کی تفسیر کا حکم

صحابہ کا تفسیر میں قول مرفوع کی حیثیت رکھتا ہے، لیکن یہ بات مطلقاً قبول نہیں کی جا سکتی۔ صحیح بات یہ ہے کہ صحابہ کی تفسیر کی اقسام ہیں اور ہر قسم کا الگ حکم ہے:

جس کا حکم رفع کا ہو:

اس میں اسباب نزول اور غیبیات کی خبریں شامل ہیں۔ اس کا حکم: قبول کیا جائے گا اگر خبر صحیح ہو، کیونکہ یہ ایسے

امور ہیں جن میں اجتہاد کی گنجائش نہیں۔ اس میں وہ اقوال بھی شامل ہیں جن پر صحابہ کا اجماع ہو، کیونکہ اجماع حجت ہے۔ غیبیات میں شرط یہ ہے کہ مفسر بنی اسرائیل سے روایات لینے میں مشہور نہ ہو۔ مثال: حاکم نے جابر سے روایت کیا کہ یہودی کہتے تھے: جو اپنی بیوی سے دبر میں جماع کرے گا اس کی اولاد کانگی ہوگی، تو اللہ نے یہ آیت نازل کی: ﴿نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ﴾۔

عربی زبان پر مبنی تفسیر:

اس کا حکم: قبول کیا جائے گا، کیونکہ وہ اس زبان کے ماہر تھے جس میں قرآن نازل ہوا۔

اہل کتاب سے ماخوذ تفسیر:

اس کا حکم: اسرائیلیات جیسا ہے (احتیاط کے ساتھ لیا جائے گا)۔

اجتہادی تفسیر:

- اگر صحابہ کا اجتہاد متفق ہو: حجت ہے۔
- اگر اختلاف ہو: ترجیح دی جائے گی۔
- اگر صرف ایک صحابی کا قول ہو اور کوئی مخالف نہ ہو: اسے ترجیح دی جائے گی، خاص طور پر اگر وہ علی، ابن مسعود یا ابن عباس جیسے مشہور مفسرین میں سے ہو۔

تفسیر قرآن بالصحابہ سے متعلق مسائل

- شیخ الاسلام نے اس باب میں درج ذیل مسائل بیان کیے ہیں:
- صحابہ کی تفسیر کی طرف رجوع کی وجوہات:
- نزول کے مشاہدے کی خصوصیت (جو صرف انہیں حاصل تھی)۔
- وہ حالات جن کا علم صرف انہیں تھا:
- نبی ﷺ کی صحبت سے مخصوص حالات۔
- بعد میں آنے والوں سے مشترکہ لیکن کم تر حالات۔
- ان کا کامل فہم اور صحیح علم۔

تفسیر میں اسرائیلیات:

صحابہ نے اہل کتاب سے صرف ان تفصیلات کے لیے استفادہ کیا جو اسلام کے موافق تھیں، مخالف اقوال کو رد کر دیا، اور مشتبہ امور میں سوال نہیں کیا۔

تفسیر بالصحابہ کا منہج:

- امام طحاوی نے صحابہ کے اقوال پر اعتماد کیا، مثال:
- آیت ﴿وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ﴾ کی تفسیر میں علیؓ کا قول: "مشرک عورتیں جب قید ہوں تو حلال ہیں"۔
- ابن مسعودؓ کا قول: "مشرک اور مسلمان دونوں"۔
- ابن عباسؓ کا قول: "چار سے زیادہ شادی حرام ہے"۔

صحابہ میں مشہور مفسرین:

- عبد اللہ بن مسعودؓ
- ابن عباسؓ (ترجمان القرآن)

صحابہ کی تفسیر پر مشتمل کتب:

- تفسیر طبری
- تفسیر ابن کثیر
- تفسیر بغوی
- موسوعۃ التفسیر المأثور
- صحابہ کی تفسیر کی مثالیں:
- ابن عباسؓ: ﴿الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى﴾ کی تفسیر "ارتفع" (بلند ہوا)۔
- علیؓ: ﴿وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوعِ﴾ کی تفسیر "السماء" (آسمان)۔
- عمرؓ: ﴿وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ﴾ کی تفسیر "دو آدمی جن کے اعمال ملتے جلتے ہوں"۔

المَراجع

1) "تفسير القرآن بأقوال الصحابة وأقوال التابعين". web.archive.org. 30 أبريل

2023.مؤرشف من الأصل في2023-04-30.اطلع عليه بتاريخ2023-04-30.

2) "كتاب منهج شيخ الإسلام محمد بن عبد الوهاب في التفسير - الفصل الثالث تفسيره القرآن بأقوال السلف من الصحابة والتابعين - المكتبة الشاملة". shamela.ws.مؤرشف من الأصل في2023-05-01.اطلع عليه بتاريخ2023-04-30.

3) "تفسير القرآن بأقوال الصحابة".web.archive.org. 30 أبريل 2023.مؤرشف من الأصل في2023-04-30. اطلع عليه بتاريخ2023-04-30.

4) المنجد، محمد بن صالح، تفسير القرآن بأقوال الصحابة رضي الله عنهم، اطلع عليه بتاريخ2023-04-30

5) الطيار، د مساعد بن سليمان بن ناصر. "كتاب فصول في أصول التفسير - المكتبة الشاملة". shamela.ws. دار ابن الجوزي، ١٤٢٣هـ. ص. 30،51،50،48،47،46-34. مؤرشف من الأصل في2023-05-01. اطلع عليه بتاريخ2023-04-30.

6) أبو إسحاق، أحمد بن محمد بن إبراهيم الثعلبي. "كتاب تفسير الثعلبي = الكشف والبيان عن تفسير القرآن - المكتبة الشاملة". shamela.ws. دار التفسير، جدة - المملكة العربية السعودية. ص. ١٧٩. مؤرشف من الأصل في ٢٠٢٣-٠٥-٠١. اطلع عليه بتاريخ2023-04-30.

7) ابن تيمية، تقي الدين أبو العباس أحمد بن عبد الحليم بن عبد السلام بن عبد الله بن أبي القاسم بن محمد. "كتاب مقدمة في أصول التفسير لابن تيمية - المكتبة الشاملة". shamela.ws. دار مكتبة الحياة، بيروت، لبنان. ص.

٨٤ . مؤرشف من الأصل في2023-05-01 . اطلع عليه بتاريخ2023-04-30.

8) الطَّيّار، د. مُساعِدُ بن سُلَيْمَان بن نَاصِر. "كتاب شرح مقدمة في أصول التفسير لابن تيمية - المكتبة الشاملة".shamela.ws.دار ابن الجوزي. ص. 286،45-288. مؤرشف من الأصل في 2023-05-01. اطلع عليه بتاريخ 2023-04-30.

9) الطبري، أبو جعفر، محمد بن جرير. "كتاب تفسير الطبري جامع البيان - ط دار التربية والتراث - المكتبة الشاملة". shamela.ws. دار هجر للطباعة والنشر والتوزيع والإعلان،١٤٢٢هـ-٢٠٠١م.ص.152-170 . مؤرشف من الأصل في ٢٠٢٣-٠٥-٠١. اطلع عليه بتاريخ2023-04-30.

10) الراجحي، عبد العزيز بن عبد الله بن عبد الرحمن(30يناير2023)."كتاب شرح تفسير ابن كثير - الراجحي - المكتبة الشاملة".shamela.ws.دروس صوتية قام بتفريغها موقع الشبكة الإسلامية. ص.10،9.مؤرشف من الأصل في2023-05-01.اطلع عليه بتاريخ2023-04-30.

11) بن كثير، عماد الدين، أبو الفداء، إسماعيل بن عمرو. "تفسير القرآن العظيم". shamela.ws. المكتبة الشاملة. ص. 187. مؤرشف من الأصل في2023-05-01. اطلع عليه بتاريخ2023-04-30.

12) سورة الفرقان، آية رقم:٣٣.

13) الفراهيدي البصري، أبو عبد الرحمن الخليل بن أحمد بن عمرو بن تميم. "كتاب العين - المكتبة الشاملة". shamela.ws. دار ومكتبة الهلال. ص. ٢٤٧. مؤرشف من الأصل في2023-05-01. اطلع عليه بتاريخ2023-04-30.

14) الهروي، محمد بن أحمد بن الأزهري. "كتاب تهذيب اللغة – المكتبة الشاملة". shamela.ws. دار إحياء التراث العربي – بيروت. مؤرشف من الأصل في 2023-05-01. اطلع عليه بتاريخ2023-04-30.

15) الرازي، أحمد بن فارس بن زكرياء القزويني. "كتاب مقاييس اللغة – المكتبة الشاملة". shamela.ws. دار الفكر. ص.504.مؤرشف من الأصل في2023-05-01.اطلع عليه بتاريخ2023-04-30.

16) عبد الغفار، محمد حسن. "كتاب شرح أصول اعتقاد أهل السنة".shamela.ws. مصدر الكتاب دروس صوتية قام بتفريغها موقع الشبكة الإسلامية، وتم نشره في المكتبة الشاملة. ص.5.مؤرشف من الأصل في2023-05-01.اطلع عليه بتاريخ2023-04-30.

17) الرومي، أ. د. فهد بن عبد الرحمن بن سليمان (١٤٢٤هـ- ٢٠٠٣م). "كتاب دراسات في علوم القرآن – فهد الرومي – المكتبة الشاملة".shamela.ws. حقوق الطبع محفوظة للمؤلف، الرياض، السعودية. ص. 21. مؤرشف من الأصل في1مايو2023. اطلع عليه بتاريخ2023-04-30.

18) العيد، عمر بن سعود بن فهد. "كتاب شرح لامية ابن تيمية – المكتبة الشاملة". shamela.ws. دروس صوتية قام بتفريغها موقع الشبكة الإسلامية. ص. 11. مؤرشف من الأصل في2023-05-01. اطلع عليه بتاريخ2023-04-30.

19) مساعد بن سليمان الطيار(2003).فصول في أصول التفسير. دار ابن الجوزي. ص.46.

سورة الطور، آية رقم5.

سورة الانبياء، آية رقم32.

20) الطبري، أبو جعفر، محمد بن جرير. "جامع البيان عن تأويل آي القرآن". shamela.ws. دار التربية والتراث – مكة المكرمة – ص.ب: ٧٧٨٠. ص.151،113،169،69،18.مؤرشف من الأصل في2023-05-01.اطلع عليه بتاريخ 2023-04-30.

سورة التكوير، آية رقم7.

سورة الصافات، آية رقم22.

سورة ق، آية رقم30.

21) العسقلاني، أحمد بن علي بن حجر. "كتاب فتح الباري لابن حجر – المكتبة الشاملة".shamela.ws.دار المعرفة – بيروت،١٣٧٩.ص.418،460. مؤرشف من الأصل في2023-05-01.اطلع عليه بتاريخ2023-04-30.

سورة الانشقاق، آية رقم2.

سورة الكهف، آية رقم86.

22) ابن الأثير، مجد الدين أبو السعادات المبارك بن محمد بن محمد ابن عبد الكريم الشيباني الجزري(1969م). "كتاب جامع الأصول – المكتبة الشاملة". shamela.ws . مكتبة الحلواني – مطبعة الملاح – مكتبة دار البيان. ص.821. مؤرشف من الأصل في2023-05-01 . اطلع عليه بتاريخ2023-04-30.

23) سورة النازعات، آية رقم:27-30.

سورة فصلت، آية رقم:9-11.

سورة النازعات، آية رقم:30.

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

سورة فصلت، آية رقم:9.

24) النيسابوري، أبو عبد الله الحاكم محمد بن عبد الله بن محمد بن حمدويه بن نُعيم بن الحكم الضبي الطهماني. "كتاب معرفة علوم الحديث للحاكم". shamela.ws. دار الكتب العلمية – بيروت. ص.20. مؤرشف من الأصل في 2023-05-01.اطلع عليه بتاريخ2023-04-30.

25) السيوطي، عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين. "كتاب الإتقان في علوم القرآن – المكتبة الشاملة".shamela.ws.الهيئة المصرية العامة للكتاب. ص. 181. مؤرشف من الأصل في2023-05-01.اطلع عليه بتاريخ2023-04-30.

26) بن حجر العسقلاني، أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد. "النكت على كتاب ابن الصلاح".shamela.ws. عمادة البحث العلمي بالجامعة الإسلامية، المدينة المنورة، المملكة العربية السعودية. ص.530-532،531-533.مؤرشف من الأصل في2023-05-01.اطلع عليه بتاريخ2023-04-30.

سورة البقرة، آية رقم:223.

27) الشاطبي، أبو إسحاق إبراهيم بن موسى بن محمد اللخمي. "كتاب الموافقات – المكتبة الشاملة".shamela.ws. دار ابن عفان، الجزء الثالث، الطبعة: الأولى، ١٤١٧ هـ – ١٩٩٧م. ص.128،218. مؤرشف من الأصل في2023-05-01.اطلع عليه بتاريخ2023-04-30.

28) جفري، أرثر. "مقدمتان في علوم القرآن". ملتقى أهل التفسير. دار الكتب، ببرلين، ودار الكتب المصرية، نشر مكتبة الخانجي، سنة1954م. ص. 195. مؤرشف من الأصل في2023-05-01.اطلع عليه بتاريخ2023-04-30.

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

29) أبو السعود بدر، الدكتور عبد الله. "كتاب تفسير الصحابة رضي الله عنهم". www.jamaa.net. دار ابن حزم،2015م.ص.152–170. مؤرشف من الأصل في2023-05-01. اطلع عليه بتاريخ2023-04-30.

سورة يوسف، آية رقم:111.

30) الحاجي، محمد عمر. "كتاب موسوعة التفسير قبل عهد التدوين - المكتبة الشاملة". shamela.ws. دار المكتبى - دمشق. ص.172. مؤرشف من الأصل في2023-05-01.اطلع عليه بتاريخ2023-04-30.

31) الدوسري، محمد بن عبد الله الوزرة. "كتاب أقوال الطحاوي في التفسير: الفاتحة - التوبة - المكتبة الشاملة".shamela.ws. جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية - كلية أصول الدين - قسم القرآن وعلومه، ١٤٢٢ هـ - ٢٠٠٢م. ص.56. مؤرشف من الأصل في2023-05-01. اطلع عليه بتاريخ2023-04-30.

سورة النساء، آية رقم:24.

32) المعروف بالطحاوي، أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامة بن عبد الملك بن سلمة الأزدي الحجري المصري. "كتاب شرح مشكل الآثار - المكتبة الشاملة". shamela.ws. مؤسسة الرسالة، الجزء العاشر، الطبعة الأولى، ١٤١٥هـ، ١٤٩٤م. ص.70–76. مؤرشف من الأصل في2023-05-01. اطلع عليه بتاريخ2023-04-30.

سورة طه: اية رقم5

33) أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(1959).محب الدين الخطيب (المحرر). فتح الباري شرح صحيح البخاري. دار المعرفة. ج.13.ص.406.

سورة الطور: اية رقم5
34) محمد بن جرير الطبري(2000).أحمد محمد شاكر (المحرر). تفسير الطبري. مؤسسة الرسالة. ج.22.ص.458.
سورة التكوير : اية7
35) محمد بن جرير الطبري(2001).عبدالله بن عبدالمحسن التركي (المحرر). تفسير الطبري (ط. الاولى). دار هجر للطباعة والنشر والتوزيع. ج.24.ص. .141

قرآن کی تفسیر تابعین کے اقوال سے

قرآن کی تفسیر تابعین کے اقوال سے تفسیر بالماثور کی ایک قسم ہے۔ قرآن کی تفسیر تابعین کے اقوال سے چوتھا طریقہ ہے جس کی طرف مفسر رجوع کرتا ہے۔ اس سے مراد قرآن کے معانی کی وضاحت کے وقت تابعین کے اقوال و آثار کی طرف رجوع کرنا ہے۔ تابعین سے قرآن کی تفسیر میں بہت سے آثار اور متنوع اقوال منقول ہیں جو محدثین کی مسانید اور قدیم تفسیری کتب میں موجود ہیں۔ تابعین کے تفسیر میں مصادر یہ ہیں: "قرآن، سنت نبوی، صحابہ، زبان عربی، اہل کتاب، فہم واجتہاد"، اور وہ بعد میں آنے والوں کے لیے مصدر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ تابعی کی تفسیر کی کئی اقسام ہیں:

- ❖ جو تابعی مرفوع کرے: اس میں اسباب نزول اور غیبیات شامل ہیں۔
- ❖ جو اہل کتاب سے ماخوذ ہو: اس کا حکم اسرائیلیات جیسا ہے۔
- ❖ جس پر ان کا اجماع ہو: یہ حجت ہے۔
- ❖ جس میں ان کا اختلاف ہو: اس میں کسی ایک کا قول دوسرے پر حجت نہیں۔

تعریف

تفسیر: کشف، بیان، وضاحت اور معنی کو ظاہر کرنا۔ یہ وہ علم ہے جس کے ذریعے اللہ کی کتاب کو سمجھا جاتا ہے، اس کے معانی بیان کیے جاتے ہیں، اس کے احکام و حکمتیں مستنبط کی جاتی ہیں۔

قرآن: " قرأ " کا مصدر ہے، اور یہ " اللہ کا معجز کلام ہے جو محمد ﷺ پر نازل ہوا اور اس کی تلاوت عبادت ہے "۔

تابعین: تابعی یا تابع کی جمع ہے، اور یہ وہ شخص ہے جو صحابی سے ملا ہو، تمیز رکھتا ہو، نبی محمد ﷺ پر ایمان رکھتا ہو اور اسی حالت پر فوت ہوا ہو۔

1- مرکب تعریف

قرآن کی تفسیر تابعین کے اقوال سے: یہ تفسیر بالماثور کی ایک قسم ہے، جس سے مراد قرآن کے معانی کی وضاحت کے وقت تابعین کے اقوال و آثار کی طرف رجوع کرنا ہے۔ تابعین سے قرآن کی تفسیر میں آثار و اقوال محدثین کی مسانید اور قدیم تفسیری کتب میں منقول ہیں۔

تابعین کے تفسیر میں مصادر

قرآن:

تابعین نے قرآن کی تفسیر قرآن سے کرنے میں اجتہاد کیا۔ ابن زید اس سلسلے میں سب سے زیادہ معروف ہیں۔

مثال:

آیت﴿قَدْ أَنزَلَ اللَّهُ إِلَيْكُمْ ذِكْرًا﴾ کی تفسیر میں کہا: " قرآن اللہ کی روح ہے "، پھر آیت {وَكَذَلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ أَمْرِنَا﴾ تلاوت کی۔

آیت﴿أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا . . . قَدْ أَنزَلَ اللَّهُ إِلَيْكُمْ ذِكْرًا﴾ کی تفسیر میں کہا: " ذکر سے مراد قرآن ہے "۔

آیت﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالذِّكْرِ﴾ اور ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ﴾ کی تفسیر میں تصریح کی کہ " ذکر " قرآن ہی ہے۔

2- سنت نبوی:

تابعین سنت پر دو طریقوں سے اعتماد کرتے تھے:

پہلا طریقہ: سند کے ساتھ رسول اللہ ﷺ تک بیان کرنا۔ بعض محققین اسے تابعی کی تفسیر نہیں بلکہ تفسیر نبوی مانتے ہیں۔

دوسرا طریقہ: بغیر سند کے بیان کرنا۔ یہ مرسل ہونے کے باوجود تابعین کے تفسیر نبوی پر اعتماد کی دلیل ہے۔

مثال:

طبری نے حسن بصری سے نقل کیا کہ آیت ﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ﴾ کی تفسیر میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا قول بیان کیا: "اللہ نے تمہارے لیے آدم کے دو بیٹوں کی مثال بیان کی ہے..."۔

آیت ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم﴾ کی تفسیر میں کہا: "مجھے رسول اللہ ﷺ کا قول ملا: تمہارا رب فرماتا ہے: میں نے اپنے بندوں کے لیے وہ چیزیں تیار کی ہیں..."۔

صحابہ: تابعین صحابہ کرام کے اقوال و تفاسیر سے استفادہ کرتے تھے۔

زبان عربی: تابعین عربی زبان کے ماہر تھے اور قرآن کی تفسیر لغت کے مطابق کرتے تھے۔

اہل کتاب: تابعین نے اہل کتاب کی روایات سے بھی تفسیر میں استفادہ کیا۔

فہم واجتہاد:

- ❖ تابعین نے اپنے فہم و اجتہاد سے بھی قرآن کی تفسیر کی، اور وہ بعد میں آنے والوں کے لیے مصدر بنے۔
- ❖ قرآن کی تفسیر تابعین کے اقوال سے:

تابعین نے صحابہ کرام سے براہِ راست تفسیر حاصل کی۔ مجاہد، سعید بن جبیر اور ضحاک جیسے تابعین ابن عباسؓ سے تفسیر لینے میں مشہور تھے۔ مثال: طبری نے ضحاک سے روایت کی کہ ابن عباسؓ آیت ﴿يَوْمَ نَقُولُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأْتِ﴾ کی تفسیر میں فرماتے تھے:

- ❖ "اللہ کی طرف سے پہلے ہی یہ بات طے ہو چکی ہے کہ جہنم کو پُر کروں گا... جب اس میں داخل ہونے والا کوئی نہ رہے گا تو اللہ اپنا قدم رکھے گا اور پوچھے گا: کیا تو بھر گئی؟ وہ کہے گی: ہاں! ہاں!"

مصادر تابعین (جاری)

3. **صحابہ کرام**

- ❖ تابعین صحابہ کے شاگرد تھے، جیسے:
- ❖ سعید بن جبیر، مجاہد، ضحاک ← ابن عباسؓ سے تفسیر لی۔

❖ طبری نے ضحاک کے ذریعے ابن عباسؓ کی تفسیر نقل کی (جیسے اوپر والی مثال)۔

4.زبان عربی

تابعین عربی زبان کے ماہر تھے۔ مثال:

آیت ﴿وَالنَّخْلَ بَاسِقَاتٍ﴾ کی تفسیر میں مجاہد، قتادہ، ابن زید کہتے ہیں: "باسقات سے مراد لمبی کھجور کے درخت ہیں"۔

5.اہل کتاب

تابعین نے اہل کتاب سے روایات لیں، لیکن ان کا درجہ اسرائیلیات جیسا ہے۔ مثال:

طبری نے نقل کیا:

❖ ابو عبدالرحمٰن سلمی: "مائدہ (نزولِ مائدہ) روٹی اور مچھلی تھی"۔

❖ عطیہ: "مائدہ ایک مچھلی تھی جس میں ہر کھانے کا ذائقہ تھا"۔

6.فہم واجتہاد

تابعین نے اپنی عقل سے بھی تفسیر کی۔ اختلاف کی مثالیں:

آیت ﴿ثُمَّ السَّبِيلَ يَسَّرَه﴾ کی تفسیر:

❖ سدی و قتادہ: "بچہ کی پیدائش آسان کرنا"۔

❖ مجاہد، حسن بصری، ابن زید: "نیکی وبدی کے راستے آسان کرنا"۔

آیت ﴿وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ﴾ پر زید بن اسلم، صالح بن کیسان، حسین بن عبید اللہ کے درمیان اختلاف (تفصیل اصل متن میں)۔

تابعی کی تفسیر کا حکم	
قسم	حکم
مرفوع تفسیر	(اسباب نزول / غیبیات): مراسیل ہونے کی وجہ سے قبول نہیں۔
اہل کتاب سے ماخوذ	اسرائیلیات کی طرح مشکوک۔

AskIslamPedia GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

اجماع تابعین	حجت ہے۔
اختلافی تفسیر	کسی ایک کا قول حجت نہیں، ترجیح دی جائے۔
بلا مخالف قول	صحابہ سے کم تر، لیکن بعد والوں سے بہتر۔

تابعین کی تفسیر کی اہمیت

- براہِ راست صحابہ سے علم: صحابہ کے شاگرد تھے۔
- عربی زبان کا عروج: زبان کی گہری سمجھ رکھتے تھے۔
- فہم کی سلامتی: بدعات سے پاک دور تھا۔

تابعین کی تفسیر پر مشتمل کتب

- تفسیر طبری
- تفسیر ابن کثیر
- الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور
- موسوعۃ التفسیر المأثور

تفسیر کی مثالیں

- مجاہد: ﴿فَلَنَسْأَلَنَّ الَّذِينَ أُرْسِلَ إِلَيْهِمْ﴾ ⟵ "ہم انبیاء سے پوچھیں گے: کیا تم نے پیغام پہنچایا؟"
- مسروق بن اجدع: ﴿فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ﴾ ⟵ "یہ روزے دیت اور رقیت (غلامی) دونوں کے بدلے ہیں"۔
- ضحاک: ﴿وَمَا تَحْتَ الثَّرَىٰ﴾ ⟵ "زمین کے نیچے چھپی ہر چیز"۔

تعارض کا حکم

اگر حدیث کی تفسیر اور تابعی کی تفسیر میں ٹکراؤ ہو تو:

- ❖ پہلے دونوں میں تطبیق دی جائے۔
- ❖ اگر نا ممکن ہو تو نبی ﷺ کی تفسیر مقدم ہے۔

تابعین کی تفسیر کے بارے میں تنبیہات

تابعین کی تفسیر کے بارے میں درج ذیل تنبیہات پر توجہ ضروری ہے:

سند کی صحت کا اہتمام: سند کی تحقیق ضروری ہے، ورنہ تفسیر کا قول محض ایک مجرد قول سمجھا جائے گا۔

تمام طرق کو جمع کرنا: صحابی یا تابعین سے مروی تفاسیر کے تمام طرق کو جمع کرنا چاہیے تاکہ ان سے منسوب اختلافی روایات کی تمیز ہو سکے۔ مثال:

- ❖ ابن عباسؓ سے "الکرسی" کی تفسیر میں "علم" اور "موضع قدمي الرحمن" دونوں روایات آئی ہیں۔
- ❖ ابو منصور الأزھری کا قول: "ابن عباسؓ سے کرسی کے بارے میں صحیح روایت وہ ہے جو ثوری وغیرہ نے عمار الدھنی سے، انہوں نے مسلم البطین سے، انہوں نے سعید بن جبیر سے، انہوں نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: 'الكرسي: موضع القدمين'۔ جبکہ عرش کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا"۔
- ❖ علماء نے اس روایت کی صحت پر اتفاق کیا ہے، جبکہ "الکرسی = علم" والی روایت معتبر نہیں۔

متضاد اقوال کا حکم: اگر کسی صحابی یا تابعی سے ایک آیت کی دو متضاد تفاسیر ثابت ہوں اور ان میں تطبیق ممکن نہ ہو تو دونوں کو دو الگ اقوال سمجھا جائے گا، سوائے اس کے کہ کوئی دلیل رجوع ثابت کرے۔

مرویات کو جمع کرنا: کسی آیت کی تفسیر میں صحابہ و تابعین کی تمام مرویات کو جمع کرنا مقصود کو سمجھنے میں مددگار ہے، اس لیے ان کے اقوال کو یکجا کرنا ضروری ہے۔

اختلاف کی نوعیت: ہر اختلاف حقیقی اختلاف نہیں ہوتا۔ جیسے "اختلاف التنوع" (تنوع پر مبنی اختلاف) جس میں اقوال ایک دوسرے کے متضاد نہیں ہوتے۔

اجماع کے بعد نیا قول: اگر تابعین کسی آیت کی تفسیر پر متفق ہوں، تو بعد میں نیا قول پیش کرنے کا حکم:

- ❖ اگر نیا قول متضاد ہو: مردود ہے۔
- ❖ اگر متضاد نہ ہو اور آیت میں احتمال ہو: قابلِ قبول ہے، بشرطیکہ یہ سابقہ اقوال کو رد نہ کرے۔

مثال: اگر تابعین "البروج" کی تفسیر "ستاروں کے گروہ" پر متفق ہوں، تو:

- ❖ "البروج = قلعے" کا قول (متضاد ہونے کی وجہ سے) رد کر دیا جائے گا۔
- ❖ "البروج = منزلیں" کا قول (اگر آیت میں احتمال ہو) قبول کیا جا سکتا ہے۔

المَراجع

1) "Wikiwand-تفسير القرآن بأقوال التابعين".Wikiwand.مؤرشف من الأصل في 2023-05-07 . اطلع عليه بتاريخ2023-05-01.

2) زينو، محمد جميل(20نوفمبر2019). "تفسير القرآن بأقوال الصحابة وأقوال التابعين".www.alukah.net . مؤرشف من الأصل في2023-05-02.اطلع عليه بتاريخ2023-05-02.

3) الخضيري، محمد بن عبد الله. "تفسير التابعين: عرض ودراسة مقارنة (جزءين)". أسفار. دار اللباب للدراسات وتحقيق التراث – اسطنبول – تركيا. مؤرشف من الأصل في2023-05-07.اطلع عليه بتاريخ2023-05-02.

4) الطيار، د مساعد بن سليمان بن ناصر. "كتاب فصول في أصول التفسير". shamela.ws.دار ابن الجوزي، ١٤٢٣هـ. ص.57،53،52،56،51-58.مؤرشف من الأصل في2023-05-07 . اطلع عليه بتاريخ2023-05-01.

5) الطبري، أبو جعفر، محمد بن جرير. "تفسير الطبري جامع البيان". shamela.ws.دار هجر للطباعة والنشر والتوزيع والإعلان، ١٤٢٢هـ- ٢٠٠١م. ص.199،152،112،145، 21، 39، 153،106،49،55. مؤرشف من الأصل في

2023-05-07 . اطلع عليه بتاريخ2023-05-01.

6) ابن تيمية، تقي الدين أبو العباس أحمد بن عبد الحليم بن عبد السلام بن عبد الله بن أبي القاسم بن محمد. "كتاب مقدمة في أصول التفسير". shamela.ws. دار مكتبة الحياة، بيروت، لبنان، ١٤٩٠هـ- ١٩٨٠م. ص.54،58،62.مؤرشف من الأصل في2023-05-07 . اطلع عليه بتاريخ2023-05-01.

7) الفراهيدي البصري، أبو عبد الرحمن الخليل بن أحمد بن عمرو بن تميم. "كتاب العين - المكتبة الشاملة". shamela.ws. دار ومكتبة الهلال. ص.247. مؤرشف من الأصل في2023-05-07 . اطلع عليه بتاريخ2023-05-01.

8) الإفريقى، محمد بن مكرم بن على، أبو الفضل، جمال الدين ابن منظور الأنصاري الرويفعى. "كتاب لسان العرب - المكتبة الشاملة".shamela.ws . دار صادر، بيروت، لبنان، ١٤١٤ هـ. ص.55.مؤرشف من الأصل في2023-05-07 . اطلع عليه بتاريخ2023-05-01.

9) ابن حجر العسقلاني، شهاب الدين، أبو الفضل، أحمد بن علي بن محمد بن محمد بن أحمد. "كتاب الدرر الكامنة في أعيان المائة الثامنة". shamela.ws. دائرة المعارف العثمانية بحيدر آباد الدكن – الهند، ١٣٩٢هـ – ١٩٧٢م. ص.133. مؤرشف من الأصل في2023-05-07 . اطلع عليه بتاريخ2023-05-01.

10) الزركشي، أبو عبد الله بدر الدين محمد بن عبد الله بن بهادر. "كتاب البرهان في علوم القرآن - المكتبة الشاملة". shamela.ws. دار إحياء الكتب العربية عيسى البابي الحلبي وشركائه، ١٣٧٦هـ – ١٩٥٧م. ص.13. مؤرشف من الأصل في2023-05-07.اطلع عليه بتاريخ2023-05-01.

11) عبد الغفار، محمد حسن. "كتاب شرح أصول اعتقاد أهل السنة للالكائي - محمد حسن عبد الغفار - المكتبة الشاملة". shamela.ws. دروس صوتية قام بتفريغها موقع الشبكة الإسلامية، وتم نشره في المكتبة الشاملة بتاريخ ٩رجب ١٤٣٢هـ. ص. 5.مؤرشف من الأصل في2023-05-07.اطلع عليه بتاريخ2023-05-01.

12) الرومي، أ. د. فهد بن عبد الرحمن بن سليمان. "كتاب دراسات في علوم القرآن". shamela.ws. حقوق الطبع محفوظة للمؤلف، الرياض، السعودية، 2003م. ص.18. مؤرشف من الأصل في2023-05-07.اطلع عليه بتاريخ 2023-05-01.

13) الطحان، محمود. "كتاب تيسير مصطلح الحديث - المكتبة الشاملة". shamela.ws. مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، ١٤٢٥هـ-٢٠٠٤م. ص. 247. مؤرشف من الأصل في2023-05-07. اطلع عليه بتاريخ2023-05-01.

14) المنياوي، أبو المنذر محمود بن محمد بن مصطفى بن عبد اللطيف. "كتاب التمهيد - شرح مختصر الأصول من علم الأصول - المكتبة الشاملة". shamela.ws. المكتبة الشاملة، مصر، الطبعة: الأولى، ١٤٣٢هـ- ٢٠١١م. ص. 86. مؤرشف من الأصل في2023-05-07.اطلع عليه بتاريخ2023-05-01.

15) الخرشي، أبو عبد الله محمد بن عبد الله. "كتاب حاشية الخرشي منتهى الرغبة في حل ألفاظ النخبة - المكتبة الشاملة". shamela.ws.دار اليسر، القاهرة، الطبعة: الأولى، ١٤٤١هـ- ٢٠٢٠م. ص. 58.مؤرشف من الأصل في2023-05-07. اطلع عليه بتاريخ2023-05-01.

16) البغدادي، أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت بن أحمد بن مهدي الخطيب. "كتاب الكفاية في علم الرواية للخطيب البغدادي - المكتبة الشاملة".shamela.ws. جمعية دائرة المعارف العثمانية، حيدر آباد، الدكن، الطبعة: الأولى، ١٣٥٧هـ، صَوّرتْها المكتبة العلمية، المدينة المنورة، وغيرها. ص. ٢٢. مؤرشف من الأصل في2023-05-07.اطلع عليه بتاريخ2023-05-01.

سورة الطلاق، آية رقم:10.

سورة الشورى، آية رقم:52.

سورة الطلاق، آية رقم:10-11.

سورة فصلت، آية رقم:41.

سورة الحجر، آية رقم:9.

17) عبد الرحيم، د: محمد. "شبكة مشكاة الإسلامية - المكتبة - تفسير الحسن البصري".almeshkat.net.دار الحديث - القاهرة. ص.220.مؤرشف من الأصل في 2023-05-07.اطلع عليه بتاريخ2023-05-01.

سورة المائدة، آية رقم:27.

سورة السجدة، آية رقم:17

18) المزي، جمال الدين أبو الحجاج يوسف. "كتاب تهذيب الكمال في أسماء الرجال - المكتبة الشاملة".shamela.ws. مؤسسة الرسالة، بيروت، ١٤١٣هـ-١٩٩٢م. ص.295. مؤرشف من الأصل في2023-05-07.اطلع عليه بتاريخ2023-05-02.

سورة ق، آية رقم:30.

سورة هود، آية رقم:111.

سورة ق، آية رقم:10.

سورة عبس، آية رقم:20.

سورة ق، آية رقم:19-21.

سورة الضحى، آية رقم:6-7.

سورة الاسراء، آية رقم:79.

19) مساعد بن سليمان الطيار(2003). فصول في أصول التفسير. دار ابن الجوزي. ص. 51.

20) محمد بن جرير الطبري(2000). أحمد محمد شاكر (المحرر). تفسير الطبري (ط. الاولى). مؤسسة الرسالة. ج.12.ص.306.

21) جلال الدين السيوطي. الدر المنثور في التفسير بالمأثور. دار الفكر. ج.2.ص. 622.﴿﴿استشهاد بكتاب﴾﴾: الوسيط |مؤلف١= و|مؤلف= تكرر أكثر من مرة (مساعدة)

22) الحسين بن مسعود البغوي(2000).عبدالرزاق المهدي (المحرر). تفسير البغوي (ط. الأولى). دار إحياء التراث العربي. ج.3.ص.255.

23) "تفسير القرآن بأقوال الصحابة وأقوال التابعين". مؤرشف من الأصل في2022-06-27.

24) بدر، عبد الله أبو السعود. "كتاب تفسير الصحابة رضي الله عنهم". www.jamaa.net.دار ابن حزم،2015م.ص.300-230،308-232.مؤرشف من الأصل في2023-05-07. اطلع عليه بتاريخ2023-05-02.

25) الطريفي، عبد العزيز بن مرزوق (2 May 2023). "أسانيد التفسير". quranpedia.net(بالإنجليزية). مكتبة دار المنهاج للنشر والتوزيع، الرياض، ١٤٣٤هـ. pp. 218–263. Archived from the original on 2023-05-02. Retrieved 2023-05-02.

26) الهروي، محمد بن أحمد بن الأزهري. "كتاب تهذيب اللغة - المكتبة الشاملة". shamela.ws.دار إحياء التراث العربي، بيروت، لبنان، ٢٠٠١م. ص.54.مؤرشف من الأصل في2023-05-07. اطلع عليه بتاريخ2023-05-02.

27) الكَلْوَذَاني الحنبلي، محفوظ بن أحمد بن الحسن أَبُو الخطاب. "كتاب التمهيد في أصول الفقه - المكتبة الشاملة". shamela.ws.مركز البحث العلمي وإحياء التراث الإسلامي - جامعة أم القرى، دار المدني للطباعة والنشر والتوزيع، الطبعة: الأولى، ١٤٠٦ هـ - ١٩٨٥م. ص.321.مؤرشف من الأصل في2023-05-02.اطلع عليه بتاريخ2023-05-02.

28) محمد الأمين الشنقيطي (1995)، أضواء البيان في إيضاح القرآن بالقرآن، بيروت: دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، ج.1، ص.0، OCLC:741107573، QID:Q115756274–عبر المكتبة التفسير بالرأي

مفهومه، حكمه، أنواعه

تفسیر بالرائے۔ مفہوم، حکم اور اقسام

رائے کا مفہوم:

❖ رائے: مصدر "رأی" سے، ہمزہ کے ساتھ۔ جمع: آراء، أرءاء۔

❖ رائے سے مراد: امور کے اصولوں پر غور کرنا، ان کے نتائج کا مشاہدہ کرنا، اور یہ جاننا کہ وہ خطا یا صواب پر

منتج ہوں گے۔

❖ تفسیر بالرائے: مفسر کا قرآن کو سمجھنے اور اس سے استنباط کرنے میں اپنے عقل کو استعمال کرنا، اجتہاد کے آلات کو بروئے کار لاتے ہوئے۔

رائے کے مترادفات: تفسیر میں رائے کے لیے مترادفات: تفسیر عقلی، تفسیر اجتہادی۔ رائے کا منبع عقل ہے، اس لیے تفسیر عقلی کو تفسیر بالرائے کا مترادف قرار دیا جاتا ہے۔ رائے سے قول اختیار کرنا قائل کا اجتہاد ہے، اس لیے تفسیر بالاجتہاد کو بھی تفسیر بالرائے کا مترادف سمجھا جاتا ہے۔ رائے کا نتیجہ حکم یا فائدے کا استنباط ہے، اس لیے مفسرین کے استنباطات رائے کی قسم میں آتے ہیں۔

رائے کی اقسام اور سلف کا موقف: اصطلاح "رائے" ایک خاص حساسیت رکھتی ہے، جس کی وجہ سے بعض لوگ اس کے بارے میں متردد ہوتے ہیں۔ سلف سے رائے کی مذمت میں آثار منقول ہیں۔ لیکن غور کرنے پر پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے خود رائے کو استعمال کیا ہے۔ سلف کا اس بارے میں موقف کیا تھا؟

رائے کی مذمت میں اقوال:

1) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ:

- "اپنے دین میں رائے سے بچو۔"
- "اہل رائے سے بچو، کیونکہ وہ سنتوں کے دشمن ہیں۔ احادیث ان پر بھاری ہوتی ہیں، وہ انہیں یاد نہیں رکھ سکتے، اس لیے اپنی رائے سے بات کرتے ہیں، گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو گمراہ کرتے ہیں۔"

2) حسن بصری رحمہ اللہ (110ھ):

- "اپنی خواہشات اور رائے کو اللہ کے دین کے معاملے میں متہم ٹھہراؤ، اور کتاب اللہ کو اپنے اوپر اور اپنے دین پر ناصح بناؤ۔"

رائے کے استعمال کی اجازت دینے والے اقوال: حضرت عمر اور حسن بصری — جن سے رائے کی مذمت منقول ہے — سے ہی رائے کے استعمال کی اجازت بھی ثابت ہے:

1) حضرت عمر کا شریح کو وصیت:

- "جو کچھ تمہیں کتاب اللہ میں واضح نظر آئے، اس کے بارے میں کسی سے نہ پوچھو۔ جو کتاب اللہ میں

واضح نہ ہو، اس میں رسول اللہ ﷺ کی سنت کی پیروی کرو۔ جو سنت میں واضح نہ ہو، اس میں اپنی رائے سے اجتہاد کرو۔"

2) حسن بصری کا قول:

- جب ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن نے پوچھا: "لوگوں کو جو فتویٰ دیا جاتا ہے، کیا آپ نے وہ سنا ہے یا اپنی رائے سے دیا ہے؟"
- حسن بصری نے جواب دیا: "ہر فتویٰ ہم نے سنا نہیں ہوتا، لیکن ہماری ان کے لیے رائے ان کی اپنی رائے سے بہتر ہے۔"

سلف کا موقف کی وضاحت: سلف کے یہ دو مختلف اقوال ظاہری تناقض دکھائی دیتے ہیں، لیکن تدبر سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے ہاں رائے کی دو اقسام تھیں:

- مذموم رائے: جس کی انہوں نے مذمت کی۔
- محمود رائے: جس پر ان کا عمل تھا۔

ابن عبد البر (463ھ) نے واضح کیا: جب حسن بصری، ابن سیرین اور شعبی جیسے اہل بصرہ سے قیاس کی مذمت منقول ہے، تو اس سے مراد "بلا اصل قیاس" ہے، تاکہ ان کے اقوال میں تناقض واقع نہ ہو۔

جن علوم میں رائے داخل ہوتی ہے: رائے کا استعمال کئی دینی علوم میں ہوتا ہے، لیکن یہ تین علوم میں نمایاں ہے:

1 علم توحید:

❖ اس میں صرف مذموم رائے داخل ہوتی ہے، جسے "ہوا و بدعت" کہا جاتا ہے۔ اہل ہوا و بدعت وہ ہیں جو اللہ کی ذات میں رائے قائم کرتے ہیں۔

2 علم فقہ:

❖ اس میں محمود و مذموم دونوں رائیں داخل ہوتی ہیں۔ اس میں رائے کو "قیاس" بھی کہا جاتا ہے۔ بعض سلف کے اقوال میں فقہی احکام میں قیاس یا رائے کی ممانعت سے مراد قیاس فاسد یا مذموم رائے ہوتی

ہے۔

3علم تفسیر:

- ❖ اس میں بھی دونوں اقسام کی رائے داخل ہوتی ہے۔ سلف کے ہاں اس کا کوئی خاص مترادف نہیں تھا، بعد میں "تفسیر عقلی" کی اصطلاح رائج ہوئی۔

نتیجہ:

- ❖ سلف کا رائے سے متعلق جو منع کیا گیا ہے، وہ اہل ہوا و بدعت، قیاس فاسد کرنے والوں، اور مذموم رائے سے تعلق رکھتا ہے۔ ہر قیاس یا رائے فاسد یا مذموم نہیں ہوتی۔

(حوالہ جات)[28]

رائے کے قول کا حکم:

رائے سے متعلق حکم شرعی علوم کے عمومی تناظر میں ہوگا—اگرچہ یہ رائے اور قیاس کا غلبہ احکام میں ہوتا ہے۔

پہلے بتایا جاچکا ہے کہ رائے دو قسم کی ہوتی ہے:

1) مذموم رائے (ناپسندیدہ)

2) محمود رائے (پسندیدہ)

پہلی قسم: مذموم رائے اس قسم کی رائے کی ممانعت قرآن وسنت اور سلف کے اقوال میں موجود ہے۔

مذموم رائے کی تعریف:

بغیر علم کے قول کرنا، جو دو طرح کا ہوتا ہے:

- ❖ فاسد علم جو ہوا (خواہش) سے پیدا ہو۔
- ❖ ناقص علم جو جہالت سے پیدا ہو۔

یہ تعریف قرآن وسنت سے مستنبط ہے:

---

[28] کاتب: مساعد بن سلیمان الطیار - التعریفات للجرجانی۔ مصنف ابن ابی شیبۃ (8/543)۔ جامع بیان العلم وفضلہ لابن عبد البر (91/2)۔ الزہد لابن المبارک (ص:175)۔ السنن الکبری للبیہقی (115/10)۔ المدخل للبیہقی (ص:473)۔ جامع بیان العلم وفضلہ (114/2)

قرآن سے دلائل:

1) ﴿قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ . . . وَأَن تَقُولُوا عَلَى اللهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ﴾(الاعراف: 33)

"کہو: میرے رب نے صرف بے حیائی حرام کی ہے... اور یہ کہ تم اللہ پر وہ بات کہو جس کا تمہیں علم نہیں"

2) ﴿إِنَّمَا يَأْمُرُكُم بِالسُّوءِ . . . وَأَن تَقُولُوا عَلَى اللهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ﴾(البقرہ:169)

"وہ تمہیں برائی کا حکم دیتا ہے... اور یہ کہ تم اللہ پر وہ بات کہو جس کا تمہیں علم نہیں"

3) ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ . . .﴾(الإسراء:36)

"جس چیز کا تمہیں علم نہ ہو، اس کے پیچھے نہ پڑو"

حدیث سے دلیل:

❖ نبی ﷺ کا فرمان: "اللہ علم کو لوگوں کے سینوں سے نہیں نکالتا، بلکہ علماء کو اٹھا لیتا ہے... یہاں تک کہ جب کوئی عالم نہ رہے تو لوگ جاہلوں کو سردار بنا لیں گے جو بغیر علم کے فتوی دیں گے، گمراہ ہوں گے اور گمراہ کریں گے" (بخاری، کتاب الاعتصام)

سلف کے اقوال:

❖ حضرت عمرؓ: "دین میں رائے سے بچو"

❖ مسروقؒ: "جو اللہ کے حکم کو اپنی رائے پر ترجیح نہ دے، وہ گمراہ ہے"

❖ زہریؒ: "اہل رائے سے بچو، ان پر احادیث بھاری ہوتی ہیں"

مذموم رائے کی صورتیں:

1) بلا اصل قیاس کرنا۔

2) فروع کو فروع پر قیاس کرنا۔

3) مشکل مسائل میں الجھنا۔

4) واقع نہ ہونے والے معاملات پر حکم لگانا۔

5) سنت کو چھوڑ کر صرف رائے پر انحصار کرنا۔

6) نص کی مخالفت میں رائے سے تاویل کرنا۔

7) عقیدے میں بدعات ایجاد کرنا۔

دوسری قسم: محمود رائے

❖ یہ وہ رائے ہے جس پر صحابہ، تابعین اور علماء عمل کرتے تھے۔ اس کی شرط یہ ہے کہ وہ علم پر مبنی ہو۔

محمود رائے کے دلائل:

1) قرآن و حدیث میں مذموم رائے کی ممانعت سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ علم پر مبنی رائے جائز ہے۔

2) سلف کے اقوال و افعال:

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں:

"جو شخص کسی معاملے میں فیصلہ کرے، وہ کتاب اللہ کے مطابق کرے۔ اگر وہاں نہ ملے تو سنت رسولؐ پر عمل کرے۔ اگر وہاں نہ ملے تو صالحین کے فیصلوں کی پیروی کرے۔ اگر وہ بھی نہ ملے تو اپنی رائے سے اجتہاد کرے" (ابن عبد البر، جامع بیان العلم)

نوٹ: محمود رائے کی مثالیں:

- فقہی مسائل میں قیاس جائز۔
- قرآن کی تفسیر میں عربی زبان اور سیاق کے مطابق رائے۔

ماخذ:

1) تفسیر مرکز للدراسات القرآنیۃ

2) الإسلام سؤال وجواب

3) إسلام ويب

4) صيد الفوائد

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

5) ابن عبد البر، جامع بیان العلم

رائے کے قول کا حکم (جاری)

ب. شعبی (104ھ) سے روایت:

"جب حضرت عمر نے شریح کو کوفہ کا قاضی مقرر کیا تو کہا: 'جو کچھ تمہیں کتاب اللہ میں واضح نظر آئے، اس کے بارے میں کسی سے نہ پوچھو۔ جو کتاب اللہ میں واضح نہ ہو، اس میں رسول اللہ ﷺ کی سنت کی پیروی کرو۔ جو سنت میں واضح نہ ہو، اس میں اپنی رائے سے اجتہاد کرو۔'"

ج. مسروق (63ھ) کا قول:

"میں نے ابی بن کعبؓ سے کچھ پوچھا تو انہوں نے کہا: 'کیا یہ واقعہ ہو چکا ہے؟' میں نے کہا: نہیں۔ فرمایا: 'پھر اسے ٹال دو جب تک واقع نہ ہو جائے۔ جب واقع ہو جائے گا تو ہم تمہارے لیے اپنی رائے سے اجتہاد کریں گے۔'"

تفسیر میں رائے کا استعمال پچھلی بحث دراصل تفسیر بالرائے کی تمہید تھی۔ اب ہم تین اہم موضوعات پر گفتگو کریں گے:

1) سلف کا تفسیر میں قول کرنے کے بارے میں موقف
2) تفسیر میں رائے کی اقسام
3) تفسیر: ماثور اور رائے کے درمیان فرق

پہلا موضوع: سلف کا تفسیر میں قول کرنے کا موقف: تفسیر دراصل اللہ کے کلام کی مراد کی وضاحت ہے۔ اس لیے سلف اس معاملے میں انتہائی محتاط تھے۔ مسروق بن اجدعؒ کہتے ہیں: "تفسیر سے ڈرو، کیونکہ یہ اللہ کی طرف نسبت ہے۔"

سلف کے دو گروہ تھے:

❖ پہلا گروہ: تفسیر میں قول کرتا اور رائے کا اظہار کرتا تھا۔

مثلاً: عمر بن خطابؓ، علیؓ، ابن مسعودؓ، ابن عباسؓ (صحابہ)۔

تابعین میں: مجاہد، سعید بن جبیر، حسن بصری، قتادہ، ابو العالیہ وغیرہ۔

- دوسرا گروہ: احتیاط کی وجہ سے تفسیر میں کم بولتے تھے۔

مدینہ کے علماء (سالم بن عبد اللہ، قاسم بن محمد، سعید بن المسیب):

❖ یزید بن ابی یزید کا بیان: "سعید بن مسیب سے حلال و حرام کے بارے میں پوچھتے تو جواب دیتے، لیکن قرآن کی آیت کی تفسیر پوچھتے تو خاموش ہو جاتے۔"

❖ ہشام بن عروہ: "میں نے اپنے والد (عروہ بن زبیر) کو کبھی قرآن کی آیت کی تاویل کرتے نہیں سنا۔"

❖ کوفہ کے علماء: ابراہیم نخعیؒ کہتے ہیں: "ہمارے اصحاب (کوفہ کے علماء) تفسیر سے ڈرتے اور احتیاط کرتے تھے۔"

❖ یہ احتیاط دراصل اللہ کے کلام کی عظمت کے پیش نظر تھی، نہ کہ علم کی کمی کی وجہ سے۔

دوسرا موضوع: تفسیر میں رائے کی اقسام

تفسیر میں رائے دو قسم کی ہوتی ہے:

1) محمود (پسندیدہ) رائے:

یہ وہ رائے ہے جو علم پر مبنی ہو۔ اس کی دلیل قرآن کے ان آیات سے ملتی ہے جو تدبر کا حکم دیتی ہیں:

❖ ﴿أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ﴾ (محمد:24)

❖ ﴿كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ﴾ (ص:29)

تدبر کی حقیقت:

یہ غور و فکر کا وہ عمل ہے جس سے انسان معانی تک پہنچتا ہے۔ قرآن کے کم الفاظ میں گہرے معانی پوشیدہ ہیں، جنہیں تدبر ہی سے سمجھا جا سکتا ہے۔

2) مذموم (ناپسندیدہ) رائے:

وہ رائے جو بغیر علم کے ہو یا نص کے خلاف ہو۔ اس کی تفصیل پچھلے حصے میں گزر چکی ہے۔

تیسرا موضوع: تفسیر ماثور اور تفسیر بالرائے میں فرق

یہ تفصیل اگلے حصے میں آئے گی، جس میں شامل ہوں گے:

❖ محمود رائے کی شرائط

❖ تفسیر بالرائے کے جواز کے دلائل

❖ مذموم رائے کی صورتیں (خاص طور پر تفسیر میں)

(حوالہ جات)[29]

تفسیر میں محمود رائے کے شروط

تدبر کی حقیقت:

تدبر ایک ذہنی عمل ہے جس کے ذریعے مفسر قرآن کے خطاب کے معانی اور مرادات کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔ جو کچھ وہ سمجھتا ہے وہ اس کا اجتہاد اور رائے ہوتی ہے۔

نبی ﷺ کا صحابہ کی تفسیر کو تسلیم کرنا:

1) عمرو بن العاصؓ کا واقعہ:

❖ نبی ﷺ نے انہیں ذات السلاسل کی مہم پر بھیجا۔ سخت سردی میں انہیں احتلام ہوا تو ڈرے کہ غسل کرنے سے مر جائیں گے۔ انہوں نے آیت ﴿وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ﴾ (النساء:29) کی بنیاد پر تیمم کیا اور نماز پڑھائی۔

❖ نبی ﷺ نے سن کر ہنس دیا اور ان کے اجتہاد پر انکار نہیں کیا۔[30]

2) ابن مسعودؓ کا واقعہ:

❖ جب آیت ﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُم بِظُلْمٍ﴾ (الأنعام:82) نازل ہوئی تو صحابہ

---

[29] (السنن الکبری للبیہقی (115/10)۔ السنن الکبری للبیہقی (116/10)۔ الطبقات الکبری لابن سعد (120/7)۔ جامع بیان العلم وفضلہ (91/2)۔ جامع بیان العلم وفضلہ (92/2)۔ جامع بیان العلم وفضلہ (93/2)۔ جامع بیان العلم وفضلہ (94/2)۔ البرہان فی علوم القرآن للزرکشی (170/2)۔ مفتاح دار السعادۃ لابن قیم (55/1)۔ التبیان فی آداب حملۃ القرآن للنووی (ص:94))

[30] [مسند احمد: 203/4، صحیح ابن حبان: 1398]

نے پوچھا: "ہم میں سے کون ہے جس نے اپنے ایمان کو ظلم سے نہ ملایا ہو؟"

- ❖ نبی ﷺ نے واضح کیا کہ یہ شرک کی بات ہے، لیکن ان کے فہم پر نکیر نہیں کی۔[31]

ابن عباسؓ کے لیے دعا: نبی ﷺ نے دعا فرمائی:

"اللَّهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّينِ وَعَلِّمْهُ التَّأْوِيلَ"

(اے اللہ! انہیں دین کی سمجھ عطا فرما اور انہیں تاویل (تفسیر) سکھا)۔[32]

- ❖ اس دعا سے ثابت ہوا کہ تفسیر محض روایت نہیں بلکہ فہم بھی ہے۔

صحابہ کا عمل:

حضرت ابو بکر صدیقؓ: جب کلالہ (وراثت) کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا:

"میں اپنی رائے سے کہتا ہوں۔ اگر صحیح ہے تو اللہ کی طرف سے، اگر غلط ہے تو میری اور شیطان کی طرف سے۔"[33]

- ❖ حضرت علیؓ: فرمایا:

"رسول اللہ ﷺ سے قرآن کے علاوہ کچھ نہیں ملا، سوائے اس کے کہ اللہ بندے کو کتاب میں فہم عطا کرے۔"[34]

محمود رائے کی شرائط:

مفسر کے لیے ضروری علوم (کلاسیکل اسکالرز کے مطابق):

1) الراغب الأصفهانی (5ویں صدی) کے مطابق 10 علوم:

- علم اللغۃ (لغت)

---

[31] [صحیح بخاری: 3360]

[32] [صحیح بخاری: 3756]

[33] [سنن الدارمی: 1/50]

[34] [صحیح بخاری: 3047]

- الاشتقاق (اشتقاق)
- النحو (گرائمر)
- القراءات (قِراءتیں)
- السیر (سیرت)
- الحدیث (حدیث)
- أصول الفقہ (اصول فقہ)
- علم الأحکام (احکام)
- علم الکلام (کلام)
- علم الموھبۃ (الہامی فہم)

2) شمس الدین الأصفہانی (749ھ) کے مطابق 15 علوم (مذکورہ 10 + 5 اضافی):

- التصریف (صرف)
- المعاني (معانی)
- البیان (بیان)
- البدیع (بدیع)
- أسباب النزول (اسباب نزول)
- الآثار والأخبار (آثار واخبار)
- السنن (سنن)
- الفقہ والأخلاق (فقہ و اخلاق)
- النظر والکلام (نظر و کلام)

اہم تنبیہ:

- یہ علوم مثالی معیار ہیں، لیکن عملاً ہر مفسر ان میں مکمل نہیں ہوتا۔

الراغب الأصفہانی کہتے ہیں:

AskIslamPedia GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

"جو شخص ان علوم میں سے کسی میں کمزور ہو، لیکن اہل علم سے رجوع کرے اور ان کے اقوال سے استفادہ کرے، وہ مذموم رائے والوں میں نہیں آتا۔"

در حقیقت یہ شرائط اجتہاد مطلق (مکمل مجتہد) کے لیے ہیں، عام مفسر کے لیے نہیں۔

خلاصہ:

محمود رائے کی بنیادی شرط علم پر مبنی ہونا ہے۔ جب مفسر قرآن، سنت، عربی زبان اور متعلقہ علوم کو سامنے رکھ کر اجتہاد کرے، تو اس کی رائے قابلِ قبول ہے۔ بشرطیکہ وہ نص کے خلاف نہ ہو۔

(حوالہ جات)[35]

تفسیر میں محمود رائے کے شروط (جاری)

محمود رائے کے دائرے کی تحدید:

1) نقلی تفسیر:

- ❖ جس کی بنیاد صرف نقل (روایات) پر ہو۔
- ❖ اس میں رائے کی گنجائش نہیں۔
- ❖ مثلاً: اسباب نزول، قصص الانبیاء، غیبیات، اور وہ الفاظ جن کا معنی لغت میں متعین ہو۔

2) استدلالی تفسیر:

- ❖ جہاں الفاظ کے متعدد احتمالات ہوں۔
- ❖ مفسر کو ان احتمالات میں سے ایک کو ترجیح دینا پڑے۔
- ❖ یہی رائے کا اصل میدان ہے۔

---

35 [مسند أحمد (4/203)۔ صحیح البخاری (3360)۔ صحیح البخاری (3756)۔ فتح الباری لابن حجر (7/122)۔ التفسیر والمفسرون للذہبی (1/89)۔ سنن الدارمی (1/50)۔ صحیح البخاری (3047)۔ مفردات الراغب (ص:1/45)۔ التفسیر والمفسرون للذہبی (1/92)۔ مفردات الراغب (ص:1/46)]

مفسر کے لیے ضروری علوم		
علم	اہمیت	مثال
علم اللغۃ	سب سے اہم۔ ہر آیت کا فہم اس پر منحصر ہے۔	ابن عباسؓ: "تفسیر کے چار درجات ہیں..."
الناسخ والمنسوخ	ناسخ و منسوخ کی معرفت ضروری۔	حضرت علیؓ: "جو ناسخ و منسوخ نہ جانے، ہلاک ہوا!"
اسباب النزول	آیات کے سیاق کی تفہیم کے لیے بنیادی۔	آیت﴿وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ . . .﴾کا شان
علم النحو والصرف	گرامر اور صرف کی غلطی معنی بدل دیتی ہے۔	الاَخفش کی غلطی:﴿فَظَنَّ أَنْ لَّن نَّقْدِرَ﴾میں

"نَقدِر" کا معنیٰ

سلف کے اقوال کی روشنی میں:

1) ابن عباسؓ:

❖ "تفسیر چار طرح کی ہوتی ہے:

- وہ جسے عرب اپنی زبان سے جانتے ہیں۔
- وہ جس کا علم ہر شخص پر لازم ہے۔
- وہ جو علماء جانتے ہیں۔
- وہ جو صرف اللہ جانتا ہے۔"

2) مجاہدؒ:

"جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو، اسے قرآن کی تفسیر کا حق نہیں جب تک عربی زبانوں کا عالم نہ ہو۔"

3) امام مالکؒ:

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

"جو شخص عربی زبان کا عالم نہ ہو کر قرآن کی تفسیر کرے، میں اسے سزا دوں گا۔"

عملی مثالیں:

- آیت﴿ وَلَأَوْضَعُوا خِلَالَكُمْ ﴾(التوبہ:47):
- اللیث بن المظفر کا غلط معنیٰ: "سیر دون" (آہستہ چلنا)۔
- صحیح معنیٰ: "عدو" (تیزی سے دوڑنا)۔
- وجہ غلطی: لغت سے عدم واقفیت۔
- آیت﴿ فَظَنَّ أَنْ لَنْ نَقْدِرَ عَلَيْهِ ﴾(الأنبیاء:87):
- الأخفش کی غلطی: "قُدرة" (طاقت) سمجھا۔
- صحیح معنیٰ: "نُضیّق" (تنگ کرنا)۔
- وجہ غلطی: عربی محاورے سے ناواقفیت۔

کلیدی نکات:

تفسیر میں تخصص کا اثر:

- فقیہ (جیسے قرطبی) ← احکام کی تفسیر نمایاں۔
- نحوی (جیسے ابو حیان) ← نحو کی تفصیلات۔
- بلاغی (جیسے زمخشری) ← بلاغت پر توجہ۔

انتباہ:

- الرازی (604ھ) اور ابن عرفہ (803ھ) جیسے مفسرین اپنے تخصص میں اتنا غرق ہوئے کہ تفسیر کے بنیادی مقصد سے ہٹ گئے۔
- آخری بات:

"مفسر کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ رائے کہاں جائز ہے اور کہاں نہیں!"

(حوالہ جات)[36]

تفسیر میں رائے کی اہمیت اور غلطیوں کی مثالیں

درج ذیل مثالوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ تفسیر کے بعض پہلوؤں کی صحیح معرفت نہ ہونے سے غلطی واقع ہوتی ہے:

مثال نمبر1:ابوعبیدہ معمر بن المثنی(210ھ) کی غلطی

آیت: ﴿وَلِيَرْبِطَ عَلَى قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الأَقْدَامَ﴾(الأنفال:11)

ابوعبیدہ کی تفسیر:

"یہ آیت صبر کی فضیلت بیان کرتی ہے۔ اللہ مسلمانوں پر صبر نازل کرتا ہے جس سے وہ دشمن کے مقابلے میں ثابت قدم رہتے ہیں۔"

غلطی کی وجہ:

- ابوعبیدہ نے بدر کی جنگ کے واقعہ (بارش کا نزول اور زمین کا سخت ہونا) کو نظر انداز کیا۔

صحیح تفسیر (سلف کے مطابق):

بارش سے ریتلی زمین سخت ہوگئی، جس سے مسلمانوں کے پاؤں زمین میں دھنسنے کی بجائے مضبوطی سے جم گئے۔ یہ تفسیر صحابہ (جیسے ابن عباس) اور تابعین سے منقول ہے۔

مثال نمبر2:"الساق" کی تفسیر میں اختلاف

آیت:﴿يَوْمَ يُكْشَفُ عَن سَاقٍ﴾(القلم:42)

← سلف کی پہلی تفسیر (لغوی معنی):

ابن عباس، مجاہد، سعید بن جبیر، قتادہ اور عکرمہ کا قول:

"ساق سے مراد سخت آزمائش ہے۔"

---

36 [تفسیر الطبری (1/78)۔ الجامع لأحکام القرآن للقرطبی (1/39)۔ الجامع لأحکام القرآن (1/40)۔ تہذیب اللغۃ للأزہری (8/250)۔ تہذیب اللغۃ:(8/251)۔ "یقص": وعظ کرنا/قصہ گوئی کرنا۔ علوم القرآن لابن صلاح (ص:93)]

➜ صحیح تفسیر (حدیث کی روشنی میں):

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"قیامت کے دن اللہ اپنی ساق (پنڈلی) کھولے گا، ہر مومن مرد و عورت سجدہ کرے گا۔" (صحیح بخاری: 4919)

نتیجہ:

اگر یہ حدیث نہ ہوتی تو سلف کی لغوی تفسیر ہی معتبر ہوتی، لیکن حدیث نے حقیقی معنی واضح کر دیے۔

تفسیر کے لیے ضروری علوم

1) واقعات اور شواہد کی معرفت:

- جیسے بدر کے معجزات (اونگھ اور بارش) کی تفصیلات۔

2) سنت نبوی سے رجوع:

- نبی ﷺ کے اقوال و افعال کو بنیاد بنانا۔

3) سلف کی تفسیر پر اعتماد:

- ابن تیمیہ (728ھ) فرماتے ہیں:

"صحابہ و تابعین کی تفسیر کو نظر انداز کرنا مذموم رائے کی سب سے بڑی وجہ ہے۔"

مذموم رائے کی اقسام (تفسیر میں)

1) غیبی امور میں قول:

- صفات الٰہی، قیامت کی نشانیوں کے وقت یا کیفیت کا تعین۔
- مثال: دابۃ الارض کے نکلنے کا وقت بتانا۔

2) منقول تفسیر کی مخالفت:

- نبی ﷺ، صحابہ یا تابعین کی تفسیر کو چھوڑ کر اپنی رائے دینا۔

3) صرف لغت پر انحصار:

- جیسے ابو عبیدہ کا واقعہ، جہاں سیاق اور واقعہ کو نظر انداز کیا گیا۔

(حوالہ جات)[37]

خلاصہ:

تفسیر بالرائے محمود کے لیے علم لغت، سنت، سلف کے اقوال اور واقعات کی معرفت ضروری ہے۔ ان عناصر کو نظر انداز کرنا مذموم رائے کا باعث بنتا ہے، جو قرآن کی تفسیر میں غلطیوں کا سبب ہے۔

تفسیر بالرائے کی مذموم صورتیں (جاری)

4. اپنی رائے پر قرآن کی تاویل کرنا:

- یہ اہل ہوا و بدعت (جیسے معتزلہ، صوفیہ) میں عام ہے۔
- وہ پہلے اپنا عقیدہ طے کرتے ہیں، پھر قرآن کو اُس کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرتے ہیں۔

❖ مثال:

- معتزلہ کا عقیدہ: "اللہ کو آخرت میں دیکھنا ممکن نہیں۔"
- غلط استدلال: آیت ﴿لَن تَرَانِي﴾ (الاعراف:143) میں "لَن" کو ابدی نفی کے لیے لیا۔
- صوفیاء کا جواز: رقص (جو حرام ہے) کے لیے آیت ﴿ارْكُضْ بِرِجْلِكَ﴾ (ص:42) کو پیش کیا۔

غلطی کی اقسام		
قسم	وضاحت	مثال
دلیل و مدلول میں غلطی	دلیل اور اس کا مدعا دونوں غلط ہوں۔	معتزلہ کا استدلال (اللہ کو نہ دیکھنا ممکن)۔
صرف استدلال میں	مدعا درست ہو، لیکن آیت اس پر	آیت ﴿إِنَّ اللَّهَ مُبْتَلِيكُم بِنَهَرٍ﴾

---

37 (تفسیر الطبری (42/10)۔ تفسیر ابن کثیر (45/4)، الدر المنثور (112/3)۔ صحیح بخاری: 6243۔ تفسیر الطبری (89/12)۔ تفسیر ابن کثیر (212/8)۔ صحیح بخاری: 4919۔ مقدمہ فی اصول التفسیر لابن تیمیہ (ص:۔ مجموع الفتاوی (250/13)۔ تفسیر الطبری (65/1)۔ التفسیر والمفسرون للذہبی (101/1)۔ مقدمہ فی اصول التفسیر (ص:82))

غلطی	دلالت نہ کرتی ہو۔	(البقرہ:249) کو دنیا کی مثال بنانا۔

تفسیر: اثر (نقل) اور رائے کے درمیان

سلف (صحابہ، تابعین) نے بھی اپنی رائے سے تفسیر کی، لیکن ان کا رائے بعد کے مفسرین سے بالکل مختلف تھا۔

تفسیر کو محض "ماثور" (نقل) اور "رائے" میں تقسیم کرنا غلط ہے، کیونکہ:

1) سلف کی تفسیر بھی ان کی رائے پر مشتمل تھی۔

2) بعد کے مفسرین (جیسے طبری) نے نقل کے ساتھ اپنی رائے بھی شامل کی۔

تفسیری کتب پر تنقیدی نظر

مسئلہ	وضاحت	مثال
مصنوعی تقسیم	تفاسیر کو "ماثور" یا "رائے" میں تقسیم کرنا غلط ہے۔	طبری کی تفسیر کو صرف "ماثور" کہنا، حالانکہ اس میں ترجیح دینا بھی شامل ہے۔
امام طبری کا معاملہ	ان کی تفسیر میں:	سلف کے اقوال کا ذکر۔
		اقوال میں موازنہ و ترجیح (یہ ان کی رائے ہے)۔ اصولوں پر مبنی استنباط۔

نتیجہ:

امام طبری کی تفسیر "رائے" کی بہترین مثال ہے، لیکن یہ رائے:

- سلف کی تفسیر پر مبنی ہے۔
- علمائے امت کے اصولوں سے ہٹتی نہیں۔
- لہٰذا یہ "محمود رائے" ہے۔

(حوالہ جات)[38]

خلاصہ:

❖ قرآن کی تفسیر میں "رائے" کا استعمال ناگزیر ہے۔
❖ سلف کی رائے قابلِ اعتماد ہے، بعد کے مفکرین کی رائے اُس معیار پر پورا نہیں اترتی۔
❖ تفسیری کتب کو "ماثور" یا "رائے" کے خانوں میں بانٹنا مصنوعی ہے۔
❖ امام طبری جیسے مفسرین کی کاوشیں "محمود رائے" کی عمدہ مثالیں ہیں۔ یقیناً! درج ذیل عبارت کا اردو ترجمہ بغیر کسی کمی یا زیادتی کے پیش کیا جا رہا ہے:

"نیز ان کی تفسیر سلف کی مرویات کے سب سے بڑے مصادر میں سے ہے، اور فرق ہے کہ ہم یہ کہیں کہ اس میں ماثور تفسیر ہے، یا یہ کہیں کہ یہ ماثور تفسیر ہے؛ کیونکہ یہ عبارت اس بات کی دلیل ہے کہ اس میں سلف سے ماثور کے علاوہ کچھ نہیں ہے، اور ابن جریر کی تفسیر اس کے برعکس ہے؛ کیونکہ وہ ان کے اقوال کے ذکر کے ساتھ ترجیح دیتا ہے اور اپنی ترجیح کی وجہ بیان کرتا ہے، اور ترجیح میں تفسیر کے مصادر پر اعتماد کرتا ہے۔

اور تاکہ آپ پر اس مسئلے کا فرق واضح ہو: آپ ان کی تفسیر اور ان کے ہمعصر ابن ابی حاتم (متوفی 327ھ) کی تفسیر کے درمیان موازنہ کریں جو سلف کے اقوال کے ذکر سے تجاوز نہیں کرتی، اور اگر ان کے اقوال میں اختلاف ہو تو نہ ترجیح دیتی ہے نہ ان پر کوئی تبصرہ کرتی ہے، کیا دونوں عالمین کے درمیان فرق نہیں ہے؟

اور آخر میں... یہ تفسیر بالرائے میں کچھ مسائل ہیں، اور موضوع کو گہرے اور طویل تحقیق کی ضرورت ہے، واللہ الموفق۔"

---

38 (التفسیر والمفسرون (1/105)۔ تفسیر القرطبی (15/243)۔ تفسیر البغوی (1/297)۔ تفسیر القرطبی (3/298)۔ التفسیر والمفسرون (1/110)۔ التفسیر والمفسرون (1/112))

Ask Islampedia – Gateway for Islamic Information – Free Online Islamic Encyclopedia

مکی سورتیں

1. العلق	2. القلم	3. المزمل	4. المدثر	5. الفاتحۃ	6. المسد
7. التکویر	8. الاعلیٰ	9. اللیل	10. الفجر	11. الضحیٰ	12. الشرح
13. العصر	14. العادیات	15. الکوثر	16. التکاثر	17. الماعون	18. الکافرون
19. الفیل	20. الفلق	21. الناس	22. الاخلاص	23. النجم	24. عبس
25. القدر	26. الشمس	27. البروج	28. التین	29. قریش	30. القارعۃ
31. القیامۃ	32. الھمزۃ	33. المرسلات	34. ق	35. البلد	36. الطارق
37. القمر	38. ص	39. الاعراف	40. الجن	41. یٰس	42. الفرقان
43. فاطر	44. مریم	45. طٰہٰ	46. الواقعۃ	47. الشعراء	48. النمل
49. القصص	50. الاسراء	51. یونس	52. ھود	53. یوسف	54. الحجر
55. الانعام	56. الصافات	57. لقمان	58. سبأ	59. الزمر	60. غافر
61. فصلت	62. الشوریٰ	63. الزخرف	64. الدخان	65. الجاثیۃ	66. الاحقاف
67. الذاریات	68. الغاشیۃ	69. الکھف	70. النحل	71. نوح	72. ابراھیم
73. الانبیاء	74. المؤمنون	75. السجدۃ	76. الطور	77. الملک	78. الحاقۃ
79. المعارج	80. النبأ	81. النازعات	82. الانفطار	83. الانشقاق	84. الروم
85. العنکبوت					

مدنی سورتیں

87. البقرۃ	88. الانفال	89. آل عمران	90. الاحزاب	91. الممتحنۃ	92. النساء
93. الزلزلۃ	94. الحدید	95. محمد	96. الرعد	97. الرحمن	98. الانسان
99. الطلاق	100. البینۃ	101. الحشر	102. النور	103. الحج	104. المنافقون
105. المجادلۃ	106. الحجرات	107. التحریم	108. التغابن	109. الصف	110. الجمعۃ

111.الفتح	112.المائدۃ	113.التوبۃ	114.النصر

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

الباب الثالث

قواعد التفسیر—خالد السبت

مترجم' ارشد بشیر مدنی

الكتاب: مختصر في قواعد التفسير
المؤلف: خالد بن عثمان السبت حفظه الله
(أستاذ مشارك في كلية التربية (قسم الدراسات القرآنية) بجامعة الدمام)
الناشر: دار ابن القيم- دار ابن عفان   الطبعة: الأولى 1426ھ/ 2005
عدد الأجزاء: 1[ترقيم الكتاب موافق للمطبوع]

1	المقصد الأول: نزول القرآن وما يتعلق به	پہلا مقصد: قرآن کے نزول اور اس سے متعلق امور
القسم الأول: في القواعد المتعلقة بأسباب النزول پہلا حصہ: اسباب نزول سے متعلق قواعد		
2	القسم الأول: في القواعد المتعلقة بأسباب النزول	پہلا حصہ: اسباب نزول سے متعلق قواعد
3	قاعدة: القول في الأسباب موقوف على النقل والسماع.	قاعدہ: اسباب نزول کے بارے میں قول آنحضرت ﷺ یا صحابہ وغیرہ سے نقل اور سماعت پر موقوف ہے۔
4	قاعدة: سبب النزول له حكم الرفع.	قاعدہ: سبب نزول کے معاملے میں مرفوع کا حکم ہے۔
5	قاعدة: نزول القرآن تارة يكون مع تقرير الحكم، وتارة يكون قبله، والعكس.	قاعدہ: بعض اوقات قرآن کے نزول کے ساتھ ہی حکم کی تصدیق ہوتی ہے، اور کبھی حکم پہلے دیا جاتا ہے اور نزول بعد میں، یا اس کے برعکس۔
6	قاعدة: الأصل عدم تكرار النزول.	قاعدہ: اصل یہی ہے کہ نزول کا تکرار نہ کہا جائے (جب تک دلیل نہ آجائے)۔
7	قاعدة: قد يكون سبب النزول	قاعدہ: ایک ہی سبب کے لیے مختلف آیات نازل ہو

	واحدًا والآيات النازلة متفرقة، والعكس.	سکتی ہیں، یا ایک ہی آیت کے نزول کے مختلف اسباب ہو سکتے ہیں۔
8	قاعدة: إذا تعددت المرويات في سبب النزول، نُظر إلى الثبوت، فاقتُصر على الصحيح، ثم العبارة، فاقتُصر على الصريح، فإن تقارب الزمان حُمل على الجميع، وإن تباعد حُكم بتكرار النزول أو الترجيح.	قاعدہ: اگر سبب نزول کے بارے میں متعدد روایات ہوں تو پہلے ثبوت دیکھا جائے گا، پھر صحیح روایت پر اکتفا کیا جائے گا، پھر اس کے بعد صرف صریح عبارت کو لیا جائے گا۔ اگر زمانہ قریب ہو تو سب کو شامل سمجھا جائے گا، اور اگر زمانہ دور ہو تو نزول کے تکرار یا ترجیح کا حکم دیا جائے گا۔
9	القسم الثاني: القواعد المتعلقة بمكان النزول "المكي والمدني"	دوسرا حصہ: نزول کے مقام (مکی و مدنی) سے متعلق قواعد
10	قاعدة: إنما يُعرف المكي والمدني بنقل من شاهدوا التنزيل.	قاعدہ: مکی اور مدنی ہونے کی معرفت انہی کے نقل پر موقوف ہے جنہوں نے نزول کا عہد دیکھا تھا۔
11	قاعدة: المدني من السور يكون منزَّلًا في الفهم على المكي، وكذا المكي بعضه مع بعض، والمدني بعضه مع بعض، على حسب ترتيبه في التنزيل.	قاعدہ: مدنی سورت کی آیات کو مکی سورہ کی بنسبت سمجھتے وقت، اسی طرح مکی اور مدنی سورتیں آپس میں (نزول کے) ترتیب کے اعتبار سے سمجھی جائیں۔
12	القسم الثالث: القواعد المتعلقة بالأحرف والقراءات التي نزل عليها القرآن	تیسرا حصہ: ان حروف اور قراءت سے متعلق قواعد جن پر قرآن نازل ہوا
13	قاعدة: كل قراءة وافقت العربية ولو	قاعدہ: ہر وہ قراءت جو عربیت (زبان عرب) کے

	بوجه، ووافقت أحد المصاحف العثمانية ولو احتمالًا، وصح سندها، فهي القراءة الصحيحة. ومتى اختلّ ركن من هذه الأركان الثلاثة أُطلق عليها: ضعيفة، أو شاذة، أو باطلة.	موافق ہو، اور مصحف عثمانی کے مطابق ہو، اگرچہ احتمالاً، اور اس کی سند صحیح ہو تو وہ صحیح قراءت ہے۔ اور اگر ان تینوں میں سے کوئی رکن مفقود ہو تو اسے ضعیف، شاذ یا باطل کہا جائے گا۔
14	قاعدة: تنوع القراءات بمنزلة تعدد الآيات.	قاعدہ: قرأتوں کا اختلاف مختلف آیتوں کی طرح ہے۔
15	قاعدة: القراءتان إذا اختلف معناهما، ولم يظهر تعارضهما، وعادتا إلى ذات واحدة كان ذلك من الزيادة في الحكم لهذه الذات.	قاعدہ: اگر دو قرأتوں کے معنی مختلف ہوں اور تعارض ظاہر نہ ہو، اور دونوں ایک ہی ذات پر واقع ہوں تو یہ اس ذات پر حکم میں زیادتی کا سبب بنتی ہیں۔
16	قاعدة: القراءات يبين بعضها بعضًا.	قاعدہ: قرأتیں ایک دوسرے کی وضاحت کرتی ہیں۔
17	قاعدة: يُعمَل بالقراءة الشاذة -إذا صح سندها- تنزيلًا لها منزلة خبر الآحاد.	قاعدہ: شاذ قراءت اگر اس کی سند صحیح ہو تو اس پر آحاد خبر کی طرح عمل کیا جاسکتا ہے۔
18	قاعدة: القراءة الشاذة إن خالفت القراءة المتواترة المجمع عليها، ولم يمكن الجمع فهي باطلة.	قاعدہ: اگر شاذ قراءت متواتر، متفقہ قراءت کے خلاف ہو اور تطبیق ممکن نہ ہو تو وہ باطل ہے۔
19	قاعدة: القراءة سنة متبعة يلزم قبولها والمصير إليها، فإذا ثبتت لم	قاعدہ: قراءت سنت ہے جس کو قبول کرنا لازم ہے، جب ثابت ہو جائے تو عربی قواعد یا زبان کے پھیلاؤ

	يردها قياس عربية، ولا فشوّ لغة.	سے اس کو رد نہیں کیا جاسکتا۔
20	قاعدة: البسملة نزلت مع السورة في بعض الأحرف السبعة، فمن قرأ بحرف نزلت فيه عدها، ومن قرأ بغير ذلك لم يعدها.	قاعدہ: بعض احرف سبعہ میں بسم اللہ سورہ کے ساتھ نازل ہوئی ہے، جس نے ایسے حرف سے پڑھا اس نے اسے شمار کیا اور جس نے غیر سے پڑھا اس نے شمار نہ کیا۔
21	قاعدة: إذا ثبتت القراءتان لم ترجح إحداهما -في التوجيه- ترجيحًا يكاد يسقط الأخرى، وإذا اختلف الإعرابان لم يفضل إعراب على إعراب، كما لا يقال بأن إحدى القراءتين أجود من الأخرى.	قاعدہ: جب دونوں قرأتیں ثابت ہوں تو کسی ایک کو اتنا غالب نہ کیا جائے کہ دوسری ساقط ہو جائے، اور اگر دونوں میں اعراب کا فرق ہو تو ایک اعراب کو دوسرے پر ترجیح نہ دی جائے، نہ ہی یہ کہا جائے کہ ایک قرأت دوسری سے بہتر ہے۔
22	القسم الرابع: ترتيب الآيات والسور	چوتھا حصہ: آیات اور سورتوں کی ترتیب
23	قاعدة: الترتيب توقيفي في الآيات دون السور.	قاعدہ: آیات کی ترتیب توقیفی ہے، جبکہ سورتوں کی ترتیب ایسی نہیں۔
24	المقصد الثاني: طريقة التفسير	دوسرا مقصد: تفسیر کا طریقہ
25	قاعدة: التفسير إما بنقل ثابت أو رأي صائب، وما سواهما فباطل.	قاعدہ: تفسیر یا تو صحیح نقل سے ہوگی یا صحیح رائے سے، اس کے علاوہ باطل ہے۔
26	"ذكر بعض القواعد المتعلقة بالتفسير النبوي":	"تفسیر نبوی سے متعلق بعض قواعد"
27	قاعدة: إذا عرف التفسير من جهة النبي -صلى الله عليه وسلم- فلا	قاعدہ: اگر تفسیر نبی اکرم ﷺ کی طرف سے معلوم ہو جائے تو بعد والوں کے قول کی ضرورت نہیں۔

	حاجة إلى قول من بعده.	
28	قاعدة: ألفاظ الشارع محمولة على المعاني الشرعية، فإن لم تكن فالعرفية، فإن لم تكن فاللغوية.	قاعدہ: شریعت کے الفاظ میں سب سے پہلے شرعی معنی مراد ہوں گے، اگر وہ نہ ہوں تو عرفی معنی اور وہ بھی نہ ہوں تو لغوی معنی مراد ہوں گے۔
29	"ذکر قاعدة تتعلق بتفسير الصحابة":	"تفسیر صحابہ کے بارے میں قاعدہ"
30	قاعدة: قول الصحابي مقدم على غيره في التفسير، وإن كان ظاهر السياق لا يدل عليه.	قاعدہ: تفسیر کے اندر صحابی کا قول غیر پر مقدم ہے، اگرچہ ظاہر سیاق اس کی تائید نہ کرے۔
31	"ذکر بعض القواعد المتعلقة بتفسير السلف":	"تفسیر سلف کے بارے میں بعض قواعد"
32	قاعدة: إذا اختلف السلف في تفسير الآية على قولين، لم يجز لمن بعدهم إحداث قول ثالث يخرج عن قولهم.	قاعدہ: اگر سلف نے کسی آیت کی تفسیر میں دو قول بیان کیے ہوں تو بعد والوں کے لیے اس سے ہٹ کر کوئی تیسرا قول بیان کرنا جائز نہیں۔
33	قاعدة: فهم السلف للقرآن حجة يُحتكم إليه، لا عليه.	قاعدہ: سلف کے قرآن کے فہم کو دلیل بنایا جائے گا، اس پر اعتراض نہ کیا جائے گا۔
34	"ذکر بعض القواعد المتعلقة بتفسير القرآن باللغة":	"قرآن کے لغوی تفسیر سے متعلق بعض قواعد"
35	قاعدة: في تفسير القرآن بمقتضى اللغة يراعى المعنى الأغلب والأشهر	قاعدہ: قرآن کے لغوی تفسیر میں غالب، معروف اور فصیح معنی کا لحاظ رکھا جائے، شاذ اور کم مستعمل

	والأفصح، دون الشاذ أو القليل.	معنی کو نہ لیا جائے۔
36	قاعدة: قد يتجاذب اللفظة الواحدة المعنى والإعراب، فيتمسك بصحة المعنى ويؤول لصحته الإعراب.	قاعدہ: کبھی ایک لفظ کو معنی اور اعراب دونوں اپنی طرف کھینچتے ہیں تو معنی کی صحت کو ترجیح دی جائے اور اس کے لیے اعراب کی تاویل کی جائے۔
37	قاعدة: تُحمل نصوص الكتاب على معهود الأميين في الخطاب.	قاعدہ: کتاب اللہ کے نصوص کو عرب کے جاہلوں کی عادت کے مطابق پر رکھا جائے گا۔
38	قاعدة: كل معنى مستنبط من القرآن غير جارٍ على اللسان العربي، فليس من علوم القرآن في شيء.	قاعدہ: ہر وہ معنی جو قرآن سے نکالا جائے اور وہ عربی زبان میں نہ ہو تو وہ علوم القرآن سے نہیں۔
39	قاعدة: لا يجوز حمل ألفاظ الكتاب على اصطلاح حادث.	قاعدہ: کتاب اللہ کے الفاظ کو جدید اصطلاحات پر محمول کرنا جائز نہیں۔
40	قاعدة: القرآن عربي، فيسلك به في الاستنباط والاستدلال مسلك العرب في تقرير معانيها.	قاعدہ: قرآن عربی ہے، اس لیے استنباط اور استدلال میں عرب کی عادت کے مطابق اس کے مفاہیم متعین کیے جائیں گے۔
41	المقصد الثالث: القواعد اللغوية	تیسرا مقصد: لغوی قواعد
42	قاعدة: مهما أمكن إلحاق الكلام بما يليه، أو بنظيره فهو الأولى.	قاعدہ: جب تک ممکن ہو کلام کو اس کے بعد آنے والے سے یا اس کے مشابہ سے ملایا جائے، یہی اولیٰ ہے۔
43	قاعدة: صيغة المضارع بعد لفظة "كان" تدل على كثرة التكرار،	قاعدہ: "کان" کے بعد فعل مضارع کثرت و تکرار اور دوام کی دلیل ہوتا ہے۔

	والمداومة على ذلك الفعل.	
44	قاعدة: الجملة الاسمية تدل على الدوام والثبوت، والفعلية تدل على التجدد.	قاعدہ: جملہ اسمیہ دوام اور ثبوت پر دلالت کرتا ہے، اور جملہ فعلیہ تجدد پر۔
45	قاعدة: المخالفة بين إعراب المعطوفين يدل على اختلاف معنييهما.	قاعدہ: معطوفین کے اعراب میں خلاف معنی کے اختلاف کی وجہ سے ہوتا ہے۔
46	قاعدة: صيغة التفضيل قد تطلق في القرآن واللغة مرادًا بها الاتصاف، لا تفضيل شيء على شيء.	قاعدہ: تفضیل کی صیغہ قرآن اور لغت میں صرف وصف بیان کرنے کے لیے بھی آ سکتا ہے، نہ کہ ہمیشہ چیزوں میں ترجیح کے لیے۔
47	قاعدة: تفهم معاني الأفعال على ضوء ما تتعدى به.	قاعدہ: افعال کا معنی ان کی تعدی (مفعول وغیرہ) کے حوالے سے سمجھا جائے گا۔
48	قاعدة: التعقيب بالمصدر يفيد التعظيم أو الذم.	قاعدہ: مصدر کے ساتھ تعقیب تعظیم یا مذمت پر دلالت کرتی ہے۔
49	قاعدة: ما في جسم الإنسان من أجزاء مفردة لا تتعدد، إذا ضُم إليها مثلها جاز فيها ثلاثة أوجه: الأول: الجمع، وهو الأكثر والأفصح. الثاني: التثنية. الثالث: الإفراد.	قاعدہ: انسان کے جسم کے ایسے اعضاء جو اپنے طور پر واحد ہیں اور ایک سے زیادہ نہیں ہوتے، اگر ان میں ان جیسا کوئی اور شامل کیا جائے تو تین طریقے درست ہیں: پہلا: جمع، جو زیادہ اور فصیح ہے۔ دوسرا: تثنیہ۔ تیسرا: افراد۔

قاعدة:من شأن العرب أن تبتدئ الكلام أحيانًا على وجه الخبر عن غائب ثم تعود إلى الخبر عن المخاطب، والعكس. وتارةً تبتدئ الكلام على وجه الخبر عن المتكلم ثم تنتقل إلى الخبر عن الغائب والعكس. وأحيانًا تبتدئ الكلام على وجه الخبر عن المتكلم ثم تنتقل إلى الخبر عن المخاطب، كما تنتقل من خطاب الواحد، أو الاثنين، أو الجمع إلى خطاب الآخر، وتنتقل من الإخبار بالفعل المستقبل إلى الأمر، ومن الماضي إلى المضارع، والعكس.

قاعدہ: عربوں کا معمول کبھی یہ ہوتا ہے کہ بات کا آغاز غائب سے کرتے ہیں پھر مخاطب پر آجاتے ہیں، یا مخاطب سے غائب پر، کبھی متکلم سے غائب یا مخاطب پر، اور اس کے برعکس۔ اور بعض اوقات متکلم سے شروع ہو کر خبر مخاطب کی طرف، یا ایک سے دوسرے، یا واحد سے تثنیہ یا جمع کے صیغے میں، اور اس کے برعکس، اور کبھی مستقبل سے فعل امر میں، یا ماضی سے مضارع میں اور اس کے برعکس منتقل ہو جاتے ہیں۔

قاعدة:إذا كان سياق الآيات في أمور خاصة، وأراد الله أن يحكم عليها، وذلك الحكم لا يختص بها، بل يشملها وغيرها؛ جاء الله بالحكم العام.

قاعدہ: اگر آیتوں کا سیاق کسی خاص معاملہ میں ہو مگر اللہ تعالی اس پر کوئی ایسا حکم دینا چاہے جو صرف اسی کے ساتھ مخصوص نہ ہو بلکہ اسی جیسے دوسرے معاملات کو بھی شامل ہو تو اللہ العام حکم لے آتا ہے۔

قاعدة:سبيل الواجبات الإتيان بالمصدر مرفوعًا، وسبيل المندوبات الإتيان به منصوبًا.

قاعدہ: واجبات بیان کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ مصدر مرفوع لایا جائے اور مندوب (مستحب) کیلئے مصدر منصوب لایا جائے۔

قاعدة:العرب قد تعلق الأمر بزائل، والمراد التأبيد.

قاعدہ: عرب کبھی کسی فانی چیز کو لے کر حکم لگاتے ہیں مگر مراد ہمیشہ کے لیے ہوتی ہے۔

قاعدة:قد يرد الخطاب بالشيء -في القرآن- على اعتقاد المخاطب دون ما في نفس

الأمر.

قاعدہ: کبھی قرآن میں کسی چیز کے بارے میں خطاب مخاطب کے اعتقاد کے موافق ہوتا ہے نہ کہ نفس امر کے مطابق۔

قاعدة:قد يرد الشيء منكرًا في القرآن؛ تعظيمًا له.

قاعدہ: کبھی قرآن میں کسی چیز کو اس حال میں ذکر کیا جاتا ہے کہ وہ نکرہ ہو، اس کی تعظیم کے پیش نظر۔

قاعدة:من شأن العرب التعبير عن الماضي بالمضارع؛ لإفادة تصوير الحال الواقع عند حدوث الحدث.

قاعدہ: عربوں کا طریقہ ہے کہ کبھی وہ ماضی کے واقعہ کو بیان کرنے کے لئے فعل مضارع استعمال کرتے ہیں تا کہ واقعہ کے وقت کی کیفیت کو ظاہر کریں۔

قاعدة:من شأن العرب أن تعبر بالماضي عن المستقبل؛ تنبيهًا على تحقق الوقوع.

قاعدہ: عربوں کا معمول ہے کہ بعض اوقات مستقبل کے لئے فعل ماضی لاتے ہیں تا کہ وقوع کی پختگی پر دلالت کریں۔

قاعدة: غير جائز أن تخاطب العرب في صفة شيء إلا بمثل ما تفهم عمن خاطبها.

قاعدہ: جائز نہیں کہ عرب کو ایسی صفت میں خطاب جائے جو وہ نا جانتے ہوں الا یہ کہ ویسا ہی جیسا کہ ان کے ہاں سمجھا جاتا ہو۔

قاعدة:إذا دل تعالى على وجوب شيء في موضع، فإن ذلك يغني عن تكريره عند ذكر نظائره حتى يرد ما يغيره.

قاعدہ: اگر داللہ تعالی نے کسی جگہ کسی چیز کا وجوب بیان کر دیا ہو تو وہ دیگر مشابہ معاملات کے ذکر کے وقت تکرار سے مستغنی کر دیتا ہے جب تک کہ کوئی چیز اس کو نہ بدل دے۔

قاعدة:العرب لا تمتنع خاصة في الأوقات أن تستعمل الوقت، وهي تريد بعضه.

قاعدہ: خاص طور پر اوقات کے باب میں عرب بعض اوقات پورے وقت کا ذکر کر کے حقیقت میں اس کا کچھ

حصہ مراد لیتے ہیں۔

قاعدة: العرب إذا أبهمت العدد "في الأيام والليالي" غلّبت فيه الليالي. وإذا أظهروا مع العدد مفسره أسقطوا من عدد المؤنث "الهاء" وأثبتوها في عدد المذكر.

قاعدہ: جب عرب ایام و لیالی وغیرہ کی تعداد میں ابہام رکھیں تو غلبہ لیالی کو دیتے ہیں، اور اگر عدد کے ساتھ اس کی وضاحت آجائے تو پھر مؤنث کے عدد سے "ہاء" گرا دیتے ہیں اور مذکر کے عدد میں "ہاء" باقی رکھتے ہیں۔

قاعدة: من شأن العرب إذا خاطبت إنسانًا وضمت إليه غائبًا فأرادت الخبر عنه أن تغلب المخاطب، فيخرج الخبر عنهما على وجه الخطاب.

قاعدہ: عرب کا معمول ہے کہ جب ایک انسان سے خطاب ہو اور اسکے ساتھ کسی غائب کو بھی شامل کریں اور ان سب کے متعلق خبر (یعنی فاعل وغیرہ) بیان کرنا چاہیں تو خطاب کے صیغے کو غلبہ دے دیتے ہیں۔

قاعدة: من شأن العرب إضافة الفعل إلى من وُجد منه -وإن كان مسببه غير الذي وُجد منه- أحيانًا، وأحيانًا إلى مسبِّبه، وإن كان الذي وُجد منه الفعل غيره.

قاعدہ: عربوں کا طریقہ ہے کہ فعل کبھی اس شخص کی طرف، جس سے وہ ظاہر ہوا، نسبت دیتے ہیں چاہے سبب کسی اور کی طرف ہو، اور کبھی سبب کی طرف نسبت کرتے ہیں جبکہ فعل کسی اور کی طرف ہو۔

قاعدة: من شأن العرب تحويل الفعل عن موضعه، إذا كان المراد به معلومًا.

قاعدہ: عرب جب کسی فعل کا مقصود معلوم ہو، تو اسکے اصل محل سے ہٹا دیتے ہیں۔

قاعدة: من شأن العرب أن تخبر عن غير العاقل بخبر العاقل، إذا نسبت إليه شيئًا من أفعال العقلاء.

قاعدہ: عرب کبھی غیر عاقل کے بارے میں عقلمند کی خبر بیان کرتے ہیں، جب اس کی طرف عقلاء کے افعال منسوب کریں۔

قاعدة: من شأن العرب أن تدخل "الألف واللام" في خبر "ما" و"الذي" إذا كان الخبر عن معهود قد عرفه المخاطِب والمخاطَب. وإنما يأتي بغير "الألف واللام" إذا كان

الخبر عن مجهول غير معهود، ولا مقصود قصد شيء بعينه.

قاعدہ: عرب "ما" اور "الذي" کی خبر میں "ال" لاتے ہیں جب بات کسی ایسے معروف کے متعلق ہو جو مخاطب و مخاطَب دونوں کے لئے معروف ہو۔ اور اگر غیر معروف و غیر معین چیز ہو تو "ال" نہیں لاتے۔

قاعدة: العرب قد تخرج الكلام مخرج الأمر، ومعناه الجزاء.

قاعدہ: عرب کبھی کلام کو امر کے انداز میں بیان کرتے ہیں اور اسکا معنی جزا (بدلہ) ہوتا ہے۔

قاعدة: من شأن العرب إذا أمرت أحدًا أن يحكي ما قيل له عن نفسه، أن تخرج فعل المأمور مرة مضافًا إلى ضمير المخبر عن نفسه "المتكلم"، ومرة مضافًا إلى ضمير المخاطب.

قاعدہ: عرب جب کسی کو حکم دیتی ہے کہ اپنے بارے میں کہی گئی بات بیان کرے تو کبھی فعل کو متکلم کے ضمیر کے ساتھ اور کبھی مخاطب کے ضمیر کے ساتھ ذکر کرتی ہے۔

قاعدة: قد يرد اللفظ في القرآن متصلًا بالآخر، والمعنى على خلافه.

قاعدہ: کبھی قرآن میں کسی لفظ کا تعلق بظاہر دوسرے لفظ سے ہوتا ہے جبکہ معنی کسی اور طرف ہوتا ہے۔

قاعدة: العرب إذا افتخرت قد تُخرج الخبر مخرج الخبر عن الجماعة، وإن كان ما افتخرت به من فعل واحد منهم.

قاعدہ: عرب جب فخر کرتی ہے تو بعض اوقات خبر کو جمع کے صیغے میں بیان کرتی ہیں، اگرچہ فخر کا کام ایک ہی شخص نے کیا ہو۔

قاعدة: من شأن العرب إضافة أفعال الأسلاف إلى الأبناء، وخطاب الأبناء

قاعدہ: عربوں کا معمول ہے کہ بزرگوں کے افعال کو اولاد کی طرف منسوب کرتی ہے اور اولاد کو مخاطب بنا کر والدین کے افعال بیان کرتی ہے۔

وإضافة الفعل إليهم وهو لآبائهم.

اور اولاد کی طرف فعل کی نسبت کرتی ہے جب کہ اصل میں وہ والدین کا فعل ہو۔

قاعدة: من شأن العرب إذا تطاولت صفة الواحد، الاعتراض بالمدح والذم، بالنصب أحيانًا، وبالرفع أحيانًا.

قاعدہ: عرب جب کسی واحد کی صفت کو طول دیتے ہیں تو کبھی مدح یا مذمت کے لئے جملہ معترضہ (نصب کے ساتھ) اور کبھی رفع کے ساتھ لے آتے ہیں۔

قاعدة: من شأن العرب أن تذكر الواحد والمراد الجميع، والعكس، وتخاطب الواحد بلفظ التثنية والعكس؛ كما تخاطب الواحد وتريد غيره، وقد تخرج الكلام إخبارًا عن النفس والمراد غيرها.

قاعدہ: عرب کبھی ایک کو ذکر کرکے سب مراد لیتے ہیں اور کبھی سب کو ذکر کرکے ایک مراد لیتے ہیں، اور کبھی واحد کو تثنیہ کے صیغہ میں خطاب کرتے ہیں اور بالعکس، اور کبھی اپنا ذکر بطور خبر کرکے اور کچھ اور مراد لیتے ہیں۔

قاعدة: من شأن العرب إذا أرادت بيان الوعد أو الوعيد على فعل، أن تخرج أسماء أهله بذكر الجميع أو الواحد دون الاثنين، إلا إذا كان الفعل إنما يقع من اثنين.

قاعدہ: عرب جب کسی فعل پر وعدہ یا وعید بیان کرنا چاہیں تو اس کے اہل کے نام جمع یا واحد کے صیغے میں لاتے ہیں، سوائے اس کے کہ وہ فعل دو ہی شخص سے ہو سکتا ہو۔

قاعدة: من شأن العرب أن تستكره الجمع بين تثنيتين في لفظ واحد.

قاعدہ: عرب ایک لفظ میں دو تثنیوں کو جمع کرنا ناپسند کرتی ہے۔

المقصد الخامس: الإظهار، والإضمار، والزيادة، والتقدير، والحذف، والتقديم، والتأخير - پانچواں مقصد: اظہار، اضمار، زیادتی، تقدیر، حذف، تقدیم اور تاخیر

القسم الأول: الإظهار والإضمار - پہلا حصہ: اظہار اور اضمار

قاعدة: وضع الظاهر موضع المضمر، وعكسه إنما يكون لنكتة.

قاعدہ: ظاہر کو مضمر کی جگہ اور مضمر کو ظاہر کی جگہ لانا خاص نکتہ کے لیے ہوتا ہے۔

قاعدة: إعادة الظاهر بمعناه أحسن من إعادته بلفظه، وإعادته ظاهرًا بعد الطول أحسن من الإضمار.

قاعدہ: کسی ظاہر کو اس کے معنی کے ساتھ دوبارہ لانا اس کے لفظ کے ساتھ لانے سے بہتر ہے، اور طویل کلام کے بعد ظاہر کو دوبارہ لانا اضمار سے بہتر ہے۔

قاعدة: من شأن العرب أن يضمروا لكل مُعَايَن "نكرة كان أو معرفة" "هذا" و"هذه".

قاعدہ: عرب ہر مشاہدہ شدہ چیز میں "هذا" اور "هذه" کی اضمار کرتے ہیں خواہ معرفہ ہو یا نکرہ۔

قاعدة: كل فعل لله تعالى مذكور في القرآن، فإنه يصح فيه إضمار لفظ الجلالة "الله" وإن لم يسبق ذكره؛ لتعينه في العقول.

قاعدہ: ہر وہ فعل جو اللہ کے بارے میں قرآن میں مذکور ہو اس میں لفظ "اللہ" کی اضمار درست ہے اگرچہ صراحت نہ ہو، کیونکہ تعین اس کا عقل میں ہو جاتا ہے۔

قاعدة: إذا استُدل بالفعل لشيئين، وهو في الحقيقة لأحدهما، فهل يضمر للآخر فعل يناسبه؟

قاعدہ: اگر ایک فعل دو چیزوں کے بارے میں دلیل بن رہا ہو جب کہ حقیقت میں وہ ایک کے لیے ہو تو کیا دوسرے کے لیے اس سے متعلق فعل کی اضمار جائز ہے؟

القسم الثاني: الزيادة - دوسرا حصہ: زیادتی

قاعدة: لا زائد في القرآن. - قاعدہ: قرآن میں کوئی زائد (بے کار) چیز نہیں۔

قاعدة: زيادة المبنى تدل على زيادة المعنى "قوة اللفظ لقوة المعنى".

قاعدہ: لفظ کا اضافہ معنی کے اضافے پر دلالت کرتا ہے یعنی لفظ کی قوت معنی کی قوت پر دلالت کرتی ہے۔

قاعدة: يحصل بمجموع المترادفين معنى لا يوجد عند انفرادهما.

قاعدہ: اگر دو مترادفات کو اکٹھا کر دیا جائے تو ان دونوں سے ایک ایسا معنی نکلتا ہے جو الگ الگ نہ ہو۔

قاعدة: كل حرف زِيد في كلام العرب "للتأكيد"، فهو قائم مقام إعادة الجملة مرة

أخرى.

قاعدہ: ہر وہ حرف جو تاکید کے لیے عرب کے کلام میں زائد آئے وہ اس جملے کے دوبارہ لانے کے قائم مقام ہوتا ہے۔

القسم الثالث: التقدير والحذف – تیسرا حصہ: تقدیر اور حذف

قاعدة: العرب تحذف ما كفى منه الظاهر في الكلام، إذا لم تشك في معرفة السامع مكان الحذف.

قاعدہ: عرب ایسے کلام کے وہ حصے حذف کر دیتے ہیں جن کا معنیٰ ظاہر ہو اور سننے والے کو جگہ معلوم ہو اور اس بارے میں کوئی شک نہ ہو۔

قاعدة: الغالب في القرآن، وفي كلام العرب أن الجواب المحذوف يُذكر قبله ما يدل عليه.

قاعدہ: قرآن میں اور عرب کے کلام میں عموماً جواب حذف کر دیا جاتا ہے اور اس سے پہلے چند لفظ ذکر کر دیے جاتے ہیں جو کہ اس جواب پر دلالت کرتے ہیں۔

قاعدة: متى جاءت "بلى" أو "نعم" بعد كلام يتعلق بها تعلق الجواب وليس قبلها ما يصلح أن يكون جوابًا له، فاعلم أن هناك سؤالًا مقدرًا، لفظه لفظ الجواب.

قاعدہ: جب کبھی "بلی" یا "نعم" کسی سوال کے بعد جواباً آجائے اور اس سے پہلے ایسا کلام نہ ہو جو اس کا جواب ہو، تو سمجھنا چاہیے کہ کوئی سوال مقدر ہے اور جواب اس کا لفظی صورت میں آگیا ہے۔

قاعدة: إذا كان ثبوت شيء أو نفيه يدل على ثبوت آخر أو نفيه، فالأولى الاقتصار على الدال منهما، فإن ذُكرا فالأولى تأخير الدال.

قاعدہ: اگر کسی چیز کا ثبوت یا نفی کسی دوسری چیز کے ثبوت یا نفی پر دلالت کرتا ہو تو ان میں سے صرف اس چیز پر اکتفا کرنا بہتر ہے جو دلیل ہے، اور اگر دونوں ذکر کیے جائیں تو دلیل والے کو موخر کرنا بہتر ہے۔

قاعدة: حذف جواب الشرط يدل على تعظيم الأمر، وشدته في مقامات الوعيد.

قاعدہ: شرط کے جواب کا حذف کرنا معاملہ کی عظمت اور شدت پر دلالت کرتا ہے خاص طور پر وعید کے مقامات پر۔

قاعدة: قد يقتضي الكلام ذكر شيئين، فيُقتصر على أحدهما لأنه المقصود.

قاعدہ: بعض اوقات کلام میں دو چیزوں کا ذکر مطلوب ہو مگر مقصود ایک ہو تو صرف اسی کو ذکر کیا جاتا ہے۔

قاعدة: قد يقتضي المقام ذكر شيئين بينهما تلازم وارتباط، فيُكتفى بأحدهما عن الآخر.

قاعدہ: بسا اوقات سیاق اس بات کا متقاضی ہوتا ہے کہ دو ایسی چیزوں میں سے ایک کو بیان کر دیا جائے کہ دونوں میں تعلق اور ربط ہے، تو ایک ہی کافی ہوتا ہے۔

قاعدة: لا يُقدَّر من المحذوفات إلا أفصحها، وأشدها موافقة للغرض.

قاعدہ: مقدر محذوفات میں صرف وہ صورت اختیار کی جائے جو سب سے زیادہ فصیح اور مقصود مدعا کے زیادہ قریب تر ہو۔

قاعدة: يقلل المقدر مهما أمكن؛ لتقل مخالفة الأصل.

قاعدہ: مقدرات کو جتنا کم رکھا جا سکے رکھا جائے تا کہ اصل سے مخالفت کم ہو۔

قاعدة: إذا كان للكلام وجه مفهوم على اتساقه على كلام واحد، فلا يوجه لصرفه إلى كلامين.

قاعدہ: بسا اوقات ایک ہی سیاق میں ایک معنی بغیر تقدیر کے پیدا ہو سکتا ہو تو اس کو کسی اور سیاق پر لے جانے (یا دو کلاموں پر تقسیم) کی کوشش نہ کی جائے۔

القسم الرابع: التقديم والتأخير - چوتھا حصہ: تقدیم و تاخیر

قاعدة: التقدم في الذكر لا يعني التقدم في الوقوع والحكم.

قاعدہ: ذکر میں تقدیم (سبقت) وقوع اور حکم میں تقدم کے معنی میں نہیں ہوتی۔

قاعدة: العرب لا يقدمون إلا ما يعتنون به غالبًا.

قاعدہ: عرب عمومی طور پر اسی چیز کو مقدم لاتے ہیں جس میں انہیں خصوصی دلچسپی ہو۔

المقصد السادس: الأدوات التي يحتاج إليها المفسر

چھٹا مقصد: وہ ادوات جن کی مفسر کو ضرورت ہوتی ہے۔

قاعدة: كل حرف له معنى متبادر، ثم استُعمل في غيره، فإنه لا ينسلخ من معناه الأول بالكلية، بل يبقى فيه رائحة منه ويلاحظ معه.

قاعدہ: ہر حرف کا ایک فوری (متبادر) معنی ہوتا ہے، پھر اسے کسی اور معنی میں استعمال کیا جائے تو اصل معنی کلی طور پر زائل نہیں ہوتا بلکہ اس کی کچھ جھلک باقی رہتی ہے۔

قاعدة: يستدل على افتراق معاني الحروف بافتراق الأجوبة عنها.

قاعدہ: حروف کے معانی مختلف ہونے کو اس کے مختلف جوابات سے سمجھا جا سکتا ہے۔

قاعدة: لكل حرف من حروف المعاني وجه هو به أولى من غيره، فلا يجوز تحويل ذلك عنه إلى غيره إلا بحجة.

قاعدہ: ہر حرفِ معنی کا ایک اصل اور مقدم (اہم) معنی ہوتا ہے، اس سے اس کو کسی دوسرے معنی کی طرف منتقل کرنا بغیر دلیل کے جائز نہیں۔

قاعدة: إذا جاءت "مِنْ" قبل المبتدأ، أو الفاعل، أو المفعول، فهي لتأكيد النفي وزيادة التنكير، والتنصيص في العموم.

قاعدہ: جب "من" مبتدا، فاعل یا مفعول سے پہلے آئے تو نفی کی تاکید، مزید نکرہ اور عموم کی تصریح کے لیے آتی ہے۔

قاعدة: حيث وقعت "إذ" بعد "واذكر" فالمراد به الأمر بالنظر إلى ما اشتمل عليه ذلك الزمان؛ لغرابة ما وقع فيه.

قاعدہ: جب "اذ" "واذکر" کے بعد آئے تو اس سے مراد اس وقت کے حالات کی طرف توجہ دلانا ہوتا ہے کیونکہ وہاں کوئی عجیب واقعہ پیش آیا ہوتا ہے۔

قاعدة: إذا دخلت "قد" على المضارع المسند إلى الله تعالى، فهي للتحقيق دائمًا.

قاعدہ: جب "قد" فعل مضارع پر آئے اور اس کا فاعل اللہ تعالیٰ ہو تو ہمیشہ تحقیق (یقین ہونے) کے معنی میں آتی ہے۔

قاعدة: إذا دخلت "الألف واللام" على اسم موصوف اقتضت أنه أحق بتلك الصفة من غيره.

قاعدہ: جب "ال" کسی موصوف پر آئے تو اسے اس صفت میں سب پر مقدم (سب سے زیادہ مستحق) بناتی ہے۔

قاعدة: الاسم الموصول يفيد علِّيَّة الحكم.

قاعدہ: اسم موصول حکم کی علت کو بیان کرتا ہے۔

المقصد السابع: الضمائر (ساتواں مقصد: ضمائر)

قاعدة: إذا كان في الآية ضمير يحتمل عوده إلى أكثر من مذكور، وأمكن الحمل على الجميع، حُمل عليه-

قاعدہ: اگر آیت میں ضمیر ایسا آئے جو ایک سے زیادہ مذکور چیزوں کی طرف لوٹ سکتا ہو اور سب پر حمل ممکن ہو توسب پر حمل کیا جائے گا۔

قاعدة: إذا ورد مضاف، ومضاف إليه وجاء بعدهما ضمير، فالأصل عوده للمضاف-

قاعدہ: اگر مضاف اور مضاف الیہ آئیں اور ان کے بعد ضمیر آئے تو اصل یہ ہے کہ وہ ضمیر مضاف کی طرف لوٹے۔

قاعدة: قد يجيء الضمير متصلًا بشيء وهو لغيره، أو عائدًا على ملابس ما هو له-

قاعدہ: کبھی ضمیر کسی چیز کے ساتھ متصل ہوتی ہے مگر مراد کسی اور کی طرف ہوتی ہے، یا جس کے لباس میں ہو اس کی طرف۔

قاعدة: إذا اجتمع في الضمائر مراعاة اللفظ والمعنى، بُدئ باللفظ ثم بالمعنى-

قاعدہ: اگر ضمائر میں لفظ اور معنی دونوں کی رعایت آجائے تو پہلے لفظ کو دیکھا جائے پھر معنی کو۔

قاعدة: قد يذكر شيئان، ويعود الضمير على أحدهما اكتفاء بذكره عن الآخر، مع كون الجميع مقصودًا-

قاعدہ: کبھی دو چیزیں ذکر کی جائیں اور ضمیر ان میں سے ایک پر لوٹے، دوسرے کے ذکر پر اکتفا کیا جائے، اگرچہ دونوں مقصود ہوں۔

قاعدة: قد يثنى الضمير مع كونه عائدًا على أحد المذكورين دون الآخر-

قاعدہ: کبھی ضمیر تثنیہ کے صیغے میں آتی ہے جب کہ حقیقتاً ایک ہی چیز پر لوٹتی ہے۔

قاعدة: ضمير الغائب قد يعود على غير ملفوظ به، كالذي يفسره سياق الكلام-

قاعدہ: غائب کی ضمیر کبھی کسی غیر ملفوظ چیز پر لوٹتی ہے، جیسے سیاق وسباق جسے واضح کرتا ہے۔

قاعدة: إذا تعددت الجمل، وجاء بعدها ضمير جمع، فهو راجع إلى جميعها، فإن كان مفردًا اختص بالأخيرة-

قاعدہ: جب کئی جملے آئیں، اور ان کے بعد ضمیر جمع آئے تو سب پر لوٹے گی، اگر مفرد آئے تو آخری جملے پر لوٹے گی۔

قاعدة: إذا تعاقبت الضمائر، فالأصل أن يتحد مرجعها-

قاعدہ: جب ضمائر ایک کے بعد ایک آئیں، تو اصل یہ ہے کہ ان کا مرجع ایک ہی ہو۔

المقصد الثامن: الأسماء في القرآن (آٹھواں مقصد: قرآن میں اسماء)

قاعدة: إذا كان للاسم الواحد معانٍ عدة، حُمل في كل موضع على ما يقتضيه ذلك السياق-

قاعدہ: اگر قرآن میں کسی ایک اسم کے متعدد معنی ہوں تو ہر مقام پر وہ معنی لیا جائے گا جو سیاق کے اعتبار سے مناسب ہو۔

قاعدة: بعض الأسماء الواردة في القرآن إذا أُفرد دل على المعنى العام المناسب له، وإذا قُرن مع غيره دل على بعض المعنى، ودل ما قُرن معه على باقيه-

قاعدہ: کچھ اسماء جب اکیلے آئیں تو عام معنی بیان کرتے ہیں، اور جب کسی اور اسم کے ساتھ آئیں تو ان میں سے ایک حصے کا معنی ایک اسم سے اور دوسرا دوسرے اسم سے معلوم ہوتا ہے۔

قاعدة: جعل الاسمين لمعنيين أولى من أن يكونا لمعنى واحد-

قاعدہ: دو اسماء کو دو معنوں کے لیے ماننا ایک ہی معنی دینے سے بہتر ہے۔

المقصد التاسع: العطف - (نواں مقصد: عطف)

قاعدة: عطف العام على الخاص يدل على التعميم، وعلى أهمية الأول-

قاعدہ: خاص پر عام کو عطف کرنا عمومی معنی پر دلالت کرتا ہے اور پہلے (عام) کی اہمیت پر بھی۔

قاعدة: عطف الخاص على العام مُنَبِّه على فضله أو أهميته، حتى كأنه ليس من جنس العام؛ تنزيلًا للتغاير في الوصف منزلة التغاير في الذات-

قاعدہ: خاص کو عام پر عطف کرنا اس کی اہمیت اور فضیلت پر توجہ دلاتا ہے گویا وہ عام کے جنس سے نہیں۔

قاعدة: عند عطف صفة على صفة لموصوف واحد، فالأفصح في كلام العرب ترك إدخال الواو- وإذا أُريد بالوصف الثاني موصوف آخر غير الأول أدخلت الواو-

قاعدہ: ایک موصوف کی دو صفات کے عطف میں افصح یہ ہے کہ واو نہ لائی جائے، اگر دوسری صفت دوسرے موصوف کی ہو تو واو لائی جائے۔

قاعدة: الشيء الواحد إذا ذُكر بصفتين مختلفتين، جاز عطف إحداهما على الأخرى؛ تنزيلًا لتغاير الصفات منزلة تغاير الذوات-

قاعدہ: ایک ہی چیز اگر دو مختلف صفات کے ساتھ آئے تو ایک صفت کو دوسری پر عطف کرنا جائز ہے، گویا مختلف صفات کو مختلف ذاتوں کی طرح مانا جائے گا۔

قاعدة: العطف يقتضي المغايرة بين المعطوف والمعطوف عليه، مع اشتراكهما في الحكم الذي ذُكر لهما-

قاعدہ: عطف معطوف اور معطوف علیہ میں فرق کا تقاضا کرتا ہے، اگرچہ دونوں میں حکم مشترک ہو۔

قاعدة: عطف الجملة الاسمية على الفعلية يفيد الدوام والثبات-

قاعدہ: جملہ اسمیہ کا جملہ فعلیہ پر عطف دائمی اور ثابت حالت کو بیان کرتا ہے۔

قاعدة: من شأن العرب العطف بالكلام على معنى نظير له قد تقدمه، وإن خالف لفظُه لفظَه-

قاعدہ: عربوں کا طریقہ ہے کہ گزشتہ مشابہ معنی پر عطف کر دیتے ہیں اگر چہ لفظ مختلف ہو۔

المقصد العاشر: الوصف-دسواں مقصد: وصف

قاعدة: كل ما كان من الأوصاف أبعد من بنية الفعل، فهو أبلغ-

قاعدہ: جتنا وصف فعل سے دور ہو گا اتنا ہی زیادہ بلیغ ہو گا۔

قاعدة: الصفة إذا وقعت للنكرة فهي مخصِّصة، وإن جاءت للمعرفة فهي موضِّحة-

قاعدہ: صفت اگر نکرہ کے ساتھ ہو تو تخصیص کرتی ہے، اگر معرفہ کے ساتھ ہو تو وضاحت کرتی ہے۔

قاعدة: إذا وقعت الصفة بعد متضايفين أولهما عدد، جاز إجراؤها على المضاف وعلى المضاف إليه-

قاعدہ: اگر صفت دو متضافین کے بعد آجائے جن میں پہلا عدد ہو تو صفت مضاف اور مضاف الیہ دونوں پر جاری کی جاسکتی ہے۔

قاعدة: الأوصاف المختصة بالإناث إن أُريد بها الفعل لحقها "التاء"، وإن أُريد بها النسب، جُرِّدت من "التاء"-

قاعدہ: مؤنث کے ساتھ مخصوص اوصاف اگر فعل کے معنی میں ہوں تو ان کے ساتھ "تاء" آتی ہے اور اگر نسب کی طرف ہو تو "تاء" نہیں آتی۔

قاعدة: جميع أوزان الصفة المشبهة باسم الفاعل إن قُصد بها الحدوث والتجدد جاءت على وزن "فاعل" مطلقًا، وإن لم يقصد بها الحدوث والتجدد بقيت على أصلها-

قاعدہ: وہ تمام اوزان جو اسم فاعل کی مشابہ وصف کے لیے آتے ہیں اگر ان سے حدوث یا تجدد مقصود ہو تو وزن

"فاعل" پر لائی جاتی ہیں، بصورت دیگر اصل پر رہتی ہیں۔

قاعدة: الأصل في صفات المدح أن ينتقل فيها من الأدنى إلى العلى، وصفات الذم بعكس ذلك-

قاعدہ: مدح میں اوصاف کو ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف اور مذمت میں اس کے برعکس ترتیب دی جاتی ہے۔

قاعدة: إذا قامت الصفة بمحل عاد حكمها إليه لا إلى غيره، واشتق لذلك المحل من تلك الصفة اسم، ولا يشتق الاسم لمحل لم يقم به ذلك الوصف-

قاعدہ: جب صفت کسی محل میں قائم ہو تو حکم اسی کو ملے گا اور اس محل سے اس صفت کا نام نکالا جائے گا، کسی دوسرے محل سے نہیں۔

المقصد الحادي عشر: التوكيد -(گیارہواں مقصد: تاکید)

قاعدة: التوكيد ينفي احتمال المجاز-

قاعدہ: تاکید سے مجاز کا احتمال ختم ہو جاتا ہے۔

قاعدة: كلما عظُم الاهتمام كثُر التأكيد-

قاعدہ: جتنا موضوع اہم ہو گا اتنی زیادہ تاکید آئے گی۔

قاعدة: الأصل أن الكلام يؤكد إذا كان المخاطب مُنْكِرًا أو مُتَرَدِّدًا، ويتفاوت التأكيد بحسب قوة الإنكار وضعفه- وقد يؤكد والمخاطب غير منكر لعدم جريه على مقتضى إقراره، فيُنزّل منزلة المنكر- وقد يترك التأكيد مع إنكار المُخاطَب لوجود أدلة ظاهرة، لو تأملها لرجع عن الإنكار-

قاعدہ: اصل میں تاکید اس وقت آتی ہے جب مخاطب انکار یا تردد کرے، اور تاکید بھی انکار کی شدت یا کمی کے لحاظ سے آتی ہے۔ کبھی بغیر انکار کے بھی تاکید آتی ہے، اور کبھی انکار کے باوجود کھلی دلیل کی وجہ سے تاکید نہیں آتی۔

المقصد الثاني عشر: الترادف -(بارہواں مقصد: مترادفات)

قاعدة: مهما أمكن حمل ألفاظ القرآن على عدم الترادف، فهو المطلوب-

قاعدہ: جہاں تک ممکن ہو قرآن کے الفاظ میں عدم ترادف سے معنی لینا چاہیے۔

قاعدة: قد يختلف اللفظان المعبر بهما عن الشيء الواحد، فيُستملح ذكرهما على وجه التأكيد-

قاعدہ: دو الفاظ کسی ایک ہی چیز کیلئے آئیں تو تاکید کی خاطر ان دونوں کو لانا اچھا لگتا ہے۔

قاعدة: المعنى الحاصل من مجموع المترادفين لا يوجد عند انفراد أحدهما-

قاعدہ: دو مترادف الفاظ کو ملانے سے ایسا معنی پیدا ہوتا ہے جو الگ الگ نہ ہو۔

المقصد الثالث عشر: القَسَم في القرآن (تیرہواں مقصد: قرآن میں قسم)

قاعدة: لا يكون القسم إلا باسم معظم-

قاعدہ: قرآن میں قسم صرف کسی معزز، بلند چیز ہی کی کھائی جاتی ہے۔

قاعدة: الحكم بتقدير قسم في كتاب الله دون قرينة ظاهرة فيه، فيه زيادة على معنى كلام الله بغير دليل-

قاعدہ: اللہ کے کلام میں بغیر واضح قرینہ کے قسم کا تقدیر ماننا معنی میں اضافہ ہے اور یہ بے دلیل ہے۔

المقصد الرابع عشر: الأمر والنهي (چودھواں مقصد: امر و نہی)

القسم الأول: الأمر (پہلا حصہ: امر)

قاعدة: الأمر بالشيء يستلزم النهي عن ضده-

قاعدہ: کسی چیز کے کرنے کے حکم میں اس کے مخالف سے منع ہونا داخل ہوتا ہے۔

قاعدة: الأمر يقتضي الفور إلا لقرينة-

قاعدہ: امر فوراً پورا کیا جائے گا، الا یہ کہ کوئی قرینہ ہو۔

قاعدة: إذا عُلِّق الأمر على شرط، أو صفة فإنه يقتضي التكرار-

قاعدہ: امر اگر شرط یا صفت پر معلق ہو تو تکرار کا تقاضا کرتا ہے۔

قاعدة: الأمر الوارد بعد الحظر يعود حكمه إلى حاله قبل الحظر-

قاعدہ: کسی چیز کے کرنے کا امر جب ممانعت کے بعد آئے تو اس کا حکم پہلے کی حالت پر واپس آجائے گا-

قاعدة: إذا كان الأمر واردًا على سؤال عن الجواز، فهو للإباحة-

قاعدہ: اگر امر کسی جواز کے سوال پر وارد ہو تو وہ اباحت کیلئے ہو گا-

قاعدة: الأمر المعلق على اسم، هل يقتضي الاقتصار على أوله؟

قاعدہ: اگر امر کسی اسم پر موقوف ہو تو کیا اس کے صرف ابتدائی حصے پر کفایت ہو گی؟

قاعدة: الأمر بواحد مبهم من أشياء مختلفة معينة، هل يوجب واحدًا منها على استواء؟

قاعدہ: اگر کئی معین اشیاء سے کسی ایک کا حکم دیا جائے تو کیا ان میں سے کسی ایک کو بجالانا کافی ہو گا؟

قاعدة: الأمر لجماعة يقتضي وجوبه على كل واحد منهم إلا لدليل-

قاعدہ: جماعت کے لیے آیا امر ہر فرد پر لازم ہو گا، الا یہ کہ کوئی دلیل ہو-

قاعدة: الأوامر والنواهي على ضربين: صريح وغير صريح- فأما الصريح فله نظران:

أحدهما: من حيث مجرده لا يعتبر فيه علة مصلحية-

الثاني: هو من حيث يُفهم من الأوامر والنواهي قصد شرعي بحسب الاستقراء، أو القرائن الدالة على أعيان المصالح في المأمورات، والمفاسد في المنهيات-

وأما غير الصريح فضروب:

1) ما جاء مجيء الإخبار عن تقرير الحكم- وهذا له حكم الصريح-
2) ما جاء مجيء مدحه أو مدح فاعله في الأوامر، أو ذمه أو ذم فاعله في النواهي، ونحو ذلك، فهذا دالّ على طلب الفعل في المحمود، وطلب الترك في المذموم-
3) ما يتوقف عليه المطلوب، وهذا مختلف فيه-

قاعدہ: اوامر و نواہی صریح اور غیر صریح دو قسموں کے ہیں:

صریح:

1) یہ صرف بذات خود ہوتا ہے اس میں کسی مصلحت کی علت کا اعتبار نہیں۔

2) اس میں شرعی مقصد استقراء یا قرائن کے ذریعے معلوم ہو سکتا ہے۔

غیر صریح:

1) کسی حکم کے اثبات کی خبر کے انداز میں آئے تو یہ بھی صریح کہلائے گا۔

2) اگر اوامر میں تعریف یا اس کے کرنے والے کی مدح یا نواہی میں مذمت بیان ہو تو یہ بھی فعل کو مطلوب اور ترک کو بھی ایسے ہی مطلوب سمجھا جائے گا۔

3) جس پر مطلوب کا انحصار ہو۔

قاعدة: ما أمر الله به في كتابه: إما أن يوجه إلى من لم يدخل فيه؛ فهذا أمر له بالدخول فيه، وإما أن يوجه لمن دخل فيه، فهذا أمره به ليصحح ما وُجد عنده منه، ويسعى في تكميل ما لم يوجد فيه-

قاعدہ: جس امر کا خطاب اللہ کے کلام میں ہے، اگر وہ مخاطب کا اب تک حصہ نہیں رہا تو اس کو داخلے کا حکم ہے، اور اگر مخاطب اس میں داخل ہے تو اس کے اصلاح و تکمیل کی تاکید ہے۔

قاعدة: جنس فعل المأمور به أعظم من جنس ترك المنهي عنه، وجنس ترك المأمور به أعظم من جنس فعل المنهي عنه، كما أن مثوبة أداء الواجبات أعظم من مثوبة ترك المحرمات، والعقوبة على ترك الواجبات أعظم من العقوبة على فعل المحرمات-

قاعدہ: واجب کے کام کرنا زیادہ بڑا نیکی کا عمل ہے بہ نسبت منہیات سے بچنے کے، اور واجب کو چھوڑنا زیادہ بڑا گناہ ہے بہ نسبت منہیات کے ارتکاب کے۔

القسم الثاني: النهي (دوسرا حصہ: نہی)

قاعدة: النهي يقتضي التحريم والفور والدوام إلا لقرينة-

قاعدہ: نہی تحریم، فوریت اور دوام کا تقاضا کرتی ہے الا یہ کہ کوئی قرینہ ہو۔

قاعدة: النهي عن اللازم أبلغ في الدلالة على النهي عن الملزوم من النهي عنه ابتداء-

قاعدہ: لازم چیز سے روکنا ملزوم سے روکنے میں زیادہ بلیغ ہے۔

قاعدة: إذا نهى الشارع عن شيء، نهى عن بعضه، وإذا أمر بشيء، كان آمرًا بجميعه-

قاعدہ: شارع جب کسی چیز سے منع کرے تو اس کے کسی بھی حصے سے منع ہو گا اور جب کرنے کا حکم دے تو سب پر۔

قاعدة: إيراد الإنشاء بصيغة الخبر أبلغ من إيراده بصيغة الإنشاء-

قاعدہ: انشاء کو خبر کے انداز میں لانا زیادہ بلیغ ہے۔

قاعدة: النهي يقتضي الفساد-

قاعدہ: نہی فساد کو لازم کرتی ہے۔

المقصد الخامس عشر: النفي في القرآن -(پندرھواں مقصد: قرآن میں نفی)

قاعدة: دل الاستقراء في القرآن على أن الله تعالى إذا نفى عن الخلق شيئًا وأثبته لنفسه، أنه لا يكون له في ذلك الإثبات شريك-

قاعدہ: قرآن کے استقراء سے ثابت ہے کہ اللہ جب کسی صفت کا مخلوق سے انکار اور اپنے لیے اثبات کرے تو اس میں اسکا کوئی شریک نہیں۔

قاعدة: نفي العام أحسن من نفي الخاص، وإثبات الخاص أحسن من إثبات العام-

قاعدہ: عموم کی نفی، خصوص کی نفی سے بہتر ہے، اور خصوص کا اثبات، عموم کے اثبات سے بہتر۔

قاعدة: نفي الأدنى أبلغ من نفي الأعلى-

قاعدہ: ادنیٰ چیز کی نفی اعلیٰ کی نفی سے زیادہ بلیغ ہوتی ہے۔

قاعدة: العرب إذا جاءت بين الكلامين بجحدين، كان الكلام إخبارًا-

قاعدہ: اگر دو کلاموں میں عرب جحد (نفی) بیان کریں تو وہ خبر کے معنی میں ہوتا ہے۔

قاعدة: نفي الاستطاعة قد يُراد به نفي القدرة والإمكان، وقد يُراد به نفي الامتناع، وقد يُراد به الوقوع بمشقة وكلفة-

قاعدہ: استطاعت کی نفی کبھی قدرت یا امکان کی نفی کے لئے، کبھی امتناع اور کبھی مشکل و مشقت کے اظہار کے لیے آتی ہے۔

قاعدة: كل أمر قد عُلِّق بما لا يكون، فقد نُفي كونه على أبعد الوجوه-

قاعدہ: جس کام کا تعلق کسی ناممکن کے ساتھ ہو وہ اس کام کی نفی کے لئے آتا ہے۔

قاعدة: قد يرد نفي الشيء مقيدًا والمراد نفيه مطلقًا؛ مبالغة في النفي وتأكيدًا له-

قاعدہ: کسی چیز کی نفی مقید لائی جائے اور مراد مطلق ہو تو یہ نفی میں مبالغہ ہوتا ہے۔

قاعدة: نفي التفضيل لا يستلزم نفي المساواة-

قاعدہ: تفضیل کی نفی مساوات کی نفی کو لازم نہیں کرتی۔

قاعدة: نفي الجُناح لا يدل على العزيمة، ولا يلزم من نفيه نفي أولوية مقابلة-

قاعدہ: "جناح" کی نفی (حرج نہ ہونا) عزیمت کی نفی نہیں اور نہ ہی اس کے مقابل اولیٰ کی نفی پر دلالت کرتی ہے۔

قاعدة: نفي الحل يستلزم التحريم-

قاعدہ: کسی چیز کا حلال نہ ہونا اس کے حرام ہونے کو لازم کرتا ہے۔

قاعدة: قد يُنفى الشيء في القرآن رأسًا وإن كانت صورته موجودة؛ لعدم كمال وصفه، أو لانتفاء ثمرته-

قاعدہ: قرآن میں کسی چیز کی نفی ہوتی ہے اس کی شکل موجود ہونے کے باوجود اس کے کمال یا ثمر کے نہ ہونے کی وجہ سے ہوتی ہے۔

قاعدة: قد يرد النفي، ويراد به النهي-

قاعدہ: کبھی نفی سے مراد نہی (روکنا) ہوتی ہے۔

قاعدة: نفي الذات الموصوفة قد يكون نفيًا للصفة دون الذات، وقد يكون نفيًا للذات كذلك-

قاعدہ: ذات کی نفی کبھی صفت کی اور کبھی خود ذات کی نفی کے لئے ہوتی ہے۔

قاعدة: النفي المقصود به المدح لا بد من أن يكون متضمنًا لإثبات كمال ضده-

قاعدہ: اگر نفی مدح کے لئے ہو تو اس میں ضد کے کامل ہونے کا اثبات ضروری ہے۔

المقصد السادس عشر: الاستفهام (سولھواں مقصد: استفہام)

قاعدة: الاستفهام عقيب ذكر المعايب أبلغ من الأمر بتركها-

قاعدہ: کسی عیب کے ذکر کے بعد سوال کرنا اس کو چھوڑنے کے حکم سے زیادہ موثر ہوتا ہے۔

قاعدة: استفهام الإنكار يكون مضمنًا معنى النفي-

قاعدہ: انکار کے لئے آنے والا استفہام دراصل نفی کے معنی میں ہوتا ہے۔

قاعدة: إذا أخبر الله تعالى عن نفسه بلفظ "كيف" فهو استخبار على طريق التنبيه للمخاطب، أو التوبيخ-

قاعدہ: اللہ تعالیٰ جب اپنی ذات کے بارے میں "کیف" (کیسا) کا لفظ لائے تو اس سے مراد مخاطب کو متنبہ یا ڈانٹنا مقصود ہوتا ہے۔

قاعدة: إذا دخلت همزة الاستفهام على "رأيتَ" امتنع أن تكون من رؤية البصر أو القلب، وصار بمعنى "أخبِرْني"-

قاعدہ: اگر استفہام کی ہمزہ "رأیتَ" پر داخل ہو تو پھر وہ بصری یا قلبی رویت کے معنی کے لئے نہیں ہوگی بلکہ "بتاؤ مجھے" کے معنی میں ہوگی۔

قاعدة: إذا دخل حرف الاستفهام على فعل الترجي أفاد تقرير ما هو متوقع، وأشعر بأنه كائن-

قاعدہ: اگر استفہام ترجی کے فعل پر آئے تو اس سے متوقع چیز کے وقوع کی تاکید ہوتی ہے۔

قاعدة: جميع الأسئلة المتعلقة بتوحيد الربوبية استفهامات تقرير-

قاعدہ: ربوبیت کے توحید سے متعلق سارے سوالات استقراری استفہامات کہلاتے ہیں۔

المقصد السابع عشر: العام والخاص-(القسم الأول: العام)

قاعدة: الألفاظ معارف ونكرات، فكل اسم معرفة ذي أفراد يفيد العموم، وكل لفظ نكرة في النفي أو النهي أو الشرط أو الاستفهام أو الامتنان فإنه يفيد العموم، سواء كان اسمًا أو فعلًا-

قاعدہ: الفاظ معرفہ اور نکرہ ہوتے ہیں، پس ہر معرفہ اسم جو افراد پر دلالت کرے عموم پر دلالت کرتا ہے، اور ہر نکرہ لفظ جب نفی، نہی، شرط، استفہام یا احسان کے مقام پر ہو تو وہ بھی عموم پر دلالت کرتا ہے، خواہ اسم ہو یا فعل۔

قاعدة: قد استقر في عُرْف الشارع أن الأحكام المذكورة بصيغة المذكرين إذا أُطلقت، ولم تقترن بالمؤنث فإنها تتناول الرجال والنساء-

قاعدہ: شریعت کی اصطلاح میں یہ مروج ہے کہ جب احکام مذکر کے صیغے میں مطلق بیان کیے جائیں اور ان کے ساتھ مؤنث نہ ہو تو وہ احکام مرد وعورت دونوں کو شامل ہوتے ہیں۔

قاعدة: الخطاب لواحد من الأمة يعم غيره، إلا لدليل يخصصه به-

قاعدہ: خطاب اگر امت کے کسی ایک فرد کے ساتھ ہو تو وہ دوسروں کو بھی شامل ہے، الا یہ کہ کوئی دلیل اس کو خاص کر دے۔

قاعدة: المفهوم بنوعيه محمول على العموم-

قاعدہ: دونوں اقسام کے مفہوم (موافق ومخالف) عموم پر محمول ہوتے ہیں۔

قاعدة: إذا علق الشارع حكمًا على علة، فإنه يوجد حيث وُجدت-

قاعدہ: جب شارع کسی حکم کو کسی علت پر معلق کر دے تو وہ علت جہاں بھی پائی جائے گی وہاں وہ حکم ہو گا۔

قاعدة: الخطابات العامة في القرآن تشمل النبي، كما أن الخطابات الموجهة إليه –عليه الصلاة والسلام– تشمل الأمة إلا لدليل۔

قاعدہ: قرآن کے عام خطاب نبی ﷺ کو بھی شامل ہیں، جس طرح آپ ﷺ کو خاص کیا گیا خطاب امت کو بھی شامل ہے، جب تک کوئی دلیل نہ ہو۔

قاعدة: العموم إذا تعقبه تقييد باستثناء، أو صفة، أو حكم، وكان ذلك لا يتأتى إلا في بعض ما يتناوله العموم، هل يجب أن يكون المراد بذلك العموم ذلك البعض أم لا؟

قاعدہ: اگر عموم کے بعد کوئی قید (استثناء یا صفت یا حکم) آئے، اور وہ قید اس عموم کے بعض افراد پر ہی صادق آ سکتی ہو، تو کیا اس سے پوری عموم مراد ہو گی یا فقط وہ بعض؟

قاعدة: إذ كان أول الكلام خاصًا، وآخره بصيغة العموم، فإن خصوص أوله لا يكون مانعًا من عموم آخره۔

قاعدہ: اگر کلام کے شروع میں خصوصیت ہو اور آخر میں عموم تو ابتدا کی خصوصیت آخر کے عموم کو مانع نہیں ہوتی۔

قاعدة: إذا اجتمعت صيغة تبعيض مع جمع معرَّف باللام أو بالإضافة أو ذي حصر "كأسماء العدد"، وجب حمل الجمع على جميع أنواعه۔

قاعدہ: اگر جمع پر لام ہو، یا اضافت ہو یا عدد کے ذریعے اس میں تبعیض ہو تو جمع کو اس کے تمام افراد پر محمول کرنا لازم ہے۔

قاعدة: مقابلة الجمع بالجمع تارة تقتضي مقابلة الآحاد بالآحاد، وتارة تقتضي مقابلة الكل لكل فرد، وتارة تحتمل الأمرين، فتفتقر إلى دليل يعين أحدهما۔

قاعدہ: جمع کے مقابلے میں جمع بسا اوقات ہر فرد کے مقابلے میں ایک فرد پر دلالت کرتا ہے اور کبھی سب کے سب ہر ایک فرد پر، اور کبھی دونوں احتمال رکھتی ہے، تو اس صورت میں دلیل کی حاجت ہو گی۔

قاعدة: الغالب عند مقابلة الجمع بالمفرد أنه لا يقتضي تعميم المفرد، وقد يقتضيه بحسب عموم الجمع المقابل له-

قاعدہ: جمع اگر مفرد کے مقابل ہوتو اکثر اوقات مفرد عام نہیں ہوتا، مگر کبھار عموم بھی ہوسکتا ہے، اگر جمع اس پر دلیل ہو۔

قاعدة: مقابلة المفرد بالمفرد تفيد التوزيع-

قاعدہ: مفرد کے مقابل مفرد ہونا تقسیم پر دلالت کرتا ہے۔

قاعدة: العبرة بعموم اللفظ، لا بخصوص السبب-

قاعدہ: اصل لحاظ عموم لفظ کا ہوگا، سبب کے خصوص کا نہیں۔

قاعدة: حذف المتعلَّق يفيد العموم النسبي-

قاعدہ: متعلق کا حذف ہونا نسبی عموم پر دلالت کرتا ہے۔

قاعدة: الخبر على عمومه، حتى يرد ما يخصصه-

قاعدہ: خبر اپنے عموم پر رہے گی جب تک کوئی ایسی چیز نہ آجائے جو اس کو خاص کرے۔

قاعدة: صورة السبب قطعية الدخول في العام-

قاعدہ: سبب کی شکل عمومی حکم میں قطعی طور پر داخل ہوگی۔

قاعدة: عموم الأشخاص يستلزم عموم الأحوال والأزمنة، والبقاع والمتعلقات-

قاعدہ: اشخاص کا عموم، حالات، زمانے، مقامات اور متعلقات کے عموم کو بھی لازم کرتا ہے۔

قاعدة: العموم إنما يعتبر بالاستعمال المنضبط بمقتضيات الأحوال-

قاعدہ: عموم صرف اس وقت معتبر ہوگا جب حالات کے تقاضوں کے مطابق استعمال ہوا ہو۔

القسم الثاني: الخاصّ

قاعدة: إذا ورد الشرط، أو الاستثناء، أو الصفة، أو الغاية، أو الإشارة بـ "ذلك"، بعد مفردات أو جمل متعاطفة، عاد إلى جميعها، إلا بقرينة-

قاعدہ: اگر شرط، استثناء، صفت، غایت یا "ذٰلِک" کی اشارہ مفرد یا معطوف جملوں کے بعد آئیں تو وہ سب پر لوٹیں گے سوائے اس کے کہ قرینہ ہو۔

المقصد الثامن عشر: المطلق والمقيد

قاعدة: الأصل إبقاء المطلق على إطلاقه، حتى يرد ما يقيِّده-

قاعدہ: مطلق کو اس کے اطلاق پر بنائے رکھنا اصل ہے جب تک قید نہ آئے۔

قاعدة: المطلق يُحمل على الكامل-

قاعدہ: مطلق کو کامل پر محمول کیا جائے گا۔

قاعدة: إذا ورد على المطلق قيدان مختلفان، وأمكن ترجيح أحدهما على الآخر، وجب حمل المطلق على أرجحهما-

قاعدہ: مطلق پر اگر دو مختلف قیدیں آئیں اور ایک کو دوسرے پر ترجیح دی جاسکے تو صرف اس پر محمول کیا جائے گا۔

قاعدة: الإطلاق يقتضي المساواة- قاعدہ: اطلاق مساوات کو مستلزم ہے۔

المقصد التاسع عشر: المنطوق والمفهوم(القسم الأول: المنطوق)

قاعدة: إذا رتب الشارع الحكم على وصف مناسب، فإن ذلك يدل على أن ثبوته لأجله-

قاعدہ: اگر شارع کسی حکم کو کسی مناسب وصف پر مرتب کرے تو یہ وجہ اس سبب کے لیے ثابت ہو گی۔

قاعدة: الحكم المعلق على وصف يقوى بقوته، وينقص بنقصه-

قاعدہ: کسی وصف پر معلق حکم اس وصف کی قوت سے قوی ہوتا اور اس کے کم ہونے سے کمزور ہو جاتا ہے۔

القسم الثاني: المفهوم

قاعدة: إذا كان وقت الشيء مستحقًّا للذكر، فإن ذلك الشيء مستحق له بالأولى-

قاعدہ: اگر کسی چیز کا وقت ذکر کے لائق ہو تو خود وہ چیز اس پر زیادہ حق دار ہو گی۔

قاعدة: إذا رُتِّب الحكم على وصف يمكن أن يكون معتبرًا، لم يجز اطِّراحه۔

قاعدہ: اگر کسی وصف پر حکم مرتب ہو اور وہ معتبر ہو سکتا ہو تو اس کو نظر انداز کرنا جائز نہیں۔

قاعدة: الشرط لا يقتضي جواز الوقوع۔

قاعدہ: کسی چیز پر شرط لگانا اس کے وقوع کی اجازت نہیں دیتا۔

قاعدة: كل حكم مشروط بتحقق أحد شيئين فنقيضه مشروط بانتفائهما معًا، وكل حكم مشروط بتحققهما معًا فنقيضه مشروط بانتفاء أحدهما۔

قاعدہ: ہر وہ حکم جو دو میں سے ایک کے ساتھ مشروط ہو تو اس کا نقیض دونوں کے نہ ہونے پر، اور جو دونوں کے جمع ہونے پر مشروط ہو تو نقیض ان میں سے کسی ایک کے نہ ہونے پر ہو گا۔

قاعدة: إذا خُص نوع بالذكر –مدحًا أو ذمًّا أو غيرهما– كان مفهومه معتبرًا، إذا كان ذلك لا يصلح للمسكوت عنه۔

قاعدہ: اگر کسی خاص نوع کو خصوصیت کے ساتھ بیان کیا جائے، مدح یا ذم یا کسی اور وجہ سے، تو اس مفہوم کو ملحوظ رکھا جائے گا جب کہ وہ دوسرے پر صادق نہ ہو۔

قاعدة: التخصيص بالذكر –بعد قيام المقتضي للعموم– يفيد الاختصاص بالحكم۔

قاعدہ: اگر عموم کے بعد کسی کو خاص ذکر کیا جائے تو اس کا حکم خاص ہو گا۔

قاعدة: التنصيص على الشيء لا يلزم منه النفي عما عداه۔

قاعدہ: کسی چیز کو صراحت سے بیان کرنا اس کے علاوہ کے رد کو لازم نہیں کرتا۔

قاعدة: الاقتران في النظم لا يستلزم الاقتران في الحكم۔

قاعدہ: نظم میں چیزوں کو ملا کر ذکر کرنا ضروری نہیں کہ ان میں حکم بھی یکساں ہو۔

قاعدة: الاقتران الوارد في القرآن بين بعض الأسماء الحسنى، يدل على مزيد من الكمالات۔

قاعدہ: قرآن میں اللہ کے کچھ اسماء حسنیٰ کو ملا کر ذکر کرنا مزید کمال پر دلالت کرتا ہے۔

قاعدة: السياق يُرشد إلى بيان المجمل، وتعيين المحتمل، والقطع بعدم احتمال غير المراد، وتخصيص العام، وتقييد المطلق، وتنوع الدلالة-

قاعدہ: سیاق کلام مجمل کی وضاحت، محتمل معنی کے تعین، غیر مراد کے رفع احتمال، عموم کی تخصیص، اطلاق کی تقیید اور دلالت کی اقسام پر رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

المقصد العشرون: المحكم والمتشابه

قاعدة: القرآن الكريم كله محكم باعتبار، وكله متشابه باعتبار، وبعضه محكم وبعضه متشابه باعتبار ثالث-

قاعدہ: قرآن پورا ایک پہلو سے محکم، دوسرے سے متشابہ اور ایک تیسرے انداز سے کچھ اس میں محکم اور کچھ متشابہ ہے۔

قاعدة: يجب العمل بالمحكم، والإيمان بالمتشابه-

قاعدہ: لازم ہے کہ محکم پر عمل کیا جائے اور متشابہ پر ایمان لایا جائے۔

قاعدة: جميع ظواهر نصوص القرآن مفهومة لدى المخاطبين-

قاعدہ: قرآن کے تمام ظاہری نصوص مخاطبین کے لئے قابل فہم ہیں۔

المقصد الحادي العشرون: النص والظاهر والمؤول والمجمل والمبين

قاعدة: ألفاظ القرآن -من حيث دلالتها على ما تضمنته من المعاني- إما نصوص لا تحتمل إلا معنى واحدًا، وإما نصوص تحتمل غير معانيها الظاهرة منها، ولكن طردها في الاستعمال على معنى واحد جعلها تجري مجرى النصوص التي لا تحتمل غير مسماها، وإما نصوص مجملة تحتاج إلى بيان-

قاعدہ: قرآن کے الفاظ، معنی کی دلالت کے اعتبار سے یا تو نصوص ہیں جو ایک ہی معنی رکھتی ہیں، یا احتمال والے معنی لیے ہوئے ہیں لیکن استعمال میں ایک ہی معنی ہو تو وہ بھی نص کے حکم میں ہیں، یا پھر مجمل ہیں جنھیں بیان کی ضرورت ہے۔

قاعدة: القرآن مشتمل على أصول الدين دلائله ومسائله، أما تعريفه للأحكام فأكثره كلي لا جزئي-

قاعدہ: قرآن میں دین کی جملہ اصولی دلائل اور مسائل موجود ہیں اور احکام اکثریت میں کلی طور پر بیان ہوئے ہیں۔

قاعدة: كل تأويل يرفع النص، أو شيئًا منه فهو باطل-

قاعدہ: ہر ایسا تاویل جو کسی نص یا اس کے جز کو ختم کر دے وہ باطل ہے۔

قاعدة: كل مبهمة في القرآن، غير جائز رد حكمها على المفسَّرة قياسًا-

قاعدہ: قرآن میں جو ابہام ہو اس کا حکم مفسر کے حکم پر قیاساًلانا جائز نہیں۔

المقصد الثاني والعشرون: معرفة الفواصل

قاعدة: لا تتأتى معرفة معاني القرآن، والاستنباط منه إلا بمعرفة الفواصل-

قاعدہ: قرآن کی معانی اور اس سے استنباط اسی وقت درست ہو گا جب فواصل کی معرفت ہو۔

المقصد الثالث والعشرون: موهم الاختلاف والتضارب

قاعدة: إذا اختلفت الألفاظ، وكان مرجعها إلى أمر واحد لم يوجب ذلك اختلافًا-

قاعدہ: اگر الفاظ میں اختلاف ہو اور مرجع ایک ہی ہو تو اس سے اختلاف لازم نہیں آتا۔

قاعدة: إنما يتناقض الخبران اللذان أحدهما نفي، والآخر إثبات إذا استويا في الخبر والمخبر عنه، وفي المتعلق بهما، وفي الزمان والمكان، وفي الحقيقة والمجاز "عند القائل به"-

قاعدہ: دو خبر (خبریں) صرف اس وقت متناقض ہوں گی جب دونوں ایک جیسے ہوں، منفی اور مثبت، اور خبر، مخبر، متعلق، وقت، مقام، حقیقت و مجاز سب میں برابر ہوں۔

قاعدة: الآيات التي توهم التعارض يُحمَل كل نوع منها على ما يليق به ويناسب المقام، كلٌّ بحسبه-

قاعدہ: وہ آیات جن میں تعارض کا وہم ہو ہر ایک کو اس کے موافق اور محل کے مطابق لیا جائے گا۔

المقصد الرابع والعشرون: التكرار في القرآن

قاعدة: قد يرد التكرار لتعدد المتعلق-

قاعدہ: کبھی تکرار اس لیے ہوتا ہے کہ متعلق متعدد ہوں۔

قاعدة: لم يقع في كتاب الله تكرار بين متجاورين-

قاعدہ: قرآن میں متصل الفاظ یا جملوں کے درمیان تکرار نہیں ملتا۔

قاعدة: لا يُخالَف بين الألفاظ إلا لاختلاف المعاني-

قاعدہ: الفاظ کا فرق صرف معنوں کے فرق کی وجہ سے ہوتا ہے۔

قاعدة: العرب تكرر الشيء في الاستفهام؛ استبعادًا له-

قاعدہ: استفہام کے موقع پر چیز کا تکرار اس کی بعیدی پر دلیل کے لیے ہے۔

قاعدة: التكرير يدل على الاعتناء-

قاعدہ: کسی چیز کا تکرار اس کی اہمیت پر دلالت کرتا ہے۔

قاعدة: النكرة إذا تكررت دلت على التعدد، بخلاف المعرفة-

قاعدہ: نکرہ کا تکرار تعدد پر اور معرفہ کا تکرار وحدت پر دلالت کرتا ہے۔

قاعدة: إذا اتحد الشرط، والجزاء لفظًا دل على الفخامة-

قاعدہ: اگر شرط اور جزا الفاظ کے اعتبار سے برابر ہوں تو یہ اس کی اہمیت اور شان کو ظاہر کرتا ہے۔

المقصد الخامس والعشرون: مبهمات القرآن (پچیسواں مقصد: قرآن کی مبہمات)

قاعدة: لا يبحث عن مبهم أخبر الله باستئثاره بعلمه .

قاعدہ: جس مبہم چیز کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ہی علم میں مخصوص ہونے کی خبر دی ہے اس کے بارے میں بحث نہیں کی جاتی۔

قاعدة: الأصل أن ما أُبهم في القرآن، فلا طائل في معرفته .

قاعدہ: اصل یہی ہے کہ جو چیز قرآن میں مبہم چھوڑی گئی ہو اس کے جاننے میں کوئی فائدہ نہیں۔

قاعدة: علم المبهمات موقوف على النقل المحض، ولا مجال للرأي فيه.

قاعدہ: مبہمات کا علم صرف نقل پر موقوف ہے، اس میں رائے کا کوئی دخل نہیں۔

المقصد السادس والعشرون: النسخ (چھبیسواں مقصد: ناسخ و منسوخ)

قاعدة: النسخ لا يثبت مع الاحتمال.

قاعدہ: نسخ شک و احتمال کی حالت میں ثابت نہیں ہو سکتا۔

قاعدة: لا يقع النسخ إلا في الأمر والنهي، ولو بلفظ الخبر.

قاعدہ: نسخ صرف امر و نہی میں ہی ہوتا ہے، خواہ خبر کے الفاظ میں ہو۔

قاعدة: دعوى النسخ -في القرآن- مرتين ممتنعة.

قاعدہ: قرآن میں کسی آیت کے دوبارہ نسخ ہونے کا دعویٰ ممتنع (ناممکن) ہے۔

قاعدة: الأصل عدم النسخ.

قاعدہ: اصل یہی ہے کہ نسخ نہ ہو۔

قاعدة: الزيادة على النص إن رفعت حكمًا شرعيًّا فهي نسخ، وإن رفعت حكمًا عقليًّا فليست بنسخ.

قاعدہ: نص پر زیادتی اگر حکم شرعی کو ختم کردے تو وہ نسخ ہے، اگر حکم عقلی کو ختم کرے تو نسخ نہیں۔

قاعدة: نسخ جزء الحكم، أو شرطه لا يكون نسخًا لأصله.

قاعدہ: حکم کے کسی جزء یا شرط کا نسخ اس کے اصل کا نسخ نہیں ہوگا۔

قاعدة: كل ما وجب امتثاله في وقت ما، لعلة تقتضي ذلك الحكم، ثم ينتقل بانتقالها إلى حكم آخر، فليس بنسخ.

قاعدہ: کوئی ایسا حکم جس پر کسی وقت میں کسی علت کی بنا پر عمل ضرور ہو اور پھر علت کے بدلنے سے حکم بدل جائے تو وہ نسخ نہیں ہے۔

قاعدة: كل حكم ورد في خطاب مشعر بالتوقيت، أو رُبط بغاية مجهولة، ثم انقضى بانقضائها، فليس بنسخ.

قاعدہ: ہر وہ حکم جو وقت کی تعیین یا کسی نامعلوم غایت پر معلق ہو، پھر وہ وقت یا غایت ختم ہو جائے تو یہ نسخ نہیں۔

المقصد السابع والعشرون: علم المناسبات (ستائیسواں مقصد: علم مناسبت)

قاعدة: كثيرًا ما تُختم الآيات القرآنية ببعض الأسماء الحسنى للتدليل على أن الحكم المذكور له تعلق بذلك الاسم الكريم.

قاعدہ: اکثر اوقات قرآنی آیات کے آخر میں کچھ اسماء حسنیٰ آتے ہیں تاکہ بتایا جائے کہ مذکورہ حکم کا اس اسم کے ساتھ تعلق ہے۔

قاعدة: الآيتان أو الجملتان المتجاورتان، إما أن يظهر الارتباط بينهما أو لا.

فالثاني: إما أن تكون إحداهما معطوفة على الأخرى، وعندئذ لا بد أن تكون بينهما جهة جامعة. أو لا تكون معطوفة، فلا بد من دعامة تؤذن باتصال الكلام.

قاعدہ: دو متصل آیات یا جملوں میں یا تو ربط ظاہر ہو گا یا نہیں، دوسرے صورت میں یا تو ایک جملہ دوسرے پر معطوف ہو گا تو ان میں کوئی جامع چیز ضرور ہونی چاہیے، اور اگر ایسا نہ ہو تو کوئی ایسی سند ضروری ہے جو کلام کے اتصال کو ظاہر کرے۔

قاعدة: الأمر الكلي لمعرفة مناسبات الآيات في جميع القرآن: أن يُنظر إلى الغرض الذي سِيقت له السورة، ثم يُنظر ما يحتاج إليه ذلك الغرض من المقدمات، ثم يُنظر إلى مراتب تلك المقدمات في القرب والبعد من المطلوب، كما يُنظر عند انجرار الكلام في المقدمات إلى ما يستتبعه من استشراف نفس السامع إلى الأحكام، أو اللوازم التابعة له، التي تقتضي البلاغة شفاء الغليل بدفع عناء الاستشراف إلى الوقوف عليها.

قاعدہ: آیات کی مناسبت جاننے کا کلی طریقہ یہ ہے کہ پہلے سورت کے مقصد کو دیکھا جائے، اس کے لیے جو

مقدمات درکار ہیں انہیں دیکھا جائے، پھر ان کے مطالب سے قرب وبعد کو دیکھا جائے، اسی طرح جب کلام ان مقدمات میں جاری ہوتا ہے تو سننے والے کے نفس میں جو توقعات اور لوازمیت آتی ہے بلاغت یہ تقاضا کرتی ہے کہ اس کی تسکین کی جائے۔

المقصد الثامن والعشرون: القواعد العامة (اٹھائیسواں مقصد: عمومی قواعد)

قاعدة: الأدلة القرآنية إما أن تكون على طريقة البرهان العقلي فيستدل بها على الموالف والمخالف، وإما أن تكون دالة على أحكام التكليف فيستدل بها على الموالف دون غيره.

قاعدہ: قرآنی دلائل یا تو عقلی برہان کے انداز پر ہوتی ہیں جو موافق و مخالف دونوں کو دلالت دیتی ہیں، یا تکلیفی احکام پر دلالت کرتی ہیں جو صرف موافق پر دلیل بنتی ہیں۔

قاعدة: متى علق الله علمه بالأمور بعد وجودها، كان المراد بذلك: العلم الذي يترتب عليه الجزاء.

قاعدہ: جب اللہ تعالیٰ نے کسی امر کے علم کو اس کے بعد ہونے پر معلق کیا تو اس سے مراد وہ علم ہے جس پر جزا مرتب ہوتی ہے۔

قاعدة: المحترزات في القرآن تقع في كل المواضع عند الحاجة إليها.

قاعدہ: قرآن میں احترازات ہر اس جگہ آتی ہیں جہاں ان کی ضرورت ہو۔

قاعدة: كل حكاية وقعت في القرآن فلا يخلو أن تكون مصاحبة بما يدل على ردها، أو لا.

قاعدہ: جو بھی حکایت (واقعہ) قرآن میں ذکر ہے وہ یا تو کسی علامت کے ساتھ ہے جو اس کے رد پر دلالت کرے یا نہیں۔

قاعدة: ما ورد في القرآن حكاية عن غير أهل اللسان من القرون الخالية، إنما هو من معروف معانيهم وليس بحقيقة ألفاظهم.

قاعدہ: قرآن میں جو حکایات غیر عرب اقوام کی ہیں وہ انہی کے عمومی معنوں میں ہوتی ہیں، نہ کہ ان کی اصل زبان میں۔

قاعدة: اقتضاء الأدلة للأحكام بالنسبة إلى محالّها على وجهين:

الأول: الاقتضاء الأصلي قبل طروء العوارض، وهو الواقع على المحل مجردًا عن التوابع والإضافات.

قاعدہ: دلائل کے احکام محل کے اعتبار سے دو طرح سے آتے ہیں: ایک یہ کہ اصل محل میں بغیر کسی زائد شے کے معتبر ہو۔

الثاني: الاقتضاء التبعي، وهو الواقع على المحل مع اعتبار التوابع والإضافات.

دوسرا: یہ کہ وہ حکم محل میں اس کے ملحقات اور اضافات کے اعتبار کے ساتھ آئے۔

قاعدة: الأدلة على الأحكام إما أن تُؤخذ مأخذ الافتقار لتنزيل النوازل عليها قبل وقوعها أو بعده، وإما أن تُؤخذ مأخذ الاستظهار لتوافق أغراض طالبيها، كما هو شأن أهل الأهواء.

قاعدہ: احکام کے دلائل یا تو احتیاج (ضرورت) کی بنیاد پر وقوع سے پہلے یا بعد کے لئے ہوتی ہیں، یا کسی گروہ کے مقاصد کے موافق ہوتے ہیں جیسا کہ اہلِ ہویٰ کا طریقہ ہے۔

قاعدة: يجري القرآن في إرشاداته مع الزمان والمكان والأحوال في أحكامه الراجعة للعرف والعوائد.

قاعدہ: قرآن کی ہدایات زمان و مکان اور حالات کے اعتبار سے عرف وعادت کے احکام میں ساتھ چلتی ہیں۔

قاعدة: كل دليل شرعي ثبت في الكتاب مطلقًا غير مقيد، ولم يُجعل له قانون ولا ضابط مخصوص فهو راجع إلى معنى معقول وُكل إلى نظر المكلف.

قاعدہ: کتاب میں ملنے والی ہر شرعی دلیل جو مطلق ہو اور اس کے لیے کوئی خاص ضابطہ یا قانون نہ ہو تو وہ اہلِ تکلیف پر معقولیت کے ساتھ چھوڑ دی جاتی ہے۔

قاعدة: كل خصلة أُمر بها أو نُهي عنها مطلقًا من غير تحديد، ولا تقدير فليس الأمر، أو النهي فيها على وزان واحد في كل فرد من أفرادها.

قاعدہ: ہر وہ چیز جس کے کرنے یا نہ کرنے کا مطلق حکم ہو اور کوئی مقدار متعین نہ ہو تو اس کے ہر فرد میں حکم یکساں نہیں ہو گا۔

قاعدة: كل خصلة أُمر بها أو نُهي عنها مطلقًا من غير تحديد، ولا تقدير فليس الأمر، أو النهي فيها على وزان واحد في كل فرد من أفرادها.

قاعدہ: ہر وہ چیز جس کے کرنے یا نہ کرنے کا مطلق حکم ہو اور کوئی مقدار متعین نہ ہو تو اس کے ہر فرد میں حکم یکساں نہیں ہو گا۔

قاعدة: سبعة أمور يندفع بها الإشكال عن التفسير:

1) رد الكلمة لضدها.
2) ردها إلى نظيرها.
3) النظر فيما يتصل بها من خبر، أو شرط، أو إيضاح في معنى آخر.
4) دلالة السياق.
5) ملاحظة النقل عن المعنى الأصلي.
6) معرفة النزول.
7) السلامة من التدافع.

قاعدہ: سات باتوں سے تفسیر میں اشکال دور ہو جاتا ہے:

1) لفظ کو اس کے ضد پر لوٹانا
2) اس کو اس کے مشابہ پر لوٹانا
3) اس سے متعلق خبر، شرط یا دوسرے معنی میں ایضاح کو دیکھنا
4) سیاق کی دلالت

5) اصل معنی سے نقل وبدل کی رعایت

6) نزول کو جاننا

7) کسی باہمی ٹکراو سے سلامت رہنا

قاعدة: إذا كان متعلق الخطاب مقدورًا حُمل عليه، وإن كان غير مقدور صُرف الخطاب لثمرته أو سببه.

قاعدہ: اگر خطاب کا تعلق مقدور چیز سے ہو تو وہ اسی پر محمول ہو گا، اگر غیر مقدور ہو تو اس کی وجہ یا اس کے نتیجے پر محمول ہو گا۔

قاعدة: إذا حرم الشارع غير معين من جنس، فإما أن يحرم الجميع ليجتنب ذلك المحرم، وإما أن يدل بعد ذلك على نفسه.

قاعدہ: شارع نے اگر جنس میں سے کسی نا معین چیز کو حرام قرار دیا ہو، تو یا سب کو حرام سمجھا جائے گا یا اس کے بعد حرام کو واضح کر دیا جائے گا۔

قاعدة: مهما أمكن حمل كلام الشارع على التشريع، لم يحمل على مجرد الإخبار عن الواقع.

قاعدہ: شارع کے کلام کو جب تک ممکن ہو تشریعی حکم پر محمول کیا جاتا ہے، صرف خبر پر نہیں۔

قاعدة: التعجب كما يدل على محبة الله للفعل، فإنه قد يدل على بغضه أو امتناعه وعدم حسنه، أو يدل على حسن المنع منه، وأنه لا يليق به فعله.

قاعدہ: تعجب جیسے عمل کی محبوبیت پر دلالت کرتا ہے ویسے اس کی نفرت، امتناع، عدم خوبی، ممنوع ہونے اور بجا نہ ہونے پر بھی دلالت کرتا ہے۔

ضوابط وقواعد عند احتمال اللفظ لمعنيين فأكثر:

ضوابط و قواعد جب لفظ ایک سے زیادہ معنی میں محتمل ہو:

1) عامة ألفاظ القرآن تدل على معنيين فأكثر.

2) الكلمة إذا احتملت وجوهًا لم يكن لأحد صرف معناها إلى بعض وجوهها دون بعض إلا بحجة.

ويدخل في هذه الجملة قواعد ثلاث، تعين المفسر على الاختيار في هذه الحالة، هي:

القاعدة الأولى: قد يحتمل اللفظ معاني عدة، ويكون أحدها هو الغالب استعمالًا في القرآن، فيقدم.

القاعدة الثانية: قد يكون اللفظ محتملًا لمعنيين في موضع، ويُعين في موضع آخر.

القاعدة الثالثة: تحمل الآية على المعنى الذي استفاض النقل فيه عن أهل العلم وإن كان غيره محتملًا.

1) عام طور پر قرآن کے الفاظ ایک سے زیادہ معنی رکھتے ہیں۔

2) جب کوئی لفظ کئی معنی رکھتا ہو تو بغیر دلیل کے اس کو کسی ایک معنی پر خاص کرنا جائز نہیں۔

اس ضمن میں تین قواعد ہیں جو مفسر کے لیے رہنما ہیں:

پہلا: الفاظ میں سے جو معنی قرآن میں زیادہ استعمال ہوئے ہوں وہ مقدم ہوں گے۔

دوسرا: کبھی ایک لفظ ایک مقام پر کئی معنی رکھتا ہے اور دوسرے مقام پر ایک ہی معنی میں مخصوص ہوتا ہے۔

تیسرا: آیت کو اس معنی پر محمول کرنا جو اہل علم سے نقل میں سب سے مشہور ہو، اگرچہ دوسرا معنی بھی ممکن ہو۔

قاعدة: إذا احتمل اللفظ معاني عدة، ولم يمتنع إرادة الجميع، حُمل عليها.

قاعدہ: اگر لفظ مختلف معانی کا احتمال کرے اور سب کو مراد لینا ممکن ہو تو سب پر محمول کیا جائے گا۔

قاعدة: كل ما أضافه الله تعالى إلى نفسه فله من المزية، والاختصاص على غيره ما أوجب له الاصطفاء والاجتباء.

قاعدہ: ہر وہ چیز جس کی نسبت اللہ نے اپنی طرف کی ہو، اس کو دوسری تمام چیزوں پر جو امتیاز اور خصوصیت ملی ہے وہ اسی نسبت کی وجہ سے ہے۔

قاعدة: إذا أثبت الله تعالى شيئًا في كتابه، امتنع نفيه.

قاعدہ: اللہ نے قرآن میں جس شے کا اثبات کر دیا ہو اس کی نفی جائز نہیں۔

قاعدة: إذا كان المعنى المناسب جليًّا سابقًا إلى الفهم عند ذكر النص، فإنه يصح تحكيم ذلك المعنى في النص بالتخصيص له، أو الزيادة عليه.

قاعدہ: اگر کسی نص سے واضح، اور پہلے سے سمجھ میں آنے والا معنی نکلتا ہو تو اس معنی کو نص میں مخصوص کرنا یا اس پر کچھ اضافہ کرنا درست ہو گا۔

قاعدة: تقديم العتاب على الفعل من الله تعالى لا يدل على تحريمه.

قاعدہ: اللہ کی طرف سے فعل سے پہلے عتاب آنا فعل کے حرام ہونے پر دلالت نہیں کرتا۔

قاعدة: لا يُمتنّ بممنوع.

قاعدہ: کسی ممنوع چیز کے ساتھ احسان جتانا جائز نہیں۔

قاعدة: الأصل حمل نصوص الوحي على ظواهرها إلا لدليل.

قاعدہ: اصل یہی ہے کہ نصوص وحی کو ان کے ظاہر پر رکھا جائے الا وجہ کہ کوئی دلیل ہو۔

قاعدة: من ادَّعى في التنزيل ما ليس في ظاهره، كُلِّف البرهان على دعواه.

قاعدہ: جو شخص قرآن میں کسی بات کا دعویٰ کرے جو اس کے ظاہر میں نہ ہو اس پر دلیل قائم کرنا ضروری ہے۔

قاعدة: الإيمان بظاهر التنزيل فرض، وما عداه فموضوع عنا تكلف علمه إذا لم تأت بالبيان عنه دلالة من كتاب، أو خبر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم.

قاعدہ: قرآن کے ظاہر پر ایمان لانا فرض ہے اور اس کے علاوہ جو معاملات ہوں وہ ہم سے خارج ہیں جب تک قرآن یا حدیث سے کوئی دلیل نہ ہو۔

قاعدة: قد يكون اللفظ مقتضيًا لأمر ويحمل على غيره؛ لأنه أولى بذلك الاسم منه.

قاعدہ: کبھی لفظ کسی ایک حکم کا مقتضی ہوتا ہے مگر کسی اور پر اس کو مقدم کیا جاتا ہے کیونکہ وہ اس نام کا زیادہ حق دار ہے۔

قاعدة: لا يجوز إخراج ما احتمله ظاهر الآية من حكمها إلا بحجة يجب التسليم لها.

قاعدہ: آیت کے ظاہر سے نکلنے والے ممکنہ مطالب کو کسی وجہ کے بغیر نکال دینا جائز نہیں۔

قاعدة: إذا ذكر الله تعالى حكمًا منهيًّا عنه وعلَّل النهي بعلة، أو أباح شيئًا وعلَّل عدمه بعلة، فلا بد أن تكون العلة مصادفة لضد الحكم المعلل.

قاعدہ: اگر اللہ تعالیٰ کسی منہی حکم کے ساتھ علت بیان کرے یا کسی مباح حکم کے ساتھ علت دے تو علت مخالف حکم کے ساتھ ہونی چاہیے۔

قاعدة: عامة الأشفاع المأمور بها في القرآن: إما عملان، وإما وصفان في عمل. فإن كانا عملين منفصلين نفع أحدهما ولو تُرك الآخر، وإن كانا شرطين في عمل لم ينفع أحدهما. بخلاف الأشفاع في الذم، فإن الذم ينال أحدهما مفردًا ومقرونًا.

قاعدہ: قرآن میں جوڑے کی صورت میں دو عمل یا دو اوصاف پر جو حکم ہو اگر دونوں الگ الگ ہوں تو ایک بھی کر لیا جائے کافی ہے، اگر وہ لازم شرط کے طور پر ہوں تو دونوں کا ہونا ضروری ہے؛ برعکس مذمت والے جوڑے کے کہ ان میں کسی ایک پر بھی مذمت ملتی ہے۔ مفرد یا مقرون۔

قاعدة: يستدل على الأحكام تارة بالصيغة، وتارة بالإخبار، وتارة بما رُتب عليها في العاجل أو الآجل من خير أو شر، أو نفع أو ضر.

قاعدہ: احکام پر کبھی صیغہ سے، کبھی خبر سے اور کبھی ان کے عاجل (قریب) یا آجل (دیر) نتائج سے استدلال کیا جاتا ہے چاہے وہ خیر ہو یا شر، نفع ہو یا نقصان ہو۔

قاعدة: التخيير في آحاد الشيء لا يعني عدم الوجوب.

قاعدہ: کسی چیز کی افراد میں تخییر آنا وجوب کی نفی نہیں کرتا۔

قاعدة: التخيير لا يقتضي التسوية.

قاعدہ: تخییر میں برابری لازم نہیں آتی۔

قاعدة: إذا خُير العبد بين شيئين فأكثر، فإن كان التخيير لمصلحته فهو تخيير تشهٍّ واختيار، وإن كان لمصلحة الغير فهو تخيير اجتهاد في مصلحة الغير.

قاعدہ: اگر بندے کو دو یا زیادہ چیزوں میں تخییر دی جائے تو اگر یہ بندے کی اپنی مصلحت کے لئے ہو تو یہ محض اختیار و خواہش کی تخییر ہے، اور اگر دوسرے کے لئے اس کی مصلحت ہو تو اس میں اجتہاد کا تخییر ہے۔

والله تعالى أعلم، وصلى الله على نبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے، اور درود ہو ہمارے نبی محمد ﷺ پر اور آپ کے اہل و اصحاب پر۔

فهرس المحتويات: (فہرست مضامین)

٥ المقصد الأول: نزول القرآن وما يتعلق به	۵۔ پہلا مقصد: قرآن کا نزول اور اس سے متعلق امور
٦ المقصد الثاني: طريقة التفسير	٦۔ دوسرا مقصد: تفسیر کا طریقہ
٨ المقصد الثالث: القواعد اللغوية	٨۔ تیسرا مقصد: لغوی قواعد
٨ المقصد الرابع: وجوه مخاطباته	٨۔ چوتھا مقصد: خطاب کے انداز
١١ المقصد الخامس: الإظهار، والإضمار، والزيادة، والتقدير، والحذف، والتقديم، والتأخير	١١۔ پانچواں مقصد: اظہار، اضمار، زیادتی، تقدیر، حذف، تقدیم و تاخیر
١٣ المقصد السادس: الأدوات التي يحتاج إليها المفسر	١٣۔ چھٹا مقصد: وہ ادوات جن کی مفسر کو ضرورت ہے
١٤ المقصد السابع: الضمائر	١٤۔ ساتواں مقصد: ضمائر
١٥ المقصد الثامن: الأسماء في القرآن	١٥۔ آٹھواں مقصد: قرآن میں اسماء
١٥ المقصد التاسع: العطف	١٥۔ نواں مقصد: عطف
١٦ المقصد العاشر: الوصف	١٦۔ دسواں مقصد: وصف
١٦ المقصد الحادي عشر: التوكيد	١٦۔ گیارہواں مقصد: تاکید
١٧ المقصد الثاني عشر: الترادف	١٧۔ بارہواں مقصد: مترادفات

١٧ المقصد الثالث عشر: القَسَم في القرآن	۱۷۔ تیرہواں مقصد: قرآن میں قسم
١٧ المقصد الرابع عشر: الأمر والنهي	۱۷۔ چودہواں مقصد: امر ونہی
١٩ المقصد الخامس عشر: النفي في القرآن	۱۹۔ پندرھواں مقصد: قرآن میں نفی
٢٠ المقصد السادس عشر: الاستفهام	۲۰۔ سولہواں مقصد: استفہام
٢١ المقصد السابع عشر: العام والخاص	۲۱۔ سترہواں مقصد: عام وخاص
٢٢ المقصد الثامن عشر: المطلق والمقيد	۲۲۔ اٹھارہواں مقصد: مطلق اور مقید
٢٣ المقصد التاسع عشر: المنطوق والمفهوم	۲۳۔ انیسواں مقصد: منطوق ومفہوم
٢٤ المقصد العشرون: المحكم والمتشابه	۲۴۔ بیسواں مقصد: محکم وتشابہ
٢٤ المقصد الحادي العشرون: النص والظاهر والمؤول والمجمل والمبين	۲۴۔ اکیسواں مقصد: نص، ظاہر، مؤول، مجمل ومبین
٢٤ المقصد الثاني والعشرون: معرفة الفواصل	۲۴۔ بائیسواں مقصد: فواصل کی معرفت
٢٥ المقصد الثالث والعشرون: موهم الاختلاف والتضارب	۲۵۔ تئیسواں مقصد: اختلاف وتضاد کا وہم
٢٥ المقصد الرابع والعشرون: التكرار في القرآن	۲۵۔ چوبیسواں مقصد: قرآن میں تکرار
٢٥ المقصد الخامس والعشرون: مبهمات القرآن	۲۵۔ پچیسواں مقصد: مبہمات القرآن
٢٦ المقصد السادس والعشرون: النسخ	۲۶۔ چھبیسواں مقصد: نسخ

٢٦ المقصد السابع والعشرون: علم المناسبات	٢٦۔ستائیسواں مقصد: علم مناسبق
٢٧ المقصد الثامن والعشرون: القواعد العامة	٢٧۔اٹھائیسواں مقصد: عمومی قواعد
٢٩ ضوابط وقواعد عند احتمال اللفظ لمعنيين فأكثر	٢٩۔ایک سے زیادہ معانی کے احتمال کے وقت قواعد و ضوابط

الباب الرابع

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ — 71 قواعد

(مترجم' ارشد بشیر مدنی)

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ – 71 قواعد (مترجم' ارشد بشیر مدنی)

القواعد الحسان لتفسير القرآن

المؤلف: أبو عبد الله، عبد الرحمن بن ناصر بن عبد الله بن ناصر بن حمد آل سعدي رحمه الله تعالى (ت 1376ھ)

الناشر: مكتبة الرشد، الرياض

الطبعة: الأولى، 1420 ھ – 1999 م

فهرس المحتويات فہرست مضامین

القاعدة الأولى: في كيفية تلقي التفسير

پہلا قاعدہ: تفسیر کو کس طرح سمجھا جائے اور علم تفسیر کیسے حاصل کرے

القاعدة الثانية: العبرة بعموم الألفاظ لا بخصوص الأسباب

دوسرا قاعدہ: لفظوں کی عمومیت کو اہمیت دی جائے، اسباب کی خصوصیت کو نہیں

القاعدة الثالثة: الألف واللام الداخلة على الأوصاف وأسماء الأجناس تفيد الاستغراق بحسب ما دخلت عليه

تیسرا قاعدہ: اوصاف یا اجناس کے اسماء پر آنے والے الف لام عمومیّت پر دلالت کرتے ہیں

القاعدة الرابعة: إذا وقعت النكرة في سياق النفي أو النهي أو الشرط أو الاستفهام دلت على العموم

چوتھا قاعدہ: نکرہ اگر نفی، نہی، شرط یا استفهام کے سیاق میں ہو تو وہ عموم پر دلالت کرتا ہے

القاعدة الخامسة: المفرد المضاف يفيد العموم كما يفيد ذلك اسم الجمع

پانچواں قاعدہ: مفرد مضاف عمومیّت پر دلالت کرتا ہے جیسے کہ اسم جمع کرتا ہے

القاعدة السادسة: في طريقة القرآن في تقرير التوحيد ونفي ضده

چھٹا قاعدہ: قرآن توحید کو ثابت کرنے اور اس کے مخالف امور کو رد کرنے کا منفرد اسلوب رکھتا ہے

القاعدة السابعة: في طريقة القرآن في تقرير نبوة محمد صلّى الله عليه وسلّم

ساتواں قاعدہ: قرآن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو بیان واثبات کرنے کا خاص طریقہ ہے

القاعدة الثامنة: في طريقة القرآن في تقرير المعاد

آٹھواں قاعدہ: قرآن معاد یعنی قیامت اور آخرت کو بیان واثبات کرنے کے مخصوص انداز رکھتا ہے

القاعدة التاسعة: في طريقة القرآن في أمر المؤمنين وخطابهم بالأحكام الشرعية

نواں قاعدہ: قرآن مومنوں کو شرعی احکامات دینے اور خطاب کرنے کا خاص اسلوب استعمال کرتا ہے

القاعدة العاشرة: في الطرق التي في القرآن لدعوة الكفار على اختلاف مللهم ونحلهم

دسواں قاعدہ: قرآن مختلف اقوام ومذاہب کے کفار کو دعوت دینے کے مختلف طریقے بیان کرتا ہے

القاعدة الحادية عشرة: في مراعاة دلالة الالتزام

گیارہواں قاعدہ: قرآن میں ضمنی اور لازمی معنوں کی رعایت کی جاتی ہے

القاعدة الثانية عشرة: في الجمع بين الآيات التي ظاهرها التعارض

بارہواں قاعدہ: قرآن کی ان آیات کو جمع کرنے کا طریقہ جو بظاہر متعارض لگتی ہیں

القاعدة الثالثة عشرة: طريقة القرآن في الحِجَاج والمجادلة مع المبطلين

تیرہواں قاعدہ: قرآن جھٹلانے والوں کے ساتھ بحث ومباحثہ کا مخصوص اسلوب اختیار کرتا ہے

القاعدة الرابعة عشرة: حذف المتعلق يفيد العموم

چودھواں قاعدہ: جب متعلق حذف ہو تو وہ عمومیّت پر دلالت کرتا ہے

القاعدة الخامسة عشرة: في أن الله تعالى جعل الأسباب للمطالب العالية مبشرات لتطمين القلوب

پندرھواں قاعدہ: اللہ تعالیٰ نے بلند مقاصد کے اسباب کو دلوں کے اطمینان کے لیے بشارت بنایا ہے

القاعدة السادسة عشرة: حذف جواب الشرط يدل على تعظيم الأمر في مقام الوعيد

سولہواں قاعدہ: شرط کا جواب حذف کر دینا وعید اور ڈانٹ میں عظمت کو ظاہر کرتا ہے

القاعدة السابعة عشرة: في تنوع دلالات بعض الأسماء في حال الإفراد والاقتران بغيره

سترھواں قاعدہ: بعض اسماء کی مفہوم میں مختلف حالتوں (تنہا یا دوسرے کے ساتھ) کے فرق کا بیان

القاعدة الثامنة عشرة: في الآيات المخبرة بتعلق الهداية والمغفرة والرزق بمشيئة الله، والآيات التي تذكر لذلك بعض الأسباب المتعلقة بالعبد

اٹھارھواں قاعدہ: بعض آیات ہدایت، مغفرت اور رزق کو اللہ کی مشیت کے ساتھ اور بعض کو انسان کے اعمال کے ساتھ جوڑتی ہیں

القاعدة التاسعة عشرة: ختم الآيات بالأسماء الحسنى يدل على أن الحكم المذكور له تعلق بذلك الاسم

انیسواں قاعدہ: آیت کے آخر میں اسمائے حسنیٰ کا ذکر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حکم کا تعلق اس اسم سے ہے

القاعدة العشرون: في إحكام القرآن وتشابهه

بیسمیں قاعدہ: قرآن کا محکم اور متشابہ ہونا

القاعدة الحادية والعشرون: في أن القرآن يجري في إرشاداته مع الزمان والأحوال، في أحكامه الراجعة للعرف والعوائد

اکیسواں قاعدہ: قرآن کے احکامات میں زمانے اور حالات کے اعتبار اور عرف کی رعایت

القاعدة الثانية والعشرون: في مقاصد أمثلة القرآن

بائیسواں قاعدہ: قرآن کے واقعات و مثالوں کے مقاصد کی وضاحت

القاعدة الثالثة والعشرون: أنواع إرشادات القرآن

تئیسواں قاعدہ: قرآن کی ہدایت کی مختلف اقسام

القاعدة الرابعة والعشرون: في حث القرآن على التوسط وذمه الغلو والتقصير

چوبیسواں قاعدہ: قرآن اعتدال کی تلقین اور افراط و تفریط کی مذمت کرتا ہے

القاعدة الخامسة والعشرون: في أمر الله بحفظ حدوده ونهيه عن تعديها وقربانها

پچیسواں قاعدہ: اللہ کے حدود کی حفاظت اور ان سے تجاوز و قریب جانے سے روکتا ہے

القاعدة السادسة والعشرون: في أن الآيات التي فيها قيود لا تثبت أحكامها إلا بقيودها

چھبیسواں قاعدہ: جن آیات میں قیود آئی ہیں ان کے احکامات انہی قیود کے ساتھ مخصوص ہیں

القاعدة السابعة والعشرون: في أن المحترزات في القرآن تقع في كل المواضع في أشد الحاجة إليها

ستائیسواں قاعدہ: قرآن میں جن چیزوں سے محترزات کا ذکر ہے وہ زیادہ ضروری مواقع پر ہوتی ہیں

القاعدة الثامنة والعشرون: في ذكر الأوصاف الجامعة التي وصف الله بها المؤمن

اٹھائیسواں قاعدہ: اللہ نے مومن کی جو جامع صفات ذکر کی ہیں ان کا بیان

القاعدة التاسعة والعشرون: في الفوائد التي يجتنيها العبد في معرفته وفهمه لأجناس علوم القرآن

انتیسواں قاعدہ: قرآن کے مختلف علوم کی معرفت و فہم سے بندے کو حاصل ہونے والے فوائد

القاعدة الثلاثون: في أركان الإيمان بالأسماء الحسنى

تیسواں قاعدہ: اللہ کے اسماء حسنیٰ پر ایمان کے ارکان

القاعدة الحادية والثلاثون: ربوبية الله في القرآن على نوعين

اکتیسواں قاعدہ: قرآن کریم میں اللہ کی ربوبیت دو اقسام پر ہے

القاعدة الثانية والثلاثون: في أن أمر الله بالشيء يستلزم النهي عن ضده والعكس، وأن نفي النقص في حقه تعالى وحق أوليائه يستلزم ثبوت كمال ضده

بتیسواں قاعدہ: اللہ کے کسی چیز کا حکم دینے سے اس کے مخالف کی ممانعت لازم ہے اور اللہ کے حق اور اولیاء کے حق میں نقص کی نفی سے اس کے کامل کا ثبوت

القاعدة الثالثة والثلاثون: في مرضي الشهوات والشبهات

تینتیسواں قاعدہ: قرآن میں شہوات وشبہات کی بیماریاں اور ان کا بیان

القاعدة الرابعة والثلاثون: دل القرآن على أن من ترك الاشتغال بما ينفعه مع الإمكان ابتُلي بالاشتغال بما يضره

چونتیسواں قاعدہ: قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ جو اپنے فائدے کے کام چھوڑ دیتا ہے اسے نقصان والے کاموں میں مبتلا کیا جاتا ہے

القاعدة الخامسة والثلاثون: في دلالة القرآن على تحصيل أعلى المصلحتين وارتكاب أخف الضررين

قرآن کریم اس بات کی طرف رہنمائی کرتا ہے کہ جب دو مصلحتیں آمنے سامنے ہوں تو اعلیٰ مصلحت کو حاصل کیا جائے اور اگر دو ضرر ہوں تو کم ضرر کو اختیار کیا جائے۔

القاعدة السادسة والثلاثون: في إباحة الاقتصاص من المعتدي والنهي عن الظلم، والندب إلى العفو والإحسان

معتدی سے بدلہ لینے کی اجازت ہے، ظلم سے منع کیا گیا ہے، اور عفو واحسان کی ترغیب دی گئی ہے۔

القاعدة السابعة والثلاثون: في اعتبار القصد والإرادة في ترتب الأحكام على أعمال العباد

بندوں کے اعمال پر احکام کے مرتب ہونے میں قصد اور ارادہ کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔

القاعدة الثامنة والثلاثون: في إرشاد القرآن إلى جبر خاطر المنكسر قلبه

قرآن اس امر کی ہدایت کرتا ہے کہ دل شکستہ کا دل رکھا جائے، اس کا حوصلہ بڑھایا جائے۔

القاعدة التاسعة والثلاثون: في طريقة القرآن في أحوال السياسة الداخلية والخارجية

قرآن داخلی اور خارجی سیاسی امور میں مستقل رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

القاعدة الأربعون: في دلالة القرآن على أصول الطب

قرآن طب کے بنیادی اصولوں کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔

القاعدة الحادية والأربعون: في إرشاد القرآن من جهة العمل إلى قصر النظر على الحالة التي هم فيها، ومن جهة الترغيب فيه والترهيب من ضده: إلى ما يترتب عليها من المصالح، ومن جهة النعم: إلى النظر إلى ضدها

قرآن عمل کے اعتبار سے اس بات کی طرف رہنمائی دیتا ہے کہ صرف اسی حالت پر نظر رکھی جائے جس میں انسان ہے، اور رغبت وڈر دینے کے اعتبار سے اس کے مصالح کے نتائج پر غور کیا جائے، اور نعمت کی شکر گزاری کے لیے اس کے مقابل (نعمت نہ ہونے کی صورت) کو ملحوظ رکھا جائے۔

القاعدة الثانية والأربعون: في حقوق الله وحقوق رسوله صلّى الله عليه وسلّم الخاصة والمشتركة

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے خصوصی حقوق اور مشترکہ حقوق کی قرآن میں وضاحت ہے۔

القاعدة الثالثة والأربعون: في الأمر بالتثبت والحث على المبادرة في أمور الخير

قرآن میں اچھی باتوں میں جلدی کرنے اور سچائی کی جانچ کرنے کی تلقین ہے۔

القاعدة الرابعة والأربعون: عند ميلان النفس إلى ما لا ينبغي يذكرها الله ما يفوتها من الخير، وما يحصل لها من الضرر

جب نفس ناپسندیدہ چیزوں کی طرف مائل ہو تو اللہ تعالیٰ اسے یاد دلاتا ہے کہ اس میں کیا بھلائی ضائع ہو جائے گی اور کیا نقصان ہو گا۔

القاعدة الخامسة والأربعون: حث الشارع على الصلاح والإصلاح

شریعت نے اصلاح اور صلاح پر ابھارا ہے۔

القاعدة السادسة والأربعون: في الفرق بين توجه الأمر إلى من لم يدخل فيه، وبين

توجهه إلى من دخل فيه

اس بات کا فرق بیان کیا گیا ہے کہ حکم ان لوگوں کی طرف متوجہ ہو جو داخل نہیں ہوئے اور ان کی طرف جو پہلے ہی اس میں داخل ہیں۔

القاعدة السابعة والأربعون: إذا كان سياق الآيات في أمور خاصة وأراد الله أن يحكم عليها وذلك الحكم غير مختص بها جاء الله بالحكم العام

اگر آیات کا سیاق خاص امور میں ہو اور اللہ اس پر ایسا حکم کرنا چاہے جو اس کے ساتھ خاص نہ ہو تو اللہ اس پر عام حکم لے کر آتا ہے۔

القاعدة الثامنة والأربعون: إذا علق الله علمه بالأمور بعد وجودها كان المراد بذلك العلم الذي يترتب عليه الجزاء

جب اللہ اپنے علم کو کسی چیز کے بعد اس کے واقع ہونے پر معلق فرمائے تو اس سے مراد وہ علم ہوتا ہے جس پر سزا یا جزا مرتب ہوتی ہے۔

القاعدة التاسعة والأربعون: إذا منع الله عباده المؤمنين شيئاً. . . فتح باباً أنفع لهم منه

جب اللہ مؤمنوں کو کسی چیز سے روکتا ہے تو اس سے بہتر اور زیادہ نفع بخش چیز کا دروازہ کھولتا ہے۔

القاعدة الخمسون: في الفرق بين آيات الأنبياء وبين ما يقترحه أهل التعنُّتات

انبیاء کے معجزات اور ان ہٹ دھرموں کے مطالبات میں فرق ہے جو معجزات طلب کرتے ہیں۔

القاعدة الحادية والخمسون: في أن الدعاء في القرآن يشمل دعاء العبادة ودعاء المسألة

قرآن میں دعا کا لفظ دعاءِ عبادت اور دعاءِ مسئلۃ دونوں کو شامل ہے۔

القاعدة الثانية والخمسون: إذا وضح الحق وبان لم يبق للمعارضة العلمية والعملية محل

جب حق ظاہر و واضح ہو جائے تو اس کے بعد نہ علمی اعتراض باقی رہتا ہے نہ عملی مخالفت کی کوئی گنجائش ہوتی ہے۔

القاعدة الثالثة والخمسون: في أن الأجر على قدر المشقة

اجر وثواب مشقت کے مطابق ملتا ہے۔

لقاعدة الرابعة والخمسون: نفي الشيء لانتفاء فائدته وثمرته

کسی چیز کا انکار اس کی نفع رسانی اور ثمرہ نہ ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے۔

القاعدة الخامسة والخمسون: في أنه يُكتب للعبد عمله الذي باشره، ويكمل له ما شرع فيه وعجز عن إتمامه

بندے کے اس عمل کو لکھ دیا جاتا ہے جو اس نے کیا اور اس عمل کا ثواب بھی پورا ملتا ہے جسے شروع کیا اور کسی وجہ سے مکمل نہ کر سکا۔

القاعدة السادسة والخمسون: في حث القرآن المسلمين على القيام بمصالحهم

قرآن مسلمانوں کو اپنے مفادات کو پورا کرنے کی تلقین کرتا ہے۔

القاعدة السابعة والخمسون: في كيفية الاستدلال بخلق السماوات والأرض وما فيها على التوحيد والمطالب العالية

آسمان و زمین اور ان میں موجودات کو دیکھ کر توحید اور اعلیٰ مقاصد پر استدلال کرنا قرآن کی تعلیم ہے۔

القاعدة الثامنة والخمسون: في طريقة إظهار الله تعالى شرف أنبيائه وأوليائه

اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء اور اولیاء کے شرف کو ظاہر کرنے کا مخصوص طریقہ رکھتا ہے۔

القاعدة التاسعة والخمسون: في أن القرآن يهدي للتي هي أقوم

قرآن سب سے زیادہ سیدھے اور درست معاملے کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

القاعدة الستون: في بعض قواعد التعليم التي أرشد الله إليها في كتابه

قرآن میں تعلیم کے بعض اہم اصول بیان کیے گئے ہیں۔

القاعدة الحادية والستون: في حث الشارع على معرفة الأوقات وضبطها إذا كان يترتب على ذلك حكم عام أو خاص

شریعت نے اوقات کی معرفت اور ان کا درست تعین کرنے کی تلقین کی ہے، تاکہ کسی بھی حکم کا صحیح نفاذ ہو سکے۔

القاعدة الثانية والستون: في أثر الصبر وما يعين عليه

صبر کے آثار اور اس میں مدد کرنے والی چیزوں کو قرآن میں بیان کیا گیا ہے۔

القاعدة الثالثة والستون: في أن قيمة الإنسان في إيمانه وعمله الصالح

انسان کی اصل قدر اس کے ایمان اور نیک عمل میں ہے۔

القاعدة الرابعة والستون: في بعض ما يعرض للحق والأمور اليقينية

حق اور یقینی امور کے راستے میں آنے والی بعض رکاوٹوں کا بیان۔

القاعدة الخامسة والستون: في المنع من المباح إذا كان يفضي إلى ارتكاب محظور أو ترك مأمور

مباح چیز کو اس وقت منع کر دیا جاتا ہے جب وہ کسی ممنوع یا فرض کے ترک کا سبب بن جائے۔

القاعدة السادسة والستون: استدلال القرآن بالأقوال والأفعال على ما صدرت عنه من الأخلاق والصفات

قرآن باتوں اور عملوں سے اس کے پیچھے موجود اخلاق اور صفات کو واضح کرتا ہے۔

(قاعدة في الهامش): في تقرير القرآن توحيد الإلهية

قرآن الوہیت کی توحید کو مضبوط طور پر بیان کرتا ہے۔

القاعدة السابعة والستون: في الرجوع إلى المتيقن حال الاشتباه

اشتباہ کی حالت میں یقین کی طرف لوٹنا چاہیے۔

القاعدة الثامنة والستون: في أن ذكر الأوصاف المتقابلات يغني عن التصريح بالمفاضلة إذا كان الفرق معلوماً

ایک دوسرے کے مقابل اوصاف کو ذکر کرنا، اگر فرق واضح ہو تو، باہمی فضیلت کے واضح بیان کے بغیر کافی ہے۔

القاعدة التاسعة والستون: من ترك شيئاً لله عوَّضه الله خيراً منه

جو کوئی اللہ کے لیے کوئی چیز چھوڑ دے، اللہ اسے اس سے بہتر چیز عطا کرتا ہے۔

القاعدة السبعون: في مقاومة القرآن جميع المفسدين

قرآن تمام مفسدوں کی سرکوبی کو اپنا بنیادی مقصد قرار دیتا ہے۔

القاعدة الحادية والسبعون: في اشتمال كثير من ألفاظ القرآن على جوامع المعاني

قرآن کے زیادہ تر الفاظ میں معانی کی جامعیت پائی جاتی ہے۔

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

الباب الخامس

الکتاب: انوار الہلالین فی التعقبات علی الجلالین

المؤلف: محمد بن عبد الرحمن الخمیس

الكتاب: أنوار الهلالين في التعقبات على الجلالين

المؤلف: محمد بن عبد الرحمن الخميس (الأستاذ المشارك في قسم العقيدة والمذاهب - كلية أصول الدين -جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية، بالرياض)

الناشر: دار الصميعي

الطبعة: الأولى 1414 هـ

بسم الله الرحمن الرحيم

فإن أصدق الحديث كتاب الله وخير الهدي هدي محمد صلى الله عليه وسلم، وشر الأمور محدثاتها، وكل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة، وكل ضلالة في النار، ثم أما بعد.

"سب سے سچا بیان اللہ کا کلام ہے اور بہترین رہنمائی محمد ﷺ کی ہدایت ہے، اور سب سے بری بات نئی باتیں (بدعتیں) ہیں، اور ہر بدعت گمراہی ہے، اور ہر گمراہی جہنم میں ہے۔ پھر بعد میں۔

فإن تفسير الجلالين لجلال الدين المحلى وجلال الدين السيوطي من التفاسير المختصرة السهلة الشائعة بين الناس، وكثير قراؤه، وهو تفسير جيد نافع، غير أن فيه بعض زلات رأيت من واجبي التنبيه عليها، وتحذير الناس منها ليكونوا على بينة من أمر دينهم، حتى لا يقعوا في مزالق تؤثر على سلامة عقيدتهم.

"تفسیر الجلالین، جو جلال الدین المحلی اور جلال الدین السیوطی کی تصنیف ہے، ایک مختصر اور آسان تفسیر ہے جو عوام میں عام اور بہت پڑھی جاتی ہے، اور یہ ایک اچھی اور فائدہ مند تفسیر ہے، مگر اس میں کچھ خامیاں بھی ہیں جن کی نشاندہی کرنا میرا فرض ہے اور لوگوں کو خبردار کرنا تاکہ وہ اپنے دین کے معاملے میں ہوشیار رہیں اور ایسی غلطیوں میں مبتلا نہ ہوں جو ان کے عقیدے کی صحت کو متاثر کرے۔"

والمفسران لهما جلالتهما وقدرهما، وأنا أقل من أن أحكم على هذين الإمامين الجليلين بشيء ولكن هي أمور وجب علي شرعاً التنبيه عليها والتحذير منها، ولا أحاكم شخصهما، إنما أناقش أموراً قرراها في كتابهما.

"یہ دونوں مفسرین بڑے معزز اور محترم ہیں، اور میں ان دو بزرگوں کے بارے میں حکم صادر کرنے کے لیے

کوئی اہل نہیں، لیکن کچھ باتیں ایسی ہیں جن کی نشاندہی کرنا اور لوگوں کو خبر دار کرنا شرعی طور پر لازم ہے، اور میں ان کی شخصیات پر الزامات نہیں عائد کر رہا، بلکہ ان کی کتابوں میں دیکھی گئی چیزوں پر بات کر رہا ہوں۔"

ولا أدعي أنني أوفيت الأمر والموضوع وحقه، ولكن هذه أمثله لهنات وزلات وقعت في الكتاب ﴿وَلَوْ كَانَ مِنْ عِندِ غَيْرِ اللهِ لَوَجَدُواْ فِيهِ اخْتِلاَفاً كَثِيراً﴾ .

"میں یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ میں نے موضوع اور معاملہ پورے حق کے ساتھ بیان کیا ہے، بلکہ یہ کچھ مثالیں ہیں کتاب میں پائی جانے والی غلطیوں اور لغزشوں کی۔

﴿وَلَوْ كَانَ مِنْ عِندِ غَيْرِ اللهِ لَوَجَدُواْ فِيهِ اخْتِلاَفاً كَثِيراً﴾

اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں بہت اختلاف ملتا۔"

والله من وراء القصد وهو حسبنا ونعم الوكيل وصلى الله وسلم وبارك على نبينا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين .

"اللہ ہی سب مقصدوں کا ذمے دار ہے اور وہی ہماری کافی وحامی ہے، اللہ ہمارے نبی محمد ﷺ اور ان کے اہل بیت اور صحابہ پر درود و سلام بھیجے۔"

المبحث الأول – التأويلات في بعض آيات الصفات

جاء في تفسير الجلالين تأويل بعض آيات الصفات على خلاف الظاهر وعلى خلاف منهج السلف في ذلك، ومن الأمثلة على ذلك:

"تفسیر الجلالین میں بعض صفات کے آیات کی تفسیر اس کے ظہور کے برخلاف اور سلف کی روش کے خلاف ہے۔ اس کی کچھ مثالیں حسب ذیل ہیں:"

المثال الأول: سورة الفاتحة الآية ٣ ﴿الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾

قال المؤلف: "أي ذي الرحمة وهي إرادة الخير لأهله" .

"مصنف نے لکھا: یعنی رحمت کرنے والا، جو اپنی رحمت اپنے حقداروں تک پہنچاتا ہے۔"

النقد:

"الرحمن والرحیم دونوں اللہ کے صفاتی اسماء ہیں جو صفات رحمت کے ظاہر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت وسیع اور بڑی ہے جو ہر شے کو محیط ہے، مؤلف نے صرف رحمت کا مطلب 'نیکی کی مرضی' ظاہر کیا ہے اور اصل صفت کو ٹھکرایا ہے۔ سلف اور امت کی اجتہاد کرنیوالوں کی متفقہ بنیاد یہ ہے کہ اللہ کے صفاتی اسماء اور صفات کو ان کے ظاہری الفاظ کے مطابق تسلیم کیا جائے اور ان کا تاویل نہ کیا جائے جو ان کے حقیقی معنی سے ہٹ کر ہو کیونکہ تأویل اس صفات کا انکار ہے اور ایک قسم کی کفر۔"

المثال الثاني: سورة الأنعام الآية ١٥٨: ﴿هَلْ يَنظُرُونَ إِلاَّ أَن تَأْتِيهُمُ الْمَلاَئِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ رَبُّكَ﴾

قال المؤلف: "أو يأتي ربك: أي علاماته الدالة على الساعة".

النقد:

"مصنف نے لفظ 'يأتي ربک' کا مطلب اس کے ظاہری معنی سے ہٹ کر 'قیامت کی نشانی' بتایا ہے، جو صفات اللہ کی تعطیل ہے۔ ابن جریر نے کہا ہے:

'یہ آیت اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ کل کفار اور مشرکین یہ انتظار کرتے ہیں کہ بندہ مومن فوت ہو جائے اور فرشتے اس کی روح قبض کر لیں یا رب تعالیٰ قیامت کے دن خود آکر حکم چلائیں۔'"

المثال الثالث: سورۃ آل عمران الآیات 32و76و134و146 والسورۃ المائدۃ آیۃ94 والتوبۃ آیۃ109

- تعطل صفةالمحبة

قال المؤلف: "يحببكم الله: بمعنى يثبكم الله".

"مصنف نے لفظ 'يحببكم الله' کو بمعنی 'يثبكم' (محبت کے بدلے ثواب دینا) کہا ہے، جبکہ صحیح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرتا ہے اور جب محبت کرتا ہے تو تمہیں ثواب دیتا ہے کیونکہ ثواب محبت کا اثر ہے، محبت کا خود مطلب نہیں۔"

المثال الرابع: سورۃ آل عمران الآیات 32و58و140 - تعطيل صفة الغضب

قال المؤلف في قوله تعالى: ﴿لا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ﴾ : بمعنى أنه يعاقبهم".

"اس آیت میں مصنف نے غضب کی صفت کو تنسیخ دیا ہے اور اس کی جگہ اسے 'عقاب' کہنا بتایا ہے، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ کا کافر سے محبت نہ ہونا یعنی اُس کا غضب اُس پر ہونا اور اس کا بدلہ یعنی سزا دینا دونوں علیحدہ باتیں ہیں۔"

المثال الخامس: سورۃ الأعراف الآیۃ 54: ﴿مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ﴾

قال المؤلف: "بقدرته".

"مصنف نے لفظ 'بأمره' کو 'بقدرته' میں تبدیل کیا ہے جو ظاہری معنی سے ہٹ کر ہے، ابن جریر کی تفسیر کے مطابق 'أمْرہ' سے مراد اللہ کا حکم و فیصلہ ہے، جو تمام مخلوقات پر نافذ ہے، اور یہ 'قدرت' سے مختلف ہے۔"

المثال السادس: سورة الأعراف الآية 54، سورة طه الآية 5، سورة السجدة الآية ٤ في قوله تعالى: ﴿اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ﴾

قال المؤلف: "استواء يليق به".

"اگر مصنف نے قرآن کی 'استواء' کی کیفیت کو اللہ کے عزوجل کی شان کے لحاظ سے مجهول کہا تو یہ درست ہے، جیسا کہ امام مالک نے فرمایا کہ کیفیت ہمارے علم سے باہر ہے۔

لیکن اگر مطلب 'استواء' کا معنی ہی مجهول قرار دینا ہے، تو یہ اللہ کی صفات کو اغماض کرنے کے مترادف ہے۔

سلف کے نزدیک 'استواء' کا مطلب ہوتا ہے علوی مرتبت، بلندی اور استقرار، جسے انہوں نے واضح کیا ہے۔"

المثال السابع: سورۃ المائدۃ الآیۃ 64: ﴿بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ﴾

قال المؤلف: "مبالغة في الوصف بالجود وثنى اليد لإفادة الكثرة".

"مصنف نے 'بسط' اور 'تثنیہ' کو صرف جود و سخا اور کثرت کے اظہار کے لیے بتایا ہے، لیکن اہل سنت اور نصوص کے مطابق اللہ تعالیٰ کی واقعی ہاتھیں ہیں، یہ تثنیہ حقیقی ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے کہ 'اللہ کی دونوں ہاتھ دائیں ہیں'۔

لہٰذا آیت کا اصل مطلب اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں کا ہونا ہے، نہ کہ صرف استعارہ۔"

المثال الثامن: سورۃ یونس الآیۃ 21: ﴿قُلِ اللَّهُ أَسْرَعُ مَكْراً﴾

قال المؤلف: "مجازاة".

"آیت میں 'مکر' کا مطلب تدبیر ہے، یعنی اللہ حکمت اور تدبیر کے ذریعے کافروں کی چال کو ناکام بناتا ہے، اور ان کا

بدلہ ان کے اعمال کے مطابق دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کو 'ماکر' کہنا غیر مناسب ہے، بلکہ وہ 'خیر الماکرین' ہے، یعنی جو سب سے بہتر مکر کرتا ہے۔"

المثال التاسع: سورۃ الرعد الآیۃ9: ﴿الْكَبِيرُ الْمُتَعَالِ﴾

قال المصنف: "المتعال على خلقه بالقهر".

"مصنف نے 'المتعال' کو صرف اپنی مخلوق پر غلبہ اور قہر کے معنی میں لیا ہے،

جبکہ 'المتعال' کے کئی معنی ہیں: ذات میں بلندی، کامل صفات کا مالک، تمام مخلوقات پر غلبہ۔

لہٰذا 'المتعال' کا معنی صرف ایک پہلو پر محدود کرنا درست نہیں۔"

المثال العاشر: سورۃ القصص الآیۃ8: ﴿إِلا وَجْهَهُ﴾

قال المؤلف: "إلا إياه".

"مصنف نے 'وجہ' کا معنی 'ذات' سمجھا ہے، جو صفات اللہ کے اصل حقیقی ہیں۔ 'وجہ' اللہ کی موجودگی اور جمال و جلال کی صفت ہے،

آیت کا معنی 'ہر چیز فنا ہو جائے، سوائے اس کا چہرہ' ہے، جس سے ذات کی بقائش مراد ہے۔

لہذا 'وجہ' کو ذات کہنا غلط اور الٹ مطلب کرنا تعطیل صفات ہے۔"

المثال الحادي عشر: سورۃ فاطر الآیۃ1: ﴿إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ﴾

قال المؤلف: "إليه يصعد الكلم الطيب قال يعلمه وهو لا إله إلا الله والعمل الصالح يرفعه يقبله".

"مصنف نے اس آیت کے لفظ 'یَصْعَدُ' کو 'علم' کا معنی دے کر اللہ تعالیٰ کے علو کی صفت کو تعطیل کر دیا۔

صحیح مطلب یہ ہے کہ اللہ کے لیے پاکیزہ باتیں اور اچھے اعمال اٹھائے جاتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ انہیں قبول فرماتا ہے اور بلند کرتا ہے۔

یہاں 'کلم طیب' میں تلاوت قرآن، تعریف، اللہ کی حمد اور ذکر شامل ہیں، اور 'عمل صالح' اعمال صالحہ ہیں۔"

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمارے عقائد کو صحیح اور مضبوط رکھے، ان حقائق کو سمجھنے کی توفیق دے، آمین۔

وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ

"پاکیزہ کلمہ جو بندہ اپنی زبان سے نکالتا ہے، اس کا بلند ہونا انسان کے نیک اعمال کے مطابق ہوتا ہے۔ یہی اعمال اس کے کلمہ طیب کو اٹھاتے ہیں، اگر اس کا عمل نیک نہ ہو تو اس کی کوئی بات اللہ تعالیٰ تک نہیں پہنچتی۔

اور یہ آیت اہل سنت کی طرف سے اہل بدعت کے خلاف صفات علو (اللہ کی فوقیت) کے باب میں عظیم دلیل ہے۔

المثال الثانی عشر: سورۂ لقمان، آیت 27: ﴿مَّا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللَّهِ﴾

مصنف نے کہا: "المعبر بها عن معلوماته"

میں کہتا ہوں: اللہ کی "کلمات" کو "معلومات" کے ساتھ تفسیر کرنا، سلف کے فہم کے خلاف ہے۔ یہ لفظ کے ظاہر سے ہٹ کر ہے؛ بلکہ اللہ کی کلمات اس کا کلام اور اس کا قول ہے جس کی کوئی انتہا نہیں، کیونکہ وہ سبحانہ وتعالیٰ اول و آخر ہے، اس کا کلام بھی ہمیشہ رہتا ہے؛ وہ جب چاہے اور جیسے چاہے کلام فرماتا ہے۔ اس کا کلام کبھی ختم نہیں ہوگا، اور جو بھی درخت یا سمندر کلماتِ الٰہی لکھنے کو ہو تو وہ سب ختم ہو جائیں مگر اللہ کے کلمات کبھی ختم نہیں ہوں گے۔ "کلمات اللہ" کو اس کی قدرت یا اس کے علم سے تعبیر کرنا غلط ہے۔

ایسا کہنا اشاعرہ اور ماتریدیہ کے مذہب کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ کا کلام ایک قدیم معنوی چیز ہے جو متعدد نہیں ہو سکتی، جب کہ اہل سنت وجماعت کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے جیسے چاہے جب چاہے بولتا ہے، اس کا کلام لا انتہا ہے، وہ کہتا رہا، کہتا ہے اور کہے گا۔ اللہ اپنے نفس وغیر کے بارے میں سب سے زیادہ جانتا ہے اور بات کرنے کے باب میں اس سے زیادہ سچا اور بہتر بیان کسی کا نہیں۔

المثال الثالث عشر: سورۃ السجدۃ، آیت 5: ﴿يَعْرُجُ إِلَيْهِ﴾

مصنف نے کہا: "يرجع الأمر والتدبير"

میں کہتا ہوں: سلف کے کلام کے مجموعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ "عروج" بمعنی اوپر چڑھنا / بلند ہونا ہے؛ فرشتے اللہ کے حکم سے زمین پر اترتے ہیں اور پھر اسی حکم کے ساتھ اوپر کی طرف (اللہ کی طرف) چڑھتے ہیں۔ اس میں اللہ کی علو صفات کی بھی اثبات ہے۔ ابن جریر طبری نے کہا:

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

سب سے زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ اللہ آسمان سے زمین کی طرف امر اتارتا ہے پھر وہ اسی کی طرف ایک ایسے دن میں چڑھتا ہے جس کی مدت ایک ہزار سال ہے، پانچ سو سال اترنے میں اور پانچ سو اوپر چڑھنے میں، اور یہی اس آیت کے ظاہر و صحیح معنی ہے۔

المثال الرابع عشر: سورۃ ص، آیت 75:﴿قَالَ يَا إِبْلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ﴾ مصنف نے کہا: "أي توليت خلقه . . ."

میں کہتا ہوں: اللہ معاف کرے مصنف کو، یہاں "بِيَدَيَّ" کا معنی "تولیٰ" کرنا، ہاتھوں کی صفت کی تعطیل ہے اور اس کے ظاہر سے ہٹنا اور سلف کے خلاف ہے۔ ابن جریر طبری نے کہا:

یعنی اللہ فرماتا ہے: میں نے آدم کو اپنے دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا

اور حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چار چیزیں اپنے ہاتھ سے پیدا فرمائیں: عرش، عدن (جنت)، قلم اور آدم۔

اگر یہاں مراد فقط "تولیٰ کرنا" ہوتا تو پھر آدم کے لیے کسی اختصاص یا بزرگی کا کوئی معنی نہ بنتا، کیونکہ سب ہی مخلوقات کو اللہ نے اپنی قدرت سے پیدا کیا ہے، لیکن یہاں خاص طور پر "بِيَدَيَّ" ذکر کرنے میں اختصاص اور تعظیم ہے، اس لئے وہ تاویل باطل ہے جو اس صفت یدین کو "قدرت" یا "تولیٰ" وغیرہ سے بدل دے۔

المثال الخامس عشر: سورۃ الزخرف، آیت 3:﴿إِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْآناً عَرَبِيّاً﴾

مصنف نے کہا: "أوجدنا الكتاب بلغة العرب"

میں کہتا ہوں: یہ بات غلط ہے کیونکہ مصنف یہاں زمخشری معتزلی کے کلام سے متاثر ہوئے ہیں کہ "خلقناه" (یعنی ہم نے قرآن کو بنایا)

درست قول وہی ہے جو ابن جریر اور ابن کثیر نے کہا: "يعني أنزلناه"

یعنی اللہ نے قرآن کو نازل فرمایا ہے۔

المثال السادس عشر: سورۃ الزمر، آیت 67:﴿وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالأَرْضُ جَمِيعاً قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ﴾

مصنف نے کہا:

"ما عرفوه حق معرفته ... والأرض جميعاً: السبع، قبضته: مقبوضه له، أي في ملكه وتصرفه ... والسماوات مطويات بيمينه: بقدرته"

میں کہتا ہوں: "یمین" کا مطلب صرف "قدرت" نہیں ہے۔ یہ صریح معنی اور سلف کے فہم سے عدول ہے۔

ابن جریر نے کہا:

آسمان اور زمین یومِ قیامت اللہ کی "یمین" (دائیں) میں ہوں گے اور حدیث میں ہے کہ

"اللہ تعالیٰ قیامت کے دن زمین کو پکڑے گا اور آسمان اس کی دائیں میں لپٹے ہوں گے اور فرمائے گا: میں بادشاہ ہوں۔"

لہذا یہاں "یمین" یعنی دایاں ہاتھ مراد ہے، اس لیے تاویل کی کوئی گنجائش نہیں۔

المثال السابع عشر: سورۃ الحدید، آیت 3: ﴿وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ﴾

مصنف نے کہا: "الظاهر: بالأدلة عليه، والباطن عن إدراك الحواس"

میں کہتا ہوں: "الظاہر" اور "الباطن" کو وہی معنی دینا چاہیے جو نبی ﷺ نے دعا میں فرمایا:

"تو ظاہر ہے، سو تجھ سے اوپر کچھ نہیں، تو باطن ہے، سو تجھ سے نیچے کچھ نہیں"

اس سے ظاہر پر اللہ کی بلندی اور باطن پر اللہ کے علم اور احاطہ کا معنی ثابت ہے۔ اس کا سننا ہر چیز پر محیط ہے اور اس کی نظر سب پر نافذ ہے۔

المثال الثامن عشر: سورۃ الواقعۃ، آیت 74: ﴿فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ﴾

مصنف نے کہا: "باسم زائد"

میں کہتا ہوں: "اسم" زائد نہیں، ابن جریر کے مطابق اس کا معنی یہ ہے کہ

"اپنے عظیم رب کا نام لے کر تسبیح کر" یعنی اللہ کے ناموں کے ساتھ تسبیح بیان کر۔

المثال التاسع عشر: سورۃ الصف، آیت 4: ﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ﴾

مصنف نے کہا: "إن الله يحب ينصر ويكرم"

میں کہتا ہوں: اگر مصنف کا مقصد ہے کہ یہ "محبت" کی تفسیر ہے تو یہ محبت کی تعطیل ہے، اور اگر یہ کہا کہ یہ محبت کا اثر اور لازم ہے تو یہ درست ہے۔ چونکہ اللہ جب بندے سے محبت کرتا ہے تو اسے عزت و کرامت اور نصرت بخشتا ہے۔

المثال العشرون: سورۃ الملک، آیت 1: ﴿تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ﴾

مصنف نے کہا: "بيده: في تصرفه"

میں کہتا ہوں: یہ "ید" (ہاتھ) کی صفت کے ظاہر سے انکار اور اس کی تأویل ہے، حالانکہ سلف نے اس کو اللہ کے ہاتھ کے معنی میں لیا ہے۔

ابن جریر کے مطابق:

"جس کے ہاتھ میں دنیا و آخرت کی ملکیت ہے اور اس کا حکم دونوں میں جاری ہے"

یعنی یہاں "ید" "صفتِ حقیقی ہے، اس کو "تصرف" یا ملکہ کی تأویل کرنا غلط ہے۔

اہل سنت کا اصول یہ ہے کہ اللہ کے نام و صفات کو اس کے ظاہر پر ایمان رکھا جائے۔[39]

المثال الحادي والعشرون: صفحہ 693، سورۃ الملک، آیت 16:

﴿أَأَمِنتُم مَّن فِي السَّمَاءِ أَن يَخْسِفَ بِكُمُ الأَرْضَ فَإِذَا هِيَ تَمُورُ﴾

مصنف نے کہا: "من في السماء: سلطانه وقدرته".

میں کہتا ہوں: یہ صفت "علو" کی تعطیل ہے اور لفظ کے ظاہری معنی سے انکار ہے۔ یہ اللہ کے رسولوں کی تعلیم اور اللہ تعالیٰ کی کتابوں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی اور عقل و ایمان رکھنے والی امت کے متفقہ قول کے خلاف ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان پر اپنے عرش پر اپنے بندوں سے بلند ہے۔ ابن جریر نے اپنی تفسیر میں کہا: "من في السماء: وہ اللہ ہے"۔

امام مالک نے کہا: "اللہ آسمان پر ہے اور اس کا علم ہر جگہ ہے"۔

ابو حنیفہ کا قول ہے: "جو آلہ کہے کہ اللہ آسمان میں نہیں ہے وہ کافر ہے"۔

---

[39] (تفسیر ابن جریر" 12/169)

المثال الثاني والعشرون: صفحہ 697، سورۃ القلم، آیت 42:

﴿يَوْمَ يُكْشَفُ عَن سَاقٍ﴾

مصنف نے کہا: "یہ روز قیامت کے شدید حالات کے اظہار کے لیے ہے"۔

میں کہتا ہوں: یہ آیت کی دو تشریحات ہیں، پہلی یہ کہ یہ قیامت کے دن کے ہولناک منظر کی شدت کی طرف اشارہ ہے، اس کا مطلب صفات اللہ سے نہیں۔

دوسری تشریح یہ ہے کہ اللہ اپنے ساق (ہاتھ) کو ظاہر کرے گا اور اس کے حق میں سب مومن سجدہ کریں گے، جیسا کہ صحیح حدیث میں آیا ہے: "قیامت کے دن ہمارا رب اپنے ساق کو ظاہر کرے گا، تو ہر مومن اور مومینہ اس کے سامنے سجدہ کرینگے"۔

یہ دونوں تشریحات متصادم نہیں بلکہ متکامل ہیں۔ اللہ اپنے ساق کو ظاہر کرے گا جس کا ذکر حدیث میں واضح ہے، اور بعض لوگوں نے آیت کو شدت ہول سے تعبیر کیا، لیکن حدیث میں ساق کی حقیقت پوشیدہ نہیں۔

(صحیح بخاری 4919، تفسیر ابن جریر 12/197)

المثال الثالث والعشرون: صفحہ 701، سورۃ المعارج، آیت 4:

﴿تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ﴾

مصنف نے کہا: "یہ آیت اللہ کے حکم کے نزول کی طرف اشارہ کرتی ہے"۔

میں کہتا ہوں: صحیح مفہوم یہ ہے کہ فرشتے اور روح (جبریل علیہ السلام) اللہ کے پاس صعود کرتے ہیں، اور یہ ضمیر اللہ کی طرف ہے۔[40]

المثال الرابع والعشرون: صفحہ 734، سورۃ البروج، آیت 14:

﴿وَهُوَ الْغَفُورُ الْوَدُودُ﴾

مصنف نے کہا: "ھدایت کرنے والا اپنے ولیوں سے کرم کے ساتھ محبت کرنے والا ہے"۔

میں کہتا ہوں: اس میں اعتراض ہے کیونکہ اس میں محبت کی صفت بے جا کرم و کرامت کے ساتھ جوڑی گئی ہے۔ صحیح

---

40 (تفسیر ابن جریر 12/197، ابن کثیر 7/90-91)

یہ ہے کہ "الودود" صیغہ مبالغہ ہے یعنی بہت محبت کرنے والا، جو توبہ کرنے والے کو عزت دیتا اور اس سے محبت کرتا ہے۔

ابن جریر نے کہا: "وہ توبہ کرنے والوں کے گناہوں کو بخشنے والا ہے اور ان سے محبت کرنے والا ہے"۔[41]

المثال الخامس والعشرون: صفحہ 734، سورۃ البروج، آیت 16:

﴿فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ﴾

مصنف نے کہا: "کوئی چیز اسے رو نہیں سکتی"۔

میں کہتا ہوں: اس آیت میں اللہ کی قوت کی صفت مکمل ثابت ہوئی ہے، کیونکہ جس نے قوت ظاہر کی وہ قدرت میں مکمل ہے۔[42]

المثال السادس عشر: صفحہ 736، سورۃ الاعلیٰ، آیت 1:

﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأَعْلَى﴾

مصنف نے کہا: "الاَعلیٰ: صفت لربک"۔

میں کہتا ہوں: الاَعلیٰ اللہ کے اسماء میں سے ایک ہے، جو علو اور فضیلت کی علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز سے بلند ہے، وہ اعلیٰ درجہ اور مقام کا مالک ہے، اور اس کے ذکر میں ہی تسبیح کی ضرورت ہوتی ہے۔[43]

المثال السابع والعشرون: صفحہ 739، سورۃ الفجر، آیت 22:

﴿وَجَاء رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفّاً صَفّاً﴾

مصنف نے کہا: "وجاء ربك، أي: أمره".

میں کہتا ہوں: یہ تاویل غلط ہے اور اللہ کے ظاہری آیت سے انکار ہے۔

---

41 (تفسیر ابن جریر 12/529)

42 (تفسیر ابن جریر 12/529)

43 (تفسیر ابن جریر 12/576)

ابن جریر نے کہا: "یہ اللہ کے حقیقی آنے کی صفت ہے جیسا کہ آیت میں بیان ہوا"۔[44]

المثال الثامن والعشرون: صفحہ 746، سورۃ العلق، آیت 15:

﴿أَلَمْ يَعْلَمْ بِأَنَّ اللَّهَ يَرَى﴾

مصنف نے کہا: "ما صدر منه أي يعلمه فيجازيه عليه".

میں کہتا ہوں: علم اللہ کی صفت ہے لیکن دیکھنا الگ ہے۔

ابن جریر نے کہا:

"یہ آیت ابو جہل کی طرف اشارہ ہے کہ وہ جانتا تھا کہ اللہ اسے دیکھ رہا ہے اس لئے ڈر کر اپنے عمل سے رک گیا"۔[45]

المبحث الثاني: القصر في بعض أفراده

یہ کہ کبھی کبھار لفظ کے مختلف معانی ہو سکتے ہیں، اور ان میں سے کسی ایک معنیٰ کو مخصوص کر دینا باقی معانی کی نفی کرنا ہو تو یہ غلط ہے۔

المثال الأول: صفحہ 50، سورۃ البقرہ، آیت 255:

﴿وَهُوَ الْعَلِيُّ﴾

مصنف نے کہا: "وه العلى: فوق خلقه بالقهر".

مصنف نے کہا: "عالی ہونا ان پر قہر کے ذریعے ہے"۔

میں کہتا ہوں: یہ "العلی" کے معنیٰ کو محدود بنا دینا ہے اور اس کے دیگر معانی کو نظر انداز کرنا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ بذات خود اعلیٰ ہے، اپنے تمام مخلوقات پر بلند ہے، وہ اپنی عظمت کے ساتھ اعلیٰ ہے، اسی کی قدرت سے مخلوقات قابو میں ہیں اور سارے مخلوق اس کے حکم کی پابند ہیں، لہٰذا ان تمام معانی کو اللہ کے لیے ثابت کرنا ضروری ہے۔

---

[44] (تفسیر ابن جریر 12/576)

[45] (تفسیر ابن جریر 12/648)

مثال دوم: سورۃ النحل، آیت نمبر 36 میں قوله تعالی: ﴿وَاجْتَنِبُواْ الطَّاغُوتَ﴾

مصنف نے کہا: "الطاغوت: الأصنام"۔

میں کہتا ہوں: الطاغوت ہر وہ چیز ہے جس کی اللہ کے سوا عبادت کی جائے اور جو عبادت کی جائے اسے راضی ہو۔

مثال سوم: سورۃ الأعراف، آیت 180 اور سورۃ الحشر، آیت 24 میں قوله تعالی: ﴿وَلِلّهِ الأَسْمَاء الْحُسْنَى﴾

مصنف نے کہا: "التسعة والتسعون الوارد بها الحديث"۔

میں کہتا ہوں: اللہ کے 99 نام ہیں، کیوں کہ اللہ کے نام شمار کے قابل نہیں، چنانچہ نبی ﷺ نے فرمایا: "میں ہر اس نام سے تم سے درخواست کرتا ہوں جو تم نے اپنے نفس کے لیے رکھا، یا کتاب میں نازل کیا، یا کسی مخلوق کو سکھایا، یا علم غیب میں اپنے پاس مخصوص رکھا"۔

مثال چہارم: سورۃ البینہ، آیت 1 میں قوله تعالی: ﴿مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ﴾

مصنف نے کہا: "يعني عبدة الأصنام"۔

میں کہتا ہوں: اس میں اختلاف ہے، کیونکہ مشرکین صالحین، قبور، جنات، درختوں اور پتھروں کی عبادت کرتے تھے اور اکثر مشرکین صالحین کی عبادت گزار تھے۔ اور یہی زمین پر شرک کی اصل تھی، یعنی صالحین کی زیادتی اور پھر ان کی شکلوں میں بت بنانا اور ان کی عبادت کرنا جو اللہ کے سوا ہے۔

مثال پنجم: سورۃ الکافرون، آیت 2 میں قوله تعالی: ﴿أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ﴾

مصنف نے کہا: "ما تعبدون: من الأصنام"۔

میں کہتا ہوں: لفظ "ما تعبدون" کا اطلاق فقط بتوں تک محدود کرنا غلط ہے، بلکہ اس کا معنی تمام معبودات باطل ہیں، چاہے وہ صالحین ہوں یا قبور ہوں یا درخت ہوں یا بت ہوں۔ مطلب یہ ہے کہ تم سے کہو: میں ان غلط معبودات کی عبادت نہیں کرتا جو تم اللہ کے سوا کرتے ہو اور میں ان کی طرف کوئی عبادت نہیں موڑتا بلکہ صرف اللہ کی عبادت کرتا ہوں جو اصل حق رکھتا ہے، اور تم اس کی عبادت سے انکار کرتے ہو۔

المبحث الثالث: في الإسرائيليات

اس بحث میں "الاسرائیلیات" سے مراد بنی اسرائیل کے لوگ ہیں جن کی طرف سے آنے والی کچھ کہانیاں ہیں، جنہیں تین اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

1) وہ جو شرعاً تصدیق ہوئے ہیں، ان کو قبول کیا جاتا ہے اور بیان کیا جاتا ہے۔

2) وہ جو شرعاً تکذیب ہوئے ہیں، ان سے دور رہا جاتا ہے اور صرف غلطی کا اظہار کرنے کے لئے بیان کیے جاتے ہیں۔

3) وہ جن کا شرعاً نہ تصدیق ہے نہ تکذیب، ان کو عدم یقین کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے یعنی نہ قبول کیا جاتا ہے اور نہ رد۔

مثال اول: سورۃ البقرہ، آیت 102 میں قولہ تعالی: ﴿وَاتَّبَعُواْ مَا تَتْلُواْ الشَّيَاطِينُ عَلَى مُلْكِ سُلَيْمَانَ﴾

مصنف نے کہا: "یہ قصہ نزع ملک سلیمان ہے جو بنی اسرائیل کی کہانیاں ہیں اور نبیوں کی عظمت اور حفظ کی متصادق باتوں سے مطابقت نہیں رکھتیں"۔

میں کہتا ہوں: سلیمان علیہ السلام کے حکومت سے ہاتھ دھونے کی یہ کہانی عقلاً اور شرعاً قابلِ قبول نہیں۔

مثال دوم: سورۃ یوسف، آیت 52 میں قولہ تعالی: ﴿ذَلِكَ لِيَعْلَمَ أَنِّي لَمْ أَخُنْهُ بِالْغَيْبِ﴾

مصنف نے کہا: "یہاں 'ذٰلک' مطلب استغفار ہے"۔

میں کہتا ہوں: بہتر ہے کہ یہ آیت یوسف علیہ السلام کی زوجہ کی طرف منسوب کی جائے جو کہہ رہی ہے کے وہ بے گناہ ہے۔ کیونکہ انسان کمزور ہوتا ہے اور خواہشات اس پر غالب آجاتی ہیں، یہ بات ابن تیمیہ اور ابن القیم اور ابن کثیر نے بھی بیان کی ہے۔

مثال سوم: سورۃ الکھف، آیت 83 میں قولہ تعالی: ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَن ذِي الْقَرْنَيْنِ﴾

مصنف نے کہا: "ذی القرنین کا نام اسکندر ہے"۔

میں کہتا ہوں: کوئی صحیح دلیل نہیں کہ ذی القرنین اسکندر ہے، اور قرآن اس کے حالات بیان کرتا ہے جو عبرت

آموز ہیں نہ کہ تاریخی شخصیت کے طور پر۔

ظاہر ہے کہ اسکندر المقدونی مشرک تھا اور کبھی بھی مسلمان نہیں ہوا۔

مثال چہارم: سورۃ الکہف، آیت 93 میں قولہ تعالیٰ: ﴿حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ . . .﴾

مصنف نے کہا: "یہ دونوں پہاڑ ترکستان کی سرزمین پر واقع ہیں"۔

میں کہتا ہوں: اس بات کا کوئی ٹھوس ثبوت نہیں۔

مثال پنجم: سورۃ ص، آیت 34 میں قولہ تعالیٰ: ﴿وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ . . .﴾

مصنف نے کہا: "یہاں 'ثم أناب' کا مطلب ہے کہ سلیمان علیہ السلام نے کچھ دن بعد واپس اپنے تخت پر بیٹھ گئے"۔

میں کہتا ہوں: یہ بات نبی کی شان میں کمی اور ان کی پاکیزہ زندگی میں دخل اندازی ہے، جو بلاشبہ غلط ہے کیونکہ نبیوں کی عزت اللہ کے حفظ میں ہے۔

تنبیہ:

الاسرائیلیات میں مصنف نے سورۃ الأحزاب کی آیت نمبر 37 کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ حضرت زید کا اپنی بیوی سے جدا ہونا اور پھر حضرت نکاح کا ذکر محض انسانی حسد یا غلط فہمی ہے، حقیقت میں اللہ نے پہلے ہی نبی کو خبر دے دی تھی کہ وہ اپنی بیوی سے شادی کریں گے، اور نبی ﷺ نے لوگوں سے اس راز کو مخفی رکھا تاکہ لوگ نہ کہیں کہ محمد ﷺ نے اپنے سوتیلے بچے کی بیوی سے شادی کی۔

خَاتِمَة

- تمام مذکورہ بالا تیرہ مثالیں تفسیر الجلالین میں پائی جانے والی غلطیوں اور لغزشوں کی نشاندہی کے لیے ہیں۔
- میرا مقصد پورا احاطہ کرنا نہیں بلکہ چند اہم نکات کی نشاندہی کرنا ہے تاکہ قاری ان سے آگاہ ہو۔
- یہ تنبیہات کتاب کی تحقیر نہیں بلکہ شرعی لازم ہے تاکہ لوگ دین کے معاملات میں احتیاط کریں۔
- اس کے بعد خواہشمند ہوں کہ دیگر عام تفاسیر پر بھی اپنی جانچ جاری رکھ سکوں گا، اور اللہ سے دعا ہے کہ اس کا عمل قبول ہو۔

❖ اللہ تعالیٰ ہمارے نبی محمد ﷺ اور ان کے اہل بیت و صحابہ پر اپنی رحمت و سلام بھیجے۔

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

الباب السادس

التعليق على المخالفات العقدية

في تفسير البيضاوي

أنوار التنزيل وأسرار التأويل

المؤلف: عبدالعزيز بن عبدالله الراجحي

سورۃ الفاتحہ

بیضاوی نے آیت﴿الرّحمنِ﴾ [الفاتحۃ: ۱] کی تفسیر میں کہا: [رحمت لغت میں دل کی نرمی اور ایک ایسا جھکاؤ ہے جو احسان و عنایت کا متقاضی ہوتا ہے]۔

تبصرہ:

یہ مخلوق کے بارے میں ہے، لیکن خالق کے بارے میں یہ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے جو اُس کی عظمت و جلال کے لائق ہے، اور اسی کے ساتھ ایک مخلوقی رحمت بھی ہے۔

(۱) ملاحظہ کریں: شرح العقیدہ الاصفہانیہ لابن تیمیہ ص (۱۰۵)، ومختصر الصواعق المرسلہ (ص: ۱۷۹)

(۲) اس مسئلے پر مزید تبصرہ آیت﴿إِيّاكَ نَعْبُدُ وَإِيّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ [الفاتحۃ: ۵] کی تفسیر پر آئے گا۔

(۳) ملاحظہ کریں: التدمرية (ص: ٢٣)، بدائع الفوائد (١/٢٤)، قطف الثمر (ص: ١٨)۔

بیضاوی نے آیت﴿الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾ [الفاتحۃ: ۱] کی تفسیر میں کہا: [اور اللہ تعالیٰ کے اسماء صرف اُن غایات و مقاصد کے اعتبار سے اخذ کیے جاتے ہیں جو افعال ہیں، نہ کہ اُن اصول و مبادی سے جو انفعالات پر مبنی ہیں]۔

تبصرہ:

مصنف کا بیان کردہ تفصیل اشاعرہ کا عقیدہ ہے کہ وہ "رحمت" کی تفسیر ارادے یا صفت کے اثر سے کرتے ہیں۔

اہل السنہ کا مسلک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفتِ رحمت بغیر تحریف، تعطیل، تکییف یا تمثیل کے ثابت ہے، جیسے اس کی باقی صفات۔

بیضاوی نے آیت﴿الْحَمْدُ لِلّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ [الفاتحۃ: ۲] کی تفسیر میں کہا: [عالم، وہ اسم ہے جس سے جانا جائے؛ جیسے انگوٹھی اور قالب؛ اس کا اطلاق اس چیز پر ہوتا ہے جس سے صانع تعالیٰ کے وجود پر دلیل ملے]۔

تبصرہ:

صانع کا لفظ اللہ پر بطور خبر بولا جاتا ہے۔

(۱) ابن القیمؒ نے شفاء العلیل (۲/ ۳۹۴) میں کہا: "صانع" کا لفظ ربِّ سبحانہ کے لیے استعمال نہیں ہوا اور نہ ہو سکتا ہے۔ صانع وہ ہے جو کوئی چیز بنائے، چاہے وہ عدل ہو یا ظلم، حکمت ہو یا سفاہت؛ جبکہ اسماءِ حسنیٰ

میں ایسا لفظ نہیں آتا جس کے معنی میں مدح وذم دونوں داخل ہوں۔[46]

بیضاوی نے آیت ﴿الْعَالَمِينَ﴾ [الفاتحة: ۲] کی تفسیر میں کہا: [...اور وہ ہر وہ چیز ہے جو اس (اللہ تعالیٰ) کے علاوہ ہے، جواہر اور اعراض میں... اس میں بڑے عالم کی نظائر شامل ہیں جو جواہر و اعراض پر مشتمل ہیں]۔

تبصرہ:

"متحیز"، "جہت"، "جسم"، "جوہر"، "عرض" جیسے الفاظ اجمالی ہیں۔ جب تک کسی لفظ کا مقصود واضح نہ ہو، نہ اثبات میں اور نہ نفی میں اس کو قبول کرنا جائز نہیں ہے۔

سورۃ البقرہ

بیضاوی نے آیت ﴿الم﴾ [البقرۃ:۱] کی تفسیر میں کہا (جو حروف مقطعات کی تفسیر ہے): [کہا گیا ہے کہ یہ ایک راز ہے جس کا علم اللہ ہی کے پاس ہے، خلفائے اربعہ اور دیگر صحابہ سے بھی اسی کے قریب قول مروی ہے]۔

تبصرہ:

یہ آخری قول صحیح ہے کہ یہ اللہ کے علم میں مخصوص راز ہیں، اور یہی رائے شیخ الاسلام ابن تیمیہ، المزّی اور ابن کثیر نے اختیار کی ہے۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ قرآن کے اعجاز پر دلالت ہو۔

بیضاوی نے آیت ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي أَن يَضْرِبَ مَثَلًا﴾ [البقرۃ: ۲۶] کی تفسیر میں کہا: [اس سے مراد یہاں یعنی "حیا" وہ لازم ترک ہے جو انقباض سے پیدا ہو، جیسے اللہ کی "رحمت" اور "غضب" سے مراد اُن کے معانی کے آثار مراد لیے گئے ہیں]۔

تبصرہ:

یہ سب تاویل ہے، صحیح بات یہ ہے کہ یہ سب اپنی حقیقت پر ہیں۔ حیا بھی اللہ کی ایک صفت ہے جو اس کی شان کے لائق ہے، مخلوق سے مشابہ نہیں۔

ملاحظہ کریں: سابقہ بیانات آیت ﴿خَتَمَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ . . .﴾ [البقرۃ:۷] کے تحت۔[47]

---

46 (مدارج السالکین (۳/۳۸۳)، بدائع الفوائد (۱/۱۴۶))

47 (مجموع الفتاویٰ: ۲۰/۴۶۴۔ ملاحظہ کریں: الصواعق المرسلۃ (۴، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹/۲۹۳۱)، شرح الطحاویہ (ص: ۴۷۲)، تفسیر

بیضاوی نے آیت﴿ثُمَّ اسْتَوَى إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ﴾[البقرة:۲۹] کی تفسیر میں "استواء" کے بارے میں کہا: [استواء کا اصل مطلب برابری چاہیے، یہ فعل اجسام کے خاص ہے لہٰذا اس معنی میں لینا ممکن نہیں]۔

تبصرہ:

استواء اللہ تعالیٰ کے لئے ایک ایسی صفت ہے جو اس کے جلال و عظمت کے لائق ہے؛ مخلوق کے استواء کی مشابہت نہیں۔

تتمہ:

خواہ مجاز کو تسلیم کرتے ہوئے بھی، "حیاۃ" کا اطلاق حیوان پر حقیقتاً ہے، جیسے کہ علامہ خطیب شربینی نے السراج المنیر (۱/۴۲) میں تحریر فرمایا: "حیات، اصل میں حس والی قوت یا اس قوت کی مقتضی پر ہے، اسی وجہ سے حیوان کو حیوان کہتے ہیں"، اور ابو السعود نے اپنی تفسیر "ارشاد العقل السلیم" (۱/۷۷) میں انہیں کی پیروی کی ہے۔

(۱) شیخ الاسلام نے مجموع الفتاویٰ (۱۹/۶۵) میں فرمایا: "تمام اہل اثبات کا اس بات پر اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ حقیقتاً علیم، قدیر، سمیع، بصیر، مرید، حی اور متکلم ہے"۔

سورۃ آل عمران

بیضاوی نے آیت﴿فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ﴾[آل عمران:۳۱] کی تفسیر میں کہا: [یعنی اللہ تم سے راضی ہو جائے گا، تمہارے دل پر حجاب دور کر دے گا، اور تمہیں اپنی عزت و جلال کے قریب کر دے گا۔ اس حالت کو محبت سے یا استعارہ یا مقابلے کے طور پر تعبیر کیا گیا ہے]۔

تبصرہ:

یہ "محبت" کی اشاعرہ کی طرز پر تاویل ہے، صحیح یہ ہے کہ اللہ کی صفت "محبت" بغیر کسی تاویل و تعطیل اور اس کی شان کے مطابق ثابت ہے۔

اسماء اللہ الحسنیٰ للسعدی (ص:۱۹۲))

بیضاوی نے آیت ﴿فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكَٰفِرِينَ﴾ [آل عمران:۳۲] کی تفسیر میں کہا: [یعنی، اللہ ان سے راضی نہیں، نہ اُن پر مدح کرتا ہے]۔

تبصرہ:

یہ بھی تاویل ہے، "محبت" اللہ کی صفت ہے، جو اس کی شان کے مطابق ثابت ہے۔

بیضاوی نے آیت ﴿وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ﴾ [آل عمران:۵۴] کی تفسیر میں کہا: [اصل میں "مکر" ایسی تدبیر ہے جس سے دوسرے کو نقصان پہنچایا جائے؛ اس کو اللہ کی طرف صرف "مقابلہ" اور "ازدواج" کے طور پر منسوب کیا جاتا ہے]۔

تبصرہ:

مکر، کَید اور خِداع عموماً مذموم ہیں؛ لیکن جب یہ مکاروں اور خادعین کے مقابلے میں ہوں تو یہ مدح ہے۔

لہٰذا اللہ کی طرف ابتداءً ان کا اطلاق صحیح نہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے مجموع الفتاویٰ (۳/۵۴۲) میں فرمایا: "امت سلف وائمہ کا اس پر اجماع ہے کہ اللہ اپنے مؤمن بندوں سے محبت کرتا ہے اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں..."۔[48]

سورۃ المائدہ

بیضاوی نے آیت ﴿وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُولَةٌ﴾ [المائدۃ:۶۴] کی تفسیر میں کہا: [ہاتھ کو باندھنا اور پھیلانا بخل اور جود کے مجازی معنی ہیں، یہاں "ید" کے اثبات کی کوئی جگہ نہیں]۔

تبصرہ:

قرآن میں مجاز نہیں۔

اس پر گفتگو آیت ﴿فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾ [آل عمران:۳۱] میں گزر چکی۔

ملاحظہ ہو: ﴿خَتَمَ اللّٰهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ . . .﴾ [البقرۃ:۷] کے تحت۔

تتمہ:

زکریا الانصاری نے منحۃ الباری بشرح صحیح البخاری (۱/۱۵۰) میں فرمایا: "بہت سی نصوص میں لفظ 'ید'

---

48 (مدارج السالکین (۳/۱۸)، شرح الطحاویہ (ص:۱۲۴))

(ہاتھ) کو لپٹنے، پکڑنے اور تھامنے کے ساتھ ذکر کیا گیا تو یہ حقیقت ہے، مجاز نہیں"۔[49]

بیضاوی نے آیت ﴿قَالَ اللّٰهُ إِنّي مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ﴾[المائدة:۱۱۵] کی تفسیر میں کہا: [بعض صوفیہ کے نزدیک یہاں "مائدہ" سے مراد "حقیقتِ معارف" ہے...]۔

تبصرہ:

یہ بات درست نہیں، صحیح یہ ہے کہ "مائدہ" حقیقی کھانا تھا، جیسے کہ اللہ نے فرمایا: ﴿قَالُوا نُرِيدُ أَن نَّأْكُلَ مِنْهَا﴾[المائدة:۱۱۳]۔

بیضاوی نے آیت ﴿تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ﴾[المائدة:۱۱۶] کی تفسیر میں کہا: ["مافی نفسک" مشاکلت کے لیے ہے، اور کہا گیا کہ یہاں "نفس" سے 'ذات' مراد ہے]۔

تبصرہ:

"مشاکلت کے لیے" کہنا یہ اہل کلام کے یہاں صفت کی نفی کے طور پر تاویل ہے، صحیح یہی ہے کہ یہاں اللہ کی "نفس" سے اس کی جامع ذات مراد ہے، جو صفات کے ساتھ متصف ہے، نہ کہ بعض اہل علم کے مطابق یہ کوئی مجرد صفت ہے۔ اللہ کی "نفس" اس کی صفات والی ذات ہے؛ جیسے کہ اللہ نے فرمایا: ﴿كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ﴾[الأنعام:۵۴]، ﴿وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهُ﴾[آل عمران:۲۸]۔[50]

سورۃ الانعام

بیضاوی نے آیت ﴿وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ﴾[الأنعام:۱۸] میں کہا: [یہ اللہ کے قہر اور بلندی کو غلبہ وقدرت کے ساتھ بیان کرنا ہے]۔

تبصرہ:

صحیح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علو کے تینوں اقسام ثابت ہیں:

(۱) علو الذّات: وہ ایسا ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے، اور عرش سب مخلوقات سے بلند ہے، جیسا کہ اس کے

---

49 (اقتضاء الصراط المستقیم (۱/۱۰۷))

50 (العقیدہ بروایۃ ابی بکر الخلال (ص:۱۱۰)، وبیان تلبیس الجھمیۃ (۷/۴۳۰ وبعدھا))

جلال وعظمت کے لائق ہے۔

(۲)علو القدر، عظمت وشان

(۳)علو القہر، غلبہ وسلطنت

سورۃ الأعراف

بیضاوی نے آیت﴿وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ﴾[الأعراف:۸] میں کہا:[جمہور کے نزدیک نامۂ اعمال کا وزن ہوگا، اور بعض کے نزدیک اشخاص کا وزن ہوگا]۔

تبصرہ:

صحیح بات یہ ہے کہ اعمال اور اشخاص دونوں کا وزن ہوگا، جیسا کہ نصوص سے ظاہر ہے۔

بیضاوی نے آیت﴿ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ﴾[الأعراف:۵۴] کی تفسیر میں کہا:[اُس کا امر غالب آگیا یا اُس نے عرش پر استیلا حاصل کیا۔ اور ہمارے اماموں (اشاعرہ) کے نزدیک استواء صفت ہے، بلا کیف، اور مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے عرش پر ایسے استواء کا اثبات ہے جیسے وہ خود مراد لے؛ مگر استقرار وتمکن سے منزہ ہے]۔

تبصرہ:

یہ بیضاوی کی طرف سے اشاعرہ کی روش پر "استواء" کی تاویل ہے۔

اہل سنت والجماعت کے نزدیک اللہ کا استواء اس کے جلال کے لائق ہے، بغیر تحریف، تعطیل، تمثیل اور تشبیہ کے۔

← بیضاوی نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر میں کہا:﴿ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ﴾[الأعراف:۵۴]: [اسْتَوى أَمْرُهُ أو اسْتَوْلى. وعن أصحابنا : أن الاستواء على العَرْش صفة لله بلا كيف والمعنى: أن له تعالى استواء على العَرْش على الوجه الذي عَنَاهُ، مُنَزّهًا عن الاسْتِقْرار والتّمَكُن].

تبصرہ:

یہ مؤلف کی طرف سے صفتِ استواء کی تاوِیل ہے جو اشاعرہ کے طریقے پر ہے۔ اور اہلِ سنت والجماعت

کا مسلک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے استواء کی صفت ثابت ہے جیسا کہ اس کی جلالت کے لائق ہے، بغیر تحریف، تعطیل، تمثیل اور تشبیہ کے۔

بیضاوی نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر میں کہا:﴿قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَغَضَبٌ﴾[الأعراف:71]:[وَغَضَبٌ: إرادة انتقام] .

تبصرہ:

یہ غضب کی صفت کی تأویل ہے، اور پہلے بیان ہو چکا کہ غضب اللہ کی ایک صفت ہے اور وہ جیسا کہ اس کی جلالت اور عظمت کے لائق ہے، ثابت ہے۔

1) مسلم (233) میں حضرت ابوہریرہ والی حدیث۔

2) پہلے گفتگو ہوئی آیت﴿ثُمَّ اسْتَوَى إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ﴾[البقرة:29] میں۔[51]

بیضاوی نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر میں کہا:﴿أَفَأَمِنُوا مَكْرَ اللَّهِ﴾[الأعراف:99]: [وَمَكْرُ الله: اسْتِعَارَةٌ لاستدراج العبد وأخذه من حيث لا يَحْتَسِبُ] .

تبصرہ:

اللہ کا مکر ماکر کے لئے سزا کے طور پر جزا ہے، اور یہ محمود ہے، اور اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، یہاں ابتدائی طور پر مکر نہیں؛ کیوں کہ یہی مذموم ہے۔

ملاحظہ کریں: إغاثة اللهفان لابن القيم (1/388)، اور اوپر پہلے بیان ہوا آیت﴿وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللَّهُ﴾[آل عمران:54] میں۔

سورۃ الانفال

بیضاوی نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر میں کہا:﴿وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا﴾[الأنفال: 2]:[لزيادة الْمُؤْمِن به أو باطمئنان النفس ورسوخ اليقين بتظاهر الأدلة، أو بالعمل

---

[51] (الصواعق المرسلہ (931،4/1498،1499)، شرح الطحاویہ (ص:472) ملاحظہ ہو)

بموجبها، وهو قول من قال: الإيمان يزيد بالطاعة وينقص بالمعصية ؛ بناء على أن العمل داخل فيه] .

تبصرہ:

یہ آخری قول ہی درست ہے، اور وہ یہ کہ ایمان بڑھتا اور گھٹتا ہے۔ عمل اس میں شامل ہے، اور یہی اہلِ سنت والجماعت کا قول ہے۔ اور انہوں نے کہا: الْمُؤْمِن بهٖ یعنی: قرآن۔

اہلِ سنت کا اس پر اجماع نقل کیا گیا ہے۔ ملاحظہ کریں: رسالة إلى أهل الثغر (ص:155)، بیان تلبیس الجهمية (210/1)۔

بیضاوی نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر میں کہا: ﴿وَلَن تُغْنِيَ عَنكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَلَوْ كَثُرَتْ﴾ [الأنفال:19]: [وَلَن تُغْنِيَ: حينئذٍ كَثْرَتُكم إذا لم يَكن الله مَعكم بالنصر؛ فإنه مع الكاملين في إيمانهم] .

تبصرہ:

صحیح بات یہ ہے کہ اللہ ایمان والوں کے ساتھ ان کے مخالفین کے خلاف ہے، اور یہ اس امر کے منافی نہیں کہ معصیت کی وجہ سے ایمان میں کمی ہو؛ جیسا کہ غزوۂ اُحد میں ہوا؛ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿أَوَلَمَّا أَصَابَتْكُم مُّصِيبَةٌ قَدْ أَصَبْتُم مِّثْلَيْهَا قُلْتُمْ أَنَّىٰ هَٰذَا ۖ قُلْ هُوَ مِنْ عِندِ أَنفُسِكُمْ﴾ [آل عمران:165]۔[52]

سورۃ التوبۃ

بیضاوی نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر میں کہا: ﴿فَعَسَىٰ أُولَٰئِكَ أَن يَكُونُوا مِنَ الْمُهْتَدِينَ﴾ [التوبة:18]: [فإن هؤلاء مع كمالهم إذا كان اهتداؤهم دائرًا بين عسى ولعل؛ فما ظنك بأضدادهم] .

تبصرہ:

---

[52] (إغاثة اللهفان (182/2)، تفسیر السعدی (ص:318، 790))

"عَسَى" اللہ کے لیے لازمی اور واجب ہے نہ کہ امید کے لیے۔

بیضاوی نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر میں کہا:﴿يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ﴾ [التوبة: 61]:[واللام: مزيدة].

تبصرہ:

قرآن میں "لفظ زائد" نہیں کہا جاتا۔

اور حقیقت وہی ہے جو شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے کہا: "اللہ پر ایمان اور مؤمنوں کو ماننے میں فرق ہے؛ اس سے مراد ہے کہ جب مؤمن اطلاع دیں تو سچ مانے، اور اللہ پر ایمان سے مراد ہے اس کا اقرار"۔[53]

سورة یونس

بیضاوی نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر میں کہا:﴿لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَى وَزِيَادَةٌ﴾[یونس:26]: [وقيل: الحُسْنَى: الجنة، والزيادة هي اللقاء].

تبصرہ:

صحیح قول یہ ہے کہ "زیادۃ" سے مراد اللہ کا چہرہ دیکھنا ہے، جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ صہیب ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: "جب جنتی جنت میں داخل ہوں گے تو اللہ تعالیٰ پوچھے گا: کیا تم کسی اور شے کی خواہش رکھتے ہو کہ میں تمہیں اور زیادہ دوں؟ وہ کہیں گے: کیا آپ نے ہمارے چہرے روشن نہیں کئے، ہمیں جنت میں داخل نہیں کیا اور دوزخ سے نجات نہیں دی؟ تو اللہ تعالیٰ پردہ ہٹا دے گا، پس ان کے لیے کوئی نعمت اس سے زیادہ محبوب نہیں ہوگی کہ اپنے رب کو دیکھیں، پھر اس آیت کی تلاوت کی:﴿لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَى وَزِيَادَةٌ﴾ [یونس:26]، اگرچہ "لقاء" کے لفظ میں اللہ کا چہرہ دیکھنا بھی شامل ہے۔

بیضاوی نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر میں کہا: ﴿قَالَ مُوسَى مَا جِئْتُم بِهِ السِّحْرُ إِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهُ

---

[53] (تفسیر طبری(17/526)، تفسیر رازی(6/386)۔ مجموع الفتاویٰ(10/270))

إِنّ اللّهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِينَ﴾[یونس:81]: [فيه دليل على أن السحر إفساد وتمويه لا حقيقة له].

تبصرہ:

درست یہ ہے کہ سحر کی بعض قسمیں حقیقتاً ہوتی ہیں؛ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿وَمِن شَرِّ النّفّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ﴾[الفلق:4]، اور کچھ قسمیں خیالی ہیں؛ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿يُخَيّلُ إِلَيْهِ مِن سِحْرِهِمْ أَنّهَا تَسْعَى﴾

سورۃ ھود

بیضاوی نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر میں کہا:﴿وَأَصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا﴾[ھود:37]: [ملتبسًا بأعيننا عبر بكثرة آلة الحس الذي يحفظ به الشيء ويراعي عن الاختلال والزيغ عن المبالغة في الحفظ والرعاية على طريقة التمثيل].

تبصرہ:

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہماری نظر اور حفظ میں۔ اور اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی "عَیْن" ثابت ہے جو اس کے لائق ہے، بغیر کسی تکییف، تحریف، تعطیل اور تمثیل کے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾[الشوریٰ:11]، اور یہ آیت اس آیت کی طرح ہے: موسیٰ کی قصے میں فرمایا:﴿وَلِتُصْنَعَ عَلَى عَيْنِي﴾ یعنی: میری نظر اور وحفاظت میں پرورش پاؤ۔

ملاحظہ کریں:﴿وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبّكَ فَإِنّكَ بِأَعْيُنِنَا﴾[الطور:48] کے تحت۔

سورۃ الرعد

بیضاوی نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر میں کہا:﴿المر تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَبِ﴾[الرعد:1][قيل معناه: أنا الله أعلم وأرى].

تبصرہ:

جیسا کہ سورۃ البقرہ کے آغاز میں بیان ہو چکا ہے کہ حروف مقطعات کا صحیح موقف یہ ہے کہ ان کا علم اللہ کے پاس ہے۔

بیضاوی نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر میں کہا:﴿عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيرُ الْمُتَعَالِ﴾[الرعد: 9]:[الْمُتَعَالِ: المستعلي على كل شيء بقدرته، أو الذي كبر عن نعت المخلوقين وتعالى عنه].

تبصرہ:

درست یہ ہے کہ علو تینوں اقسام کو شامل ہے: علو الذّات، علو القدر والشأن، اور علو القهر والسلطان۔

یہ پہلے تفصیل سے بیان ہو چکا ہے آیت﴿وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ﴾[الأنعام:18]میں۔

سورۃ الحجر

بیضاوی نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر میں کہا:﴿وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِينَ﴾[الحجر: 80]:[یعنی ثمود نے صالح کو جھٹلایا، اور جو ایک رسول کو جھٹلاتا ہے ایسا ہے جیسے سب کو جھٹلایا، اور ہو سکتا ہے مراد "مرسلین" سے صالح اور اس کے ساتھ ایماندار لوگ ہوں]۔

تبصرہ:

پہلا معنی ہی متعین ہے، اور یہ رسولوں کے قصوں میں کثرت سے آتا ہے: نوح، ہود، صالح، لوط، شعیب؛ جیسا کہ سورۃ الشعراء میں ہے۔ تمام رسولوں پر ایمان لانا واجب ہے؛ ایک کو جھٹلانا سب کو جھٹلانے کے مترادف ہے۔[54]

[54] (مجموع الفتاویٰ(19/179، ومابعدھا)اور تفسیر ابن کثیر(4/545)ملاحظہ ہو)

سورة النحل

قال البيضاوي في تفسير قوله تعالى: ﴿لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ﴾ [النحل: ٢٠]: [لأنهم ذوات ممكنة مفتقرة الوجود إلى التخليق، والإله ينبغي أن يكون واجب الوجود].

تعلیق

یعنی: اس کا وجود بذاتِ خود واجب ہے جبکہ مخلوق کا وجود ممکن ہے جو فنا اور عدم کے قابل ہے اور اس کا وجود اس کے خالق سے ہے۔

تتمہ:

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے فرمایا: "واجب الوجود، ممکن الوجود" وغیرہ کی اصطلاحات ابن سینا اور اس جیسے متکلمین و معتزلہ کے کلام سے لی گئی ہیں۔ اہلِ سنت ان بدعتیوں کے رد میں مجبوراً یہ الفاظ استعمال کرتے ہیں۔[55]

قال البيضاوي في تفسير قوله تعالى: ﴿وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالإِيمَانِ﴾ [النحل: ١٠٦]: [لم تتغير عقيدته وفيه دليل على أن الإيمان هو التصديق بالقلب].

تعلیق

پہلے گزرا کہ اہلِ سنت والجماعت کے نزدیک ایمان میں شامل ہیں:

1) اولاً: دل کا قول، یعنی تصدیق و اقرار۔
2) ثانیاً: دل کا عمل، جیسے محبّت، بغض، توکل وغیرہ۔
3) ثالثاً: زبان کا قول، یعنی شہادتین کا اقرار۔
4) رابعاً: زبان کا عمل، جیسے دیگر اذکار۔
5) خامساً: اعضاء کے اعمال، جیسے نماز، روزہ، صدقہ، حج وغیرہ۔

---

55 (الصفدیہ (٢/١٨٠))

پہلے گزرا آیت﴿الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ﴾[البقرۃ:۳]میں۔(۴/ ۴۵)

سورۃ الکھف

قال البيضاوي في تفسير قوله تعالى: ﴿وَأَمَّا مَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا﴾ [الكهف:]: [وهو ما يقتضيه الإيمان].

تعلیق

بلکہ عمل ایمان کا جُز ہے، بر خلاف مرجیہ کے جو کہتے ہیں کہ اعمال ایمان کے مفہوم میں شامل نہیں، اور یہ بات پہلے بھی وضاحت کے ساتھ گزر چکی ہے۔[56]

سورۃ طٰہٰ

قال البيضاوي في تفسير قوله تعالى: ﴿الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرَى﴾: [أشار إلى وجه إحداث الكائنات، وتدبير أمرها بأن قصد العرش، فأجرى منه الأحكام والتقادير، وأنزل منه الأسباب على ترتيب ومقادير حسب ما اقتضته حكمته وتعلقت به مشيئته].

تعلیق

یہ مؤلف کی طرف سے صفت استواء کی اشاعرہ والی تاویل ہے، جب کہ اہلِ سنت والجماعت کا مسلک یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفتِ استواء اس کے جلال کے شایان شان ثابت ہے۔

(۱)پہلے گزرا آیت﴿ثُمَّ اسْتَوَى إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ﴾[البقرۃ:۲۹]میں۔

قال البيضاوي في تفسير قوله تعالى: ﴿فَلَمَّا أَتَاهَا نُودِيَ يَا مُوسَى إِنِّي أَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى﴾ [طه: ١١-١٢]: [هو إشارة إلى أنه تلقى من ربه كلامه تلقياً روحانياً، ثم تمثل ذلك الكلام لبدنه، وانتقل إلى الحس المشترك، فانْتَقَشَ به من

---

56 (تفسیر طبری(۱/ ۵۰۶، ۱۸/ ۴۳))

غير اختصاص بعضو وجهة].

تعلیق

مؤلف کی بات دو اعتبار سے باطل ہے:

1) اولاً: انہوں نے صفت "کلام" کی تاویل کی، جب کہ صحیح بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ سے حقیقتاً خطاب کیا اور موسیٰؑ نے اللہ کا کلام سنا۔ اللہ نے حرف و آواز والا کلام فرمایا، جیسے اشاعرہ مانتے ہیں وہ محض نفسی معنی نہیں تھا۔ پہلے بیان ہوا آیت﴿ثُمَّ اسْتَوَى إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ﴾ [البقرة:۲۹] میں۔

2) ثانیاً: ان کا یہ قول کہ "بغیر کسی عضو و جہت کے"، اس باب میں صحیح قول یہ ہے کہ اللہ کے لئے علو صفت ثابت ہے۔

قال البيضاوي في تفسير قوله تعالى: ﴿وَلِيَ فِيهَا مَآرِبُ أُخْرَى﴾ [طه: ١٨]: [حتى إذا رآها بعد ذلك على خلاف تلك الحقيقة، ووجد منها خصائص أخرى خارقة للعادة مثل: أن تشتعل شعبتاه بالليل كالشمع، وتصيران دلواً عند الاستقاء، وتطول بطول البئر، وتحارب عنه إذا ظهر عدو، وينبع الماء بركزها وينضب بنزعها، وتورق وتثمر إذا اشتهى ثمرة فركزها، على أن ذلك آيات باهرة ومعجزات قاهرة؛ أحدثها الله فيها لأجله وليست من خواصها].

تعلیق

ان تمام عجائبات کا ثبوت دلیل پر موقوف ہے۔[57]

سورۃ النور

قال البيضاوي في تفسير قوله تعالى: ﴿اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ [النور:٣٥]: [النور في الأصل: كيفية تدركها الباصرة أولاً، وبواسطتها سائر المبصرات؛ كالكيفية الفائضة من النيرين على الأجرام الكثيفة المحاذية لهما، وهو بهذا المعنى لا يصح إطلاقه على

---

57 (فتاویٰ کبریٰ ابن تیمیہ (۵/۴۶)، شرح الطحاویہ (ص:۱۷۷) ملاحظہ کریں)

الله تعالى إلا بتقدير مضاف؛ كقولك: زيد كرم بمعنى ذو كرم، أو على تجوز: إما بمعنى: منور السماوات والأرض، وقد قرئ به، فإنه تعالى نورهما بالكواكب، وما يفيض عنها من الأنوار، أو بالملائكة والأنبياء أو مدبرهما؛ من قولهم للرئيس الفائق في التدبير: نور القوم؛ لأنهم يهتدون به في الأمور. أو موجدهما؛ فإن النور ظاهر بذاته مظهر لغيره] .

تعلیق

اللہ تعالیٰ کی ذات نور ہے، اس کا اسم نور ہے اور اس کی صفت نور ہے۔

بعض علماء نے کہا: "نور" اللہ کا اسم نہیں کیونکہ یہ مقید آتا ہے۔[58]

اور بعض نے کہا: بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا اسم ہے، انہی میں سے شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ابن القیم ہیں۔[59]

باقی رہا کہ "نور" اللہ کی صفت ہے تو یہ بالاتفاق ثابت ہے۔ معتزلہ اور جہمیہ نے اللہ کے نور ہونے اور اس کے نور سے موصوف ہونے کی نفی کی ہے، امام احمد نے ان پر رد کیا ہے۔

قال البيضاوي في تفسير قوله تعالى: ﴿الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ﴾ [غافر:٧]: [الكروبيون أعلى طبقات الملائكة، وأولهم وجوداً] .

تعلیق

مؤلف کے کلام میں چند اشکالات ہیں:

اوّل: سب سے افضل تین فرشتے وہ ہیں جن کا ذکر اس حدیث میں آیا۔[60]

---

58 (فتاویٰ اللجنۃ الدائمۃ، (۲/ ۵۱۰)، مجموع فتاویٰ ابن باز (۶/ ۲۴، ۵۴/ ۲۵۸))

59 (مجموع الفتاویٰ ابن تیمیہ (۶/ ۳۷۹-۳۷۴)، مختصر الصواعق المرسلۃ (ص:۴۱۹)، ابن خزیمہ فی التوحید (۱/ ۸۰)، الحلیمی فی المنہاج (۱/ ۲۰۷)، البیہقی فی الاسماء والصفات (۱/ ۲۰۱)، ابن العربی فی المسالک (۳/ ۴۹۴)، السعدی فی تفسیر اسماء اللہ الحسنی (ص:۲۴۰) وغیرہ۔

60 (مدارج السالکین (۳/ ۳۱۷-۳۱۶) مقالات الاسلامیین (ص:۱۳۲)، الفرق بین الفرق (ص:۱۹۰)

"اللھم رب جبریل ومیکائیل وإسرافیل"(۱)؛ پس نبی ﷺ نے اللہ کی ربوبیت کے وسیلے سے ان کا ذکر کیا۔

دوسرا: "کروبیون" دراصل مقربین ہیں اور وہ عرش کے حاملین نہیں۔

تیسرا: "أولھم وجوداً"، اس پر کلام کرنا دلیل کے بغیر موقوف ہے۔

بیضاوی نے اللہ تعالی کے اس فرمان کی تفسیر میں کہا: ﴿الَّذِینَ یَحْمِلُونَ الْعَرْشَ﴾[غافر:۷]: [اور ان کا عرش کو اٹھانا اور اس کے گرد چکر لگانا: یہ اس کے محفوظ کرنے اور اس کی تدبیر کرنے کا مجاز ہے، یا اس کے عرش والے کے قریب ہونے اور اس کے نزدیک ان کے مقام و مرتبے کی کنایت ہے]۔

تبصرہ

یہ باطل ہے، بلکہ یہ حقیقت ہے۔ اور اللہ وہ ہے جو عرش اور عرش کے اٹھانے والوں کو اپنی قدرت سے اٹھائے ہوئے ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے مجموع الفتاویٰ میں فرمایا: "وہی عرش اور عرش کے اٹھانے والوں کو اپنی قوت و قدرت سے اٹھائے ہوئے ہے، اور ہر مخلوق اس کی محتاج ہے اور وہ عرش اور ہر مخلوق سے بے نیاز ہے"۔[61]

بیضاوی نے اللہ تعالی کے اس فرمان کی تفسیر میں کہا: ﴿الَّذِینَ یَحْمِلُونَ الْعَرْشَ﴾[غافر:۷]: [اور اس کے حکم کے نافذ ہونے میں ان کی وساطت]۔

تبصرہ

اللہ کا حکم پہنچانے والے جبریلؑ ہیں، عرش کے حاملین نہیں- جیسا کہ گذشتہ حدیث میں ثابت ہے۔[62]

---

61 (درء تعارض العقل والنقل ۷/۱۹، الجواب الصحیح ۴/۴۲۷ بھی دیکھیں۔)

62 (مسلم (۷۷۰)۔ إغاثۃ اللھفان (۲/۱۲۷)، زاد المعاد (۱/۴۴)، مرقاۃ المفاتیح (۳/۹۱۶)۔۔ بغیۃ المرتاد (ص:۲۳۰)، تفسیر ابن کثیر (۷/۱۳۰)۔ مجموع الفتاویٰ دیکھیں)

بیضاوی نے اللہ تعالی کے اس فرمان کی تفسیر میں کہا: ﴿رَفِيعُ الدَّرَجَاتِ﴾[غافر:۱۵]:[یہ دو مزید خبریں ہیں اللہ کے صمد ہونے کے اعلیٰ مراتب کے اثبات کے لیے]۔

تبصرہ

یعنی صفات میں بلندی۔ اور اللہ تعالی کے لیے اہل سنت تین طرح کا علو ثابت کرتے ہیں: ذات کا علو، قہر و سلطان کا علو، اور قدر و شان کا علو۔ پس اللہ کے درجے اس کے اپنے بلند مقام اور مخلوق پر اس کے علو کی وجہ سے بلند ہیں۔

بیضاوی نے اللہ تعالی کے اس فرمان کی تفسیر میں کہا:﴿فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا﴾[الطور:۴۸]:[یعنی ہماری حفاظت میں، ہم تجھے دیکھتے ہیں اور تیری نگہداشت کرتے ہیں]۔

تبصرہ:

اس آیت میں اللہ تعالی کی "عین" (آنکھ) صفت کا اثبات ہے، اور صحیح حدیث میں دجال کے بارے میں آیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "وہ کانا ہے اور تمہارا رب کانا نہیں"۔[63]

سورۃ الملک

بیضاوی نے اللہ تعالی کے اس فرمان کی تفسیر میں کہا:﴿أَأَمِنتُم مَّن فِي السَّمَاءِ﴾[الملک:۱۶]:[یعنی: وہ فرشتے جو اس دنیا کے انتظام پر مقرر ہیں، یا اللہ تعالی، اس معنی پر کہ "من فی السماء" سے مراد اس کے امر یا اس کی تقدیر ہے، یا عربوں کے زعم کے مطابق...]۔

تبصرہ:

یہ سب باطل ہے، اللہ تعالی آسمان میں ہے، یعنی علو میں ہے۔ مراد نہ فرشتے ہیں، نہ اس کا حکم و قضاء، نہ عربوں کا زعم۔ اللہ کو علو ذات بھی ہے، علو قہر و غلبہ اور علو شان سب مراد ہے۔ اہل سنت کے نزدیک اس

---

63 (بیان تلبیس الجهمية(۳/۳۳۳)، شرح العقيدة الواسطية للهراس(ص:۱۱۸)۔ بخاری(۷۱۳۱)، مسلم(۲۹۳۳)

آیت کی دو تفسیریں ہیں: "مَن فِي السّمَاءِ"یعنی جو بلندی پر ہے؛ پس مراد علو ہے۔[64]

---

64 (الإبانة عن أصول الديانة(ص:١٠٦)، الفتوی الحموية(ص:٥٠٥)

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

AskIslampedia is an Islamic web portal where Islamic authentic information is available in an easy, organized and structured manner, from where the world can know the true Islam in one click In sha Allaah,

Its aim is to spread the correct information of Islam to everyone regardless of religion, creed, race and colour.

AskIslamPedia works on a simple concept that declares "we are only translators or compilers", thus ,collecting the world's scattered knowledge, or in other words it is like a supermarket where all kinds of quality items are available. In Sha Allaah ,

The aim of AskIslamPedia is to work in (50) popular languages spoken around the world (In sha Allaah), Alhamdulillah,
And work has been done on 23 languages in the first phase and in sha Allaah work is ongoing on 20 more languages in the second phase, Alhamdulillah

ASKISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

www.abmqurannotes.com| www.askislampedia.com| www.askmadanicom

SHAIKH Dr. ARSHAD BASHEER UMARI MADANI waffaqahullah
Hafiz and Aalim, Fazil (Madina University, K.S.A), M.B.A
Founder & Director of AskIslamPedia.com
Chairman: Ocean the ABM School, Hyderabad, TS,INDIA
+91 92906 21633 (WhatsApp only)